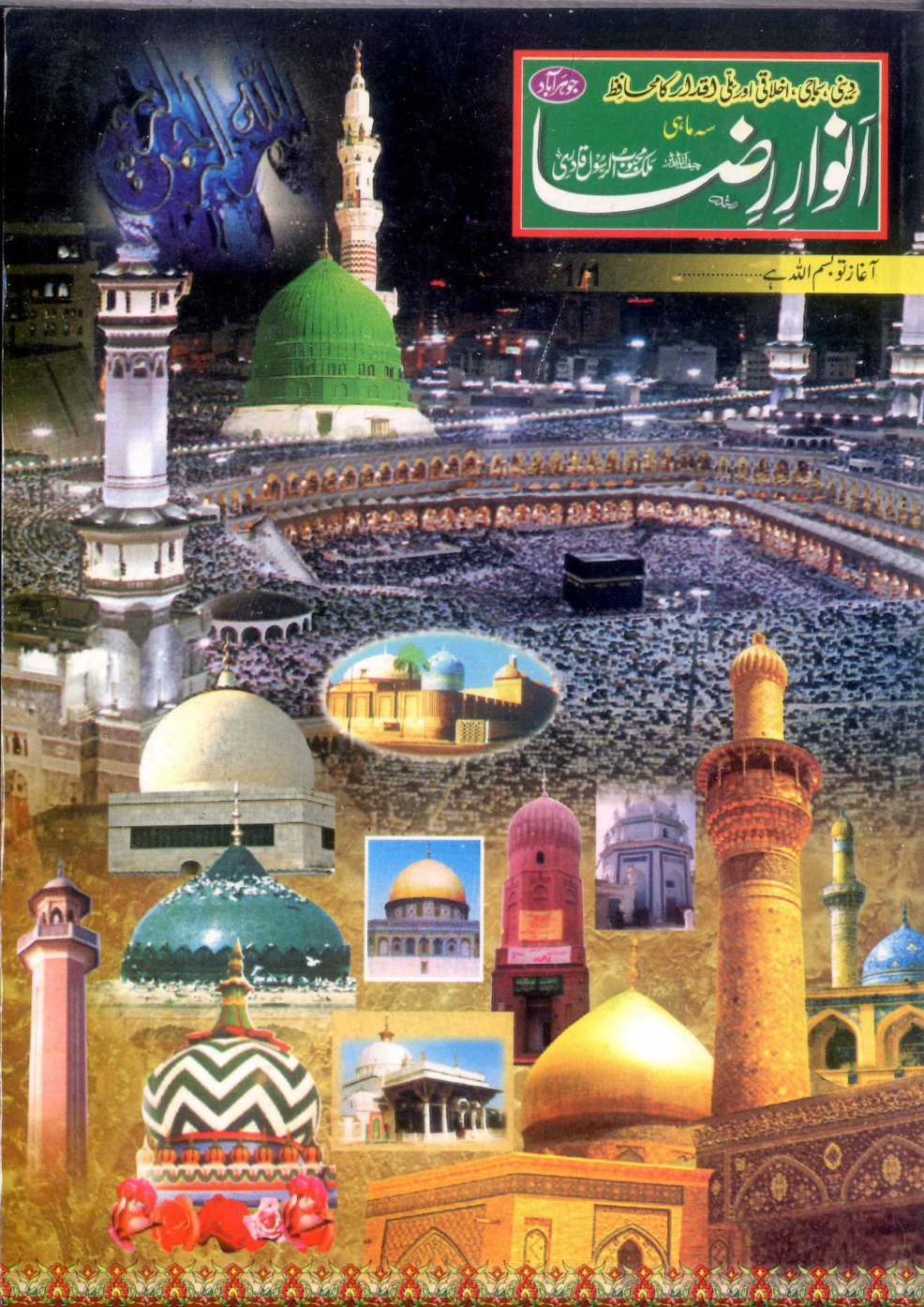


پیش روئے اسلامی اور ملی عقائد کا سلسلہ  
 سہ ماہی  
 جہانگیر علی شاہ  
 انوارِ رضی

آغاز تو بسم اللہ ہے



انٹرنیشنل غوثیہ فورم



# مصنف کتب کثیرہ مفتی محمد خان قادری علی و تحقیقی لریچر کا ایک عکس

- شرح ان تک متراوی
- حضور ﷺ کی رضائی باتیں
- حضور ﷺ کے آباء کی شانیں
- والدین مصطفیٰ کا زندہ ہو کر ایمان لانا
- علمائے کرام اہم پیغام
- جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
- کیا ملک مدبر ہو کر انا جان کر ہے؟
- ہرمکان کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ
- سب رسولوں سے اُعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
- صحابہ اور پیر جسم نبوی ﷺ
- محبت اور اطاعت نبوی ﷺ
- فصل پاک حضور ﷺ
- صحابہ اور علم نبوی ﷺ
- امام احمد رضا اور مسئلہ نبوت ﷺ
- قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا جواب
- خواب کی شرعی حیثیت
- علم نبوی ﷺ اور امور دنیا
- معراج حبیب خدا
- محافل میلاد اور شاہ اربل
- حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
- غماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جائے؟
- رسول اللہ ﷺ کی کون کون سی باتیں مسئلہ ترک
- حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں اسلاف کا مذہب
- بدار کے قیدیوں کے بارے میں حضور کا فیصلہ خطائیں
- قرآنی الفاظ کے صحیح مفہام
- حضور ﷺ کے شریک پر اعتراضات کی حقیقت
- احوال و آثار - مولانا عبدالحی لکھنوی
- والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ
- تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تاریخی کلاسیکی
- مجلس انصاف
- فصل طہین حضور ﷺ
- شرح اسلام رضا
- نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
- اسلام اور تصدیق ازواج
- اسلام میں ٹھنڈی کا تصور
- ملک صدیق اکبر عشق رسول ﷺ
- شب قدر اور اس کی فضیلت
- صحابہ اور تصور رسول پاک ﷺ
- اسلام اور احترام والدین
- والدین مصطفیٰ ﷺ جنتی ہیں
- نسب نبوی ﷺ کا مقام
- وسعت علم نبوی ﷺ
- اسلام اور احترام نبوت
- اسلام اور خدمت خلق
- نظام حکومت نبوی ﷺ
- فضیلت درود و سلام
- شان نبوت ﷺ
- تفسیر سورۃ البیحا والہم نشر
- شاہکار رؤیت ﷺ
- ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ
- حضور ﷺ کا سفر حج
- اقتیازات مصطفیٰ ﷺ
- در رسول ﷺ کی حاضری
- صحابہ کی میتیں
- رقعت ذکر نبوی ﷺ
- مزلی نبوی ﷺ
- تلبسم نبوی ﷺ
- منہاج ابو
- منہاج المنطق
- مقدمہ اعکاف
- تفسیر سورۃ الکوتر
- تفسیر سورۃ القدر
- امامت اور عمامہ
- عصمت انبیاء
- روح ایمان، محبت نبوی ﷺ
- علم نبوی اور تقابہات

Why Did The  
BELOVED PROPHET (SAW)  
Perform Many Nikkahs?

- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
- اللہ اللہ حضور کی باتیں ایک ہزار احادیث کا مجموعہ
- میلاد النبی اور شان ابوالخطاب ابن دنیہ
- مشتاقان جمال نبوی ﷺ کی تعلیمات جذبہ متی
- تفسیر کبیر (آخری بابائیں سورۃ کا ترجمہ)
- حضور ﷺ نے جنتیں کب کبیں چرائیں؟
- غماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جائے؟
- اللہ اللہ حضور کی باتیں ایک ہزار احادیث کا مجموعہ
- میلاد النبی اور شان ابوالخطاب ابن دنیہ
- مشتاقان جمال نبوی ﷺ کی تعلیمات جذبہ متی
- تفسیر کبیر (آخری بابائیں سورۃ کا ترجمہ)
- حضور ﷺ کے شریک پر اعتراضات کی حقیقت
- احوال و آثار - مولانا عبدالحی لکھنوی
- والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ
- تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تاریخی کلاسیکی

جامعہ اسلامیہ لاہور - گلشن رحمان (ایچی بن ہاؤسنگ سوسائٹی) ٹھوکریاں بیگ لاہور

0300-4407048 - 042-5300353-4

شیخ بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

چیف ایڈیٹر

مرزا مجاہد احمد قادری

چیف ایڈیٹر

مفتی آصف محمود قادری

علامہ شاہد جمیل اولیسی - سید غفران شرف گیلانی

محمد تاج قادری - صاحبزادہ طاہر سلطان قادری

دینی سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

سہ ماہی

آخری سہ ماہی 2007ء

شمارہ نمبر 1 جلد نمبر 1

جوہر آباد

زیر سرپرستی

☆ پیر طریقت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمن (ڈھانگری شریف)

☆ امیر اہل سنت حضرت پیر میاں عبدالحق قادری (بھر چوڑی شریف) ☆ شیخ الحدیث پیر سید عرفان شہیدی

☆ استاذ العلماء مولانا مفتی محمد عبدالحق بند یالوی ☆ پیر سید فیض الحسن شاہ بخاری (بہاری شریف)

☆ پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی (پیر بل شریف) ☆ محمد شرف کوثر ☆ حاجی ملک جمیل اقبال

☆ سید ضیاء النور شاہ ☆ ڈاکٹر خالد سعید شیخ ☆ الحاج بشیر احمد چوہدری (لاہور)

مجلس تحریر

محقق العصر مفتی محمد خان قادری - ادیب شہیر پیر سید محمد فاروق القادری

مفتی محمد عارف نورانی - طارق سلطان پوری - علامہ قاری محمد زوار بہادر

پروفیسر محمد ظفر الحق بند یالوی - سید وجاہت رسول قادری، عبدالمجید ساجد

مفتی محمد ابراہیم قادری - مفتی محمد جمیل احمد نعیمی - سید صابر حسین بخاری

صاحبزادہ واحد رضوی - الحاج مفتی محمد شفیع ہاشمی - سید عبداللہ شاہ قادری - مفتی عبدالحمید ہزاروی

مجلس مشاورت

پیر سید مرید کاظم بخاری، ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان

صوفی گلزار حسین قادری رضوی، حافظ محمد خان ماہل ایڈووکیٹ، الطاف چغتائی

قاری عبدالعزیز قادری، مولانا محمد اختر نورانی، پروفیسر قاری محمد مشتاق انور

ملک الطاف عابد اعوان، ملک قاری محمد اکرم اعوان، محمد جاوید اقبال کھارا

مرزا عبد الرزاق طاہر، پیرزادہ محمد رضا قادری، پیر میاں غلام صغیر گلڑوی

مولانا محمد محفوظ چشتی، قاری محمد عامر خان، ڈاکٹر محمد تسلیم قریشی

صاحبزادہ محمد بلال الہاشمی

کمپوزنگ محمد طیب

مجلس انتظامیہ

ملک محمد قمر الاسلام قمر

مرزا محمد کارخان طاہر

قیمت فی شمارہ

150 روپے

سالانہ رکنیت فیس

600 روپے

0300-9429027

Ph: 0454-721787

انٹرنیشنل غوثیہ فورم انوار رضا لاہوری بلاق نمبر ۴ جوہر آباد ضلع خوشاب



## مشمولات

5	بسم اللہ الرحمن الرحیم..... (اپنی بات)..... ملک محبوب الرسول قادری
6	حمد..... (فضل الرحمن)
7	بارگاہ رسالت میں گہائے نعت..... حضرت حسن رضا خان بریلوی
8	نعت..... ملک محبوب الرسول قادری
9	خاتونِ جنت..... سید سلیمان رضوی
10	منقبت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ..... (منظوم عربی۔ ترجمہ اردو) محمد نجم الامین فاروقی
12	”فردوس والا غازی علم الدین شہید“..... ۱۹۲۹ء..... سید عارف محمود مجبور رضوی
13	ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے تمام مسائل کا حل..... کرگل معمر القذافی
41	غزوہ احد کے چند روح پرور مناظر..... ملک محبوب الرسول قادری
47	دُعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت..... علامہ الحاج مفتی محمد شفیع الہاشمی
55	اہل سنت میں تنظیمی شعور بیدار کرنے کے لئے چند تجاویز..... حضرت صوفی گلزار حسین قادری رضوی نوری
58	سفر عشق
59	کلام رضا میں فرشتوں کا تذکرہ..... علامہ ابوالبلال محمد سیف علی سیالوی
75	قادیانیت..... حضرت علامہ اقبال کی نظر میں
77	خلیفہ و تلمیذ امام احمد رضا، حضرت پیر سید فتح علی شاہ گیلانی..... محمود احمد قادری سیالکوٹ
79	حضرت مولانا محمد حسین پسروری نقشبندی..... صاحبزادہ کاشف الرحمن

87	حضرت مولانا سید امیر اجیری اور ان کا ایک علمی مضمون..... ملک محبوب الرسول قادری
97	اذان سے قبل اور بعد صلوٰۃ و سلام کا ثبوت..... علامہ الحاج مفتی محمد شفیع الہاشمی
103	ڈاکٹر خالد سعید شیخ سے نہایت اہم اور منضبط انٹرویو..... ملک محبوب الرسول قادری
139	تذکرہ حضرت شیخ ہندیؒ..... میاں غلام محمد عمر
141	ایک عالم ربانی..... سیدی استاذ العلماء مولانا عبدالحق ہندیالوی مدظلہ..... صاحبزادہ قاری محمد بلال الہاشمی
145	یو اے ای کے مقبول خطیب علامہ حافظ محمد عارف گلزوی سے ایک اہم انٹرویو..... ملک محبوب الرسول قادری
153	حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ..... جیسا کہ میں نے دیکھا..... ملک محبوب الرسول قادری
159	رضائے مصطفیٰ پاک و ہند کے علماء و مشائخ کی نظر میں..... علامہ محمد حسن علی رضوی
164	اسبلی میں تلاوت کے بعد نعت شریف پڑھنے کا فیصلہ..... ملک محبوب الرسول قادری
165	مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ پر ایک الزام کی حقیقت..... محمد صادق قصوری
171	یادگار اسلاف مولانا نبی بخش حلوائیؒ..... محمود احمد قادری سیالکوٹ
174	نذر لہ عقیقت..... بحضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ..... صوفی عبدالوہاب زاہد چشتی
175	سید مظہر حسین شاہ قادری بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ..... سید محمد عبداللہ شاہ قادری
182	صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی کا مکتوب گرامی
183	ادارہ معین الاسلام بیریل شریف کے تعلیمی سال ۲۰۰۷ء کی کارکردگی کا ایک جائزہ..... (سیکرٹری ادارہ)
189	قومی امام احمد رضا کانفرنس (کونسل) کی روداد..... پروفیسر محمد طاہر سومرو



### اپنی بات

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم ملك يوم

الدين اياك نعبد و اياك نستعين اهدنا الصراط

المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب

عليهم ولا الضالين

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم آج سے اپنے ..... سرمایہ 'انوار رضا' جوہر آباد ..... کا باضابطہ اجراء کر رہے ہیں ہمیں امید ہے کہ آپ اسے خالص دینی سماجی اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ پائیں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قدم قدم پر ہمیں آپ کی مشاورت اور تعاون کی ضرورت رہے گی اور اسی سے ہی یہ عظیم سفر جاری رکھنا ممکن ہوگا۔ آپ اس جریدہ حمیدہ کی رکنیت سازی خریداری اور اس میں اشتہار کے ذریعے بھرپور حصہ لے سکتے ہیں۔

ہمارا آئندہ شمارہ ..... ختم نبوت نمبر ..... کے طور پر آئے گا۔ (ان شاء اللہ) کیونکہ فتنہ قادیانیت مرزا قادیانی کی موت (۱۹۰۸ء) کے بعد (۲۰۰۸ء) میں اپنے صد سالہ جشن کی تیاریوں میں مصروف ہے لہذا 'فتنہ انکار ختم نبوت' کی سرکوبی کے لئے جدوجہد کرنا ہر مسلمان کا اہم فریضہ ہے۔

آپ بھی آئیے اور اپنے حصے کا کردار ادا کیجئے۔ وما توفیقی الا باللہ

والسلام

غبار راہ حجاز

ملک محبوب الرسول قادری

(چیف ایڈیٹر)

195	دہلی، اجیر اور جے پور کا عظیم سفرنامہ..... سفر عقیدت..... عبدالقیوم نقشبندی مجددی
217	العمیہ انترنیشنل قرأت اکیڈمی کا جلسہ دستار فضیلت..... قاری محمد امتیاز نعیمی
219	بدیع الزمان حضرت پیر غلام قادر اشرفیؒ..... پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی
230	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ایک دیوبندی محقق کی نظر میں..... پروفیسر محمد طاہر مصطفیٰ
231	کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام دوروزہ میڈیا ورکشاپ..... عبدالناصر عطاری
236	مدار ایمان و اسلام کیا ہے؟..... سیدی امام احمد رضا بریلویؒ
237	جلسہ العمر کنڈیاں..... ایک مادر علمی کا تعارف..... صاحبزادہ قاری محمد بلال الہاشمی
240	قطعہ تاریخ رحلت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری..... سید عارف محمود مجبور رضوی
241	حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادریؒ..... صاحبزادہ محمد عرفان توکیر دی
245	حضرت شرف ملت کی یاد میں..... مفتی محمد شفیع الہاشمی
	الجواهر الغالية فی الأسانید العالیہ.....
247	حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ
272	Surah Inshirah..... Mirza Mujahid Ahmed

### دُعائے صحت کے لئے خصوصی اپیل

یہ بات بڑی پریشان کن ہے کہ عالم اسلام کی عظیم علمی و عملی شخصیت نامور بزرگ عالم و روحانی پیشوا حضرت محدث اعظم پاکستان کے خلیفہ مجاز حضرتہ العلام پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب (مرکزی امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان و سرپرست اعلیٰ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ) گذشتہ ماہ سے شدید علیل ہیں..... اس لئے قارئین کرام سے گزارش ہے کہ حضرت قبلہ کی صحت کی بحالی اور درازی عمر کے لئے خصوصی دُعائیں فرمائیں۔ جزا کم اللہ تعالیٰ فی الدارين..... (ادارہ)



حمد

فضل الرحمن

در جہان زینت گلزار و بہاری ازتست      نعمت طوطی و ہم باغ ہزاری ازتست  
شکوہ از گردش ایام چہ آرام بر لب      جود و الطاف کہ بنم ہمہ کاری ازتست  
نشہ از بادہ انگور؟ غلطی گویند      این ہمہ مستی و این کیف و خماری ازتست  
جلوہ رنگ کہ در صحن چمن می بینیم      این ہمہ منظر نیرنگ و بہاری ازتست  
لالہ در سینہ خود داغ فراق دارد      وز جدائی جگر غنچہ فکاری ازتست  
قصہ عشق تو افسانہ قیس و لیلی      پس محمل کہ بہ افراشت غباری ازتست  
جذبہ عشق خلیل، آتش نمرود زتست      این ہمہ نور زتست و ہمہ ناری ازتست  
تاب حلاج کجا بود کہ حرفے گفتی      حرف حق گفتن و ہم دادن داری ازتست  
چون عظیمی نچمن نگہ کند می یابد  
این گل و غنچہ زتست و ہمہ خاری ازتست

☆☆☆



## بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گلہائے نعت

نگاہ لطف کے امید وار ہم بھی ہیں  
لیے ہوئے یہ دل بیقرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا  
تیرے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

تمہاری اک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے  
پڑے ہوئے تو سر راہ گزار ہم بھی ہیں

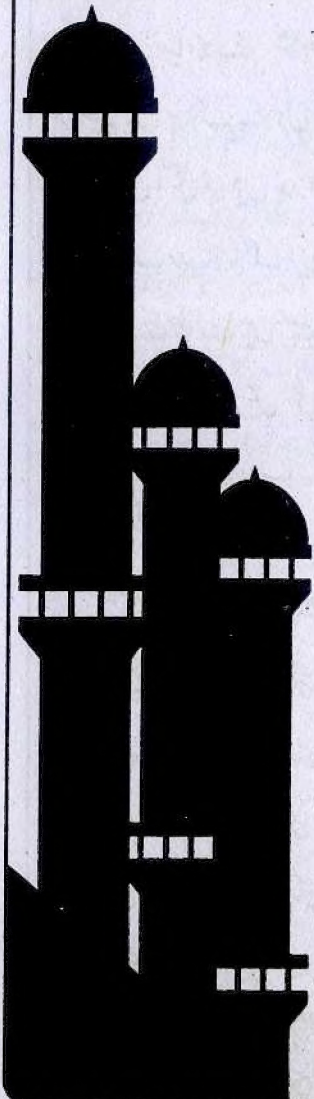
جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور ﷺ  
تو پھر ہم بھی کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ادھر بھی تو ہوں عام حضور ﷺ کے جلوے  
تمہاری راہ میں مشیتِ غبار ہم بھی ہیں

ہماری بگڑی بنانا ان کے اختیار میں ہے  
سپرد انہی کے ہیں سب کاروبار ہم بھی ہیں

حسن! جن کی سخاوت کی دھوم دوعالم میں  
انہی کے تم ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

(حضرت حسن رضا خان حسن بریلوی قدس سرہ)





## رفعتِ رحمتِ کبریا دیکھئے

رفعتِ رحمتِ کبریا دیکھئے لائی باد صبا، بوئے شاہِ زمن  
شہرِ طیبہ میں ہر اک کے دل کی صدا وہ ہیں شمسِ انصافی وہ ہیں بدر الدجہ  
وہ ہیں محبوب رب، مالکِ این و آں چار سو ان کے جلوے ہیں پھیلے ہوئے  
بزمِ اقراء میں جبریل کی گفتگو یہ ہے سدرہ نشیں اور وہ رب کے قرین  
ہیں صحابہ ستارے، قمر آپ ہیں میرے آقا کے خادم شہنشاہِ کل  
جو بھی دیکھے تجھے بس وہ کہتا رہے آپ کے جدِ اعلیٰ کا فیضان ہے  
میں ہوں خادمِ ترا اور تری آل کا ہے مری یہ دعا اور یہی التجا  
قادری ہی نہیں تیرا مدح سرا

چہرہ و انصافی دل ربا دیکھئے جلوہ احمدِ مجتبیٰ علیہ السلام دیکھئے  
مصطفیٰ، مصطفیٰ، مصطفیٰ علیہ السلام دیکھئے نورِ انوارِ نورِ الہدیٰ دیکھئے  
حوضِ کوثر پہ روزِ جزا دیکھئے روئے انور یہ جھومر سجا دیکھئے  
شہرِ مکہ میں غارِ حرا دیکھئے شبِ اسراء کا پردہ اٹھا دیکھئے  
قدس میں مقتدی، مقتداء دیکھئے مظہرِ مصطفیٰ علیہ السلام، مرتضیٰ دیکھئے  
صورتِ مصطفیٰ علیہ السلام حق نما دیکھئے آبِ زمزم پہ یہ ہنگھٹا دیکھئے  
شہرِ طیبہ میں مجھ کو بلا دیکھئے اپنی امت کو خیر الوریٰ علیہ السلام دیکھئے  
بوضیفہ و غوث و رضا دیکھئے

نتیجہ فکر: محمد محبوب الرسول قادری

## خاتونِ جنت

سید سلمان رضوی

رسول پاک کی بیٹی کا یومِ رحلت ہے دلوں میں زینب و کلوٹم کے قیامت ہے  
جنابِ فضلہ کی مخدومہ چپ ہیں حجرے میں نہ کوئی شوق نہ خواہش نہ کچھ ضرورت ہے  
وہ اس کا پہلو مجروح اور خاموشی تمام عالمِ احساس کو ندامت ہے  
علی جو شیر خدا ہیں شکستہ خاطر ہیں حقیقتاً یہ شہادت بڑی شہادت ہے  
حسین کھاتے تھے ہر چیز جس کے ہاتھوں سے وہ ماں غضب ہے کہ بچوں سے آج رخصت ہے  
جو ہاتھ ٹوٹی ہوئی پسلیوں سے اٹھ نہ سکا حسین کیلئے پھیلا وہ دستِ شفقت ہے  
رکوع و آسیہ سائی حجاب و حق طلبی بتول پاک کا ہر عمل عبادت ہے  
جراحتِ کف پا اور قیام ذکر خدا بہ التزام المناک ہی سیادت ہے  
دکھوں سے جس کے سہ پر گیا تھا سورج بھی وہ سیلِ نورِ خدا بے نشان تربت ہے  
تمام رات جو روتی تھی قمریوں کی طرح اس اشکبار کی تخفیف درد و زحمت ہے

عزائے شاہ کی سرحد شرف کی سرحد ہے

محافظوں کو یہ سلمان کی ہدایت ہے

☆☆☆



## مَنْقِبَةُ الْغَوْثِ الْأَعْظَمِ وَالْإِسْتِغَاثَةِ

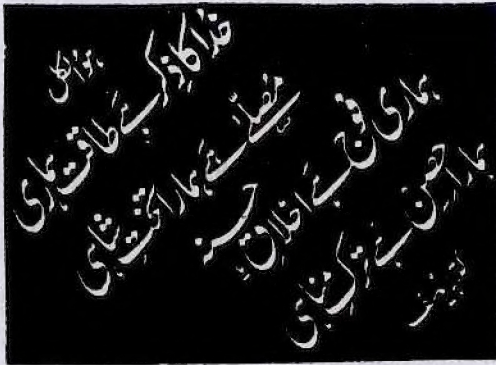
غَوْثِ يَا سَيِّدَ الْأُولِيَاءِ غَوْثِ يَا وَارِثَ الْأَنْبِيَاءِ  
 أَنْتَ أَلْ مَنْ أَلِ عَلَيَّ أَنْتَ أَلْ مَنْ أَلِ نَبِيَّ  
 فَأَكْرِ فِي مَقَامِ الرِّضَا غَوْثِ يَا سَيِّدَ الْأُولِيَاءِ  
 إِنَّكَ دَافِعُ الْحَادِثَاتِ إِنَّكَ رَافِعُ الْمُشْكَلَاتِ  
 مِنْ مَسَاكِينِ مَنْ أَعْرَبَاءِ غَوْثِ يَا سَيِّدَ الْأُولِيَاءِ  
 أَعْطِنِي حُبَّ أَلِ الْبُتُولِ أَعْطِنِي حُبَّ رَبِّ الرُّسُولِ  
 وَالْمُحِبِّينَ وَالْأَصْدِقَاءِ غَوْثِ يَا سَيِّدَ الْأُولِيَاءِ  
 عَلَانِي مِنْ سَبَابِ عَلَيَّ عَلَانِي مِنْ سَبَابِ وَلِيَّ  
 مِنْ فُسَادٍ وَمِنْ إِعْتِدَاءِ غَوْثِ يَا سَيِّدَ الْأُولِيَاءِ  
 وَقِنِي مِنْ جَفَاءٍ وَسَبِّ سَبِّ مُحْبُوبِ حَقِّ وَرَبِّ  
 زِدْنِي فِي الْعِلْمِ وَفِي الْحَيَاةِ غَوْثِ يَا سَيِّدَ الْأُولِيَاءِ  
 لِيَتَنِي حَامِدٌ لِلْمُجِيبِ لِيَتَنِي وَاصِفٌ لِلْحَبِيبِ  
 كُلَّ عَيْشٍ إِلَى الْإِنْتِهَاءِ غَوْثِ يَا سَيِّدَ الْأُولِيَاءِ  
 إِنْ نَجَمَ الْأَمِنْ أَيْتُمْ لَكِنْ عَبْدُكَ يَا كَرِيمُ  
 أَنْتَ ادْخُلْهُ فِي الْآتِقِيَاءِ غَوْثِ يَا سَيِّدَ الْأُولِيَاءِ

﴿کلام محمد نجم الامین فاروقی مونیان شریف سمرات﴾

گزارش : پڑھنے لکھنے میں اصرار کا خاص خیال رکھیں

## ترجمہ

- ۱۔ اے میرے فریادرس اے ولیوں کے سردار اے میرے فریادرس اے نبیوں کے وارث
- ۲۔ (آپ کی شان میں کیا بیان کروں) آپ تو حضرت علی کی اولاد میں سے ہیں آپ تو اس نبی ﷺ کی اولاد میں سے ہیں جو مقام رضا پر فائز ہیں
- ۳۔ آپ حادثات کو دور فرماتے ہیں آپ مشکل کشا ہیں مسکینوں اور مسافروں کے لیے
- ۴۔ مجھے آل بتول کی محبت عطا کر دیجئے مجھے رسول ﷺ کے رب تعالیٰ کی محبت عطا کر دیجئے اور انکی جو آپ ﷺ سے پیار کرتے ہیں اور جو آپ ﷺ کے ساتھی ہیں
- ۵۔ مجھے حضرت علی کی گستاخی سے بلند (دور) رکھیے مجھے ہر ولی کی گستاخی سے دور رکھیے
- فساد اور ظلم سے بھی دور رکھیے
- ۶۔ مجھے بچائے رکھیے جفاء سے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو برا بھلا کہنے سے (معاذ اللہ)
- ۷۔ اے کاش میں اللہ تعالیٰ کا حامد بن جاؤں اے کاش میں نبی ﷺ کا واصل بن جاؤں
- ساری زندگی یہی کام کروں یہاں تک کہ میرا خاتمہ ہو جائے
- ۸۔ بیشک نجم الامین بہت گنہگار ہے لیکن اے کریم بندہ تو آپ ہی کا ہے
- آپ اس کو بھی نیک بنادیں





قطع تاریخ شہادت

”شہادتِ عالی منزلت“

1348ھ

”فردوس والا غازی علم دین شہید“

۱۹۲۹ء

نبیؐ کی آن پر مشابہ منشا ہے منشا دین و ایمان کا  
بڑا ہی مرتبہ دست و اس بندہ حق کا  
فدا ہے ساقی کوثرؐ، غلام خواجہ گیلان  
دل دہان کر دیئے ناموس احمدؐ پر فدا توں  
مراتب مل گئے دونوں تجھے یکتائی کی ثروت  
کرے گا کیا بھلا کوئی جہاں میں ہمیں تیری  
ہوا ہے قابلِ تقلید غازی رہتی دنیا تک  
خدا بار عیسٰی نازل تو فرما جائے بہا اس پر

یہی ستر حقیقت ہے یہی راہ ہدایت ہے  
میسر آگیا جس کو تقاضائے مشیت ہے  
کے معلوم ہے یہ جو بھی اس میں تیری عظمت ہے  
نہیں ہر ایک کے حق میں اسکی یہ ثروت ہے  
بنا غازی، ملی تجھ کو شہادت کی سعادت ہے  
یہ اپنا اپنا جذبہ ہے یہ اپنی اپنی سمت ہے  
نمود اہل ایمان کے لئے تیری شہادت ہے  
یہ فخر دین و ملت عاشقِ آقا کی قربت ہے

نہ اس کی شہادت پر مجھے مجھوڑ آئی یہ

”کہو“ جنت مکان پر طائر شمع رسالت“ ہے

۱۹۲۹ء

سید عارف محمود مجذوری

گجرات

☆ ملی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ کی تقریب سے لیبیا کے سربراہ مملکت

کرمل معمر القذافی کا روح پرور خطاب

ذکر مصطفیٰ ﷺ امت کے تمام مسائل کا حل

میلاد منانا اور سیرت اپنانا ساڑھے چودہ سو صدیوں سے امت مسلمہ کا طریقہ اور وطیرہ رہا ہے ہر عہد میں مسلمان شاہ و گدا ہمیشہ اپنے عظیم رسول ﷺ کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت پیش کرنا اپنے لئے دارین کی سعادتوں کا سبب خیال کرتے رہے ہیں شاہ اربل سے لے کر سلطان محمود غزنوی تک بڑے بڑے حکمرانوں نے سرکاری سطح پر میلاد منانے اور سیرت اپنانے کے لئے بھرپور اقدامات کئے موجودہ عہد زوال میں لیبیا کے سربراہ مملکت کرمل معمر القذافی بڑے اہتمام سے ہر سال موسم میلاد میں ذکر رسول ﷺ کی تقریبات کا انعقاد کرتے ہیں آئندہ چند صفحات میں آپ کرمل معمر القذافی کا وہ روح پرور خطاب پرچیں گے جو انہوں نے ایک سالانہ انٹرنیشنل میلاد کانفرنس کے موقع پر کیا تھا۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران گرامی!

محترم سامعین!

میرے پاس آپ کیلئے اپنے احساساتِ سپاس و تشکر کے اظہار کیلئے مناسب الفاظ نہیں جن کے ذریعے میں آپ حضرات کا شکریہ ادا کر سکوں کہ آپ دنیا کے دور دراز ممالک سے زحمت سفر برداشت کرتے ہوئے آج کائنات کی اس افضل اور بابرکت محفل میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے ہیں جو باعثِ تخلیق کائنات، فخر موجودات خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت کے تاریخی موقع پر افریقہ کے اس دور دراز علاقہ میں منائی جا رہی ہے۔ یہ بات جہاں ہم سب کیلئے باعثِ فخر ہے کہ ہم سب یہاں کائنات کے برتر و اعلیٰ نسبت سے یکجا ہوئے ہیں، وہاں بالخصوص افریقہ کے اس دور دراز خطہ کیلئے بھی وجہ اعزاز و تقاضا ہے کہ جس سے بہت کم لوگ واقف ہیں اور اس تقریب سعید نے اسے گمنامی کی تہوں سے نکال کر ایک بار پھر عالمی شہرت سے ہمکنار کر دیا ہے۔ اس مبارک محفل میں پیش کیے گئے نثری و منظوم شہ پاروں اور حمد و نعت کے وجد آفرین اور سحر انگیز خطبوں نے اس



صحرائے اعظم کی وسعتوں کو ہی لبریز نہیں کیا، دل کی دنیا میں معافی و مغفیم کا دروازہ کر دیا ہے  
مختصر یہ کہ اس صحرائے اعظم کے باسیوں کیلئے یہ دوسرا تاریخی موقعہ ہے جب وہ آفاقی اہمیت  
کے اس تاریخی اجتماع کا نظارہ کر رہے ہیں چنانچہ ایک ایسا ہی تاریخی اجتماع گذشتہ سال بمبکو شہر میں  
ایک ایسے ہی موقعہ پر منعقد ہو چکا ہے۔ آج کا یہ تاریخی اجتماع ایک مخصوص پس منظر موقعہ میں منعقد  
کیا جا رہا ہے جس کی اپنی ایک خاص اہمیت ہے اور اس لحاظ سے یہ اجتماع ہمارے لیے ایک چیلنج کی  
حیثیت رکھتا ہے، خاص طور پر ایسے حالات میں جب عالمی سطح پر پیغمبر اسلام ﷺ، قرآن کریم اور پوری  
امت مسلمہ کے خلاف ایک ظالمانہ یلغار جاری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ یلغار بالخصوص عراق اور افغانستان وغیرہ کے خلاف جارحیت کے بعد  
دیکھنے میں آ رہی ہے چنانچہ اسلام و پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن کریم کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ جاری  
ہے جس نے پورے یورپ کے علاوہ سکندریہ نیوین ممالک کے دور دراز اور رخ بستہ خطے کو بھی اپنی  
پلیٹ میں لے رکھا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کو حضرت محمد ﷺ کے بارے میں کیا معلوم ہے؟ اور  
کس نے انہیں ان کے بارے میں بتایا ہے؟۔۔۔

ظاہر ہے کہ یہ لوگ نفرت اور نسل پرستی پر مبنی تعلیم دے رہے ہیں جو سکندریہ نیوین جیسے دور  
دراز خطوں تک جا پہنچی ہے۔

ہمیں الزام دیا جا رہا ہے کہ ہم (مسلمان) دہشت گرد ہیں، اور نفرت کو ترویج دیتے ہیں اور  
یہ کہ ہم دوسروں کو برداشت نہیں کرتے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم تو دوسروں کو برداشت کر رہے ہیں۔  
ہم عیسائیوں کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سمیت تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان و یقین  
رکھتے ہیں جن میں یہودیوں کے انبیاء بھی شامل ہیں۔ ہم ان تمام انبیاء پر مکمل ایمان رکھتے ہیں اور  
ہمارے ہاں ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔

اس کے برعکس دراصل اقوام مغرب ہی پیغمبر اسلام ﷺ کی منکر ہیں اور ان پر خدا تعالیٰ کی  
طرف سے نازل کردہ کتاب مقدس قرآن کریم کو ماننے پر تیار نہیں۔ دراصل یہی اقوام مسلمانوں کے  
خلاف انتہا پسندی، تشدد اور دہشت گردی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ گویا جو کچھ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے  
اصل صورتحال اس کے سراسر خلاف ہے۔

ذرا سوچیے، سکندریہ نیوین میں جو صحافی حضرت محمد ﷺ کی خیالی تصویر بنا رہا ہے اس کی حیثیت کیا ہے؟

اسے کس نے بتایا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نامی ایک پیغمبر ہیں اور وہ آپ ﷺ کے بارے میں  
اس قدر علم و ادراک رکھتا ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتی، سماجی اور عام زندگی کے بارے میں مختلف  
گوشتوں کی تصویر کشی کرنے لگتا ہے؟۔

چنانچہ ضرور کوئی طاقت ہے جو ان لوگوں کو اس نفرت انگیز اور کینہ پرور رجحان کے تعلیم دیتی  
ہے۔ اس تمام مہم کے پیچھے کوئی تو ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عداوت و دشمنی کے جذبات کو  
ہوادے رہا ہے۔ کسی مسلمان کی یہ شان تو نہیں کہ حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ، حضرت یوسف، حضرت  
اسحاق، حضرت ابراہیم، حضرت ہود، حضرت صالح علیہم السلام کے علاوہ ان 25 انبیاء کی شان میں  
گستاخی کا تصور بھی کرے جن کے ذکر معطر سے خدا تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن کریم کے صفحات  
مزین ہیں اور قرآن کریم دراصل ان کی زندگی، ان کے حالات اور ان کی اصلی اور حقیقی تعلیمات کا  
محافظ بھی ہے اگر قرآن نہ ہوتا تو زمانہ قدیم کے ان انبیاء کی حقیقی تعلیمات آج دنیا میں کہیں بھی اپنی  
اصلی شکل و صورت میں نہ ملتیں۔

مسلمانوں کا یہ ایمان و یقین ہے کہ ان انبیاء میں سے کسی ایک کا انکار بھی ان کے عقیدہ اور  
ایمان کے منافی ہے جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ ہم جب کسی نبی کا نام لیتے ہیں تو اس کے ساتھ  
علیہ السلام (Peace be upon him) کے الفاظ کہنا واجب سمجھتے ہیں اس کے برعکس  
تہذیب و تمدن اور اظہار رائے کی آزادی کی علمبردار یہ اقوام ہمارے نبی کا نام لیتی ہیں تو دشنام اور  
زبان دازی پر اتر آتی ہیں۔ چنانچہ یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ انتہا پسند اور تشدد پسند درحقیقت کون  
ہے؟۔

ہم اس سے قبل بھی کہہ چکے ہیں اور ایک بار پھر اعادہ کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ صرف  
ہمارے ہی نبی نہیں۔۔۔ ایسا سمجھنا دراصل ان اقوام کی بے خبری اور جہالت ہے۔۔۔ چنانچہ آپ  
ﷺ قیامت تک اس کائنات میں خدا تعالیٰ کے واحد اور آخری نبی ہیں اور اس لحاظ سے دنیا بھر کی  
اقوام کے نبی بھی وہی ہیں حتیٰ کہ سکندریہ نیوین اقوام کے بھی۔ چنانچہ انہیں بھی چاہیے کہ وہ بھی حضرت  
محمد ﷺ پر ایمان لا کر اسلام کے دامن رحمت میں پناہ لے لیں۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جن باتوں کا  
الزام ہم (مسلمانوں) کو دیا جا رہا ہے ان کا ارتکاب دراصل یہی اقوام مغرب خود کرتی دکھائی دیتی  
ہیں۔



چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ہم نفرت کی تعلیم دیتے ہیں۔ جبکہ یہ لوگ خود نفرت کی ترویج میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔

اے بندگان خدا! اگر ہمیں نفرت کی تعلیم دینا ہوتی تو ہم کم از کم قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسم گرامی ہی مٹا دیتے جو قرآن میں ایک دو بار نہیں 25 بار مذکور ہے۔ اگر ہمیں اپنی نسلوں کو نفرت سکھانا ہوتی تو ہم قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہی اوجھل کر دیتے!!!

حضرت مریم (علیہا السلام) کا ذکر قرآن میں 33 بار دہرایا گیا ہے۔ ہم نے تو کبھی اس پر خط تفتیش نہ کھینچا۔ موسیٰ علیہ السلام جو دراصل یہودی کی طرف مبعوث کیے گئے تھے کا ذکر بھی قرآن کریم میں 136 بار دہرایا گیا ہے۔ ہمیں تو کبھی خیال تک نہ گذرا کہ ان میں سے ایک عدد کی بھی کمی کر ڈالیں۔!! اگر ہم نفرت انگیزی کرتے تو آج ان چیزوں کا اسلام کی تعلیمات میں کہیں ذکر نہ ملتا۔ کیا یہ اس بات کا قطعی ثبوت نہیں کہ قرآن کریم واقعی خدا تعالیٰ کی سچی اور اٹل کتاب ہے جس میں کسی کیلئے مجال تحریف نہیں۔ اور یہ کہ ہم (مسلمان) نفرت شعار نہیں، یہ دراصل اقوام مغرب ہیں جو نفرت کو ترویج دے رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مسلمان ہی ہیں جن کو دنیا بھر میں اغیار کی طرف سے مخالفانہ یلغار کا سامنا ہے۔ اس کی واضح مثال عراق جیسے مسلم ملک پر طاقت کے بل بوتے پر ظالمانہ قبضہ بھی ہے، جس کے دوران وہاں کے صدر کو گرفتار کیا گیا اور پھر مسلمانوں اور عربوں کے سامنے پھانسی پر لٹکا دیا گیا، جبکہ وہ اس صورتحال پر خندہ زن ہیں اور قہقہے بلند کر رہے ہیں۔ جبکہ دوسرے اسلامی ملک افغانستان پر نیو کی افواج قابض ہیں۔ اور ہم نے فلسطینیوں کے حقوق کی طرف سے چشم پوشی اختیار کر رکھی ہے۔ اب فلسطینی تنازعہ کا کوئی وجود نہیں رہا۔ فلسطینی پناہ گزینوں کے طور پر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں اور یوں ان کا کام تمام ہوا۔ مسلم امت کے خلاف دست درازی اور جارحیت اس حد تک بڑھ چکی ہے تو ہم مسلمانوں کا کم از کم اتنا فرض تو ضرور ہے کہ ہم اس چیلنج کا سامنا کرتے ہوئے حضرت محمد ﷺ کا یوم پیدائش منا کر اس یلغار کا جواب دیں جس کے ذریعے آپ کی یاد دلوں سے محو کرنے، آپ کے یوم پیدائش منانے سے روکنے اور تعلیمی نصابوں سے قرآنی آیات نکال دینے اور الحادی اور گمراہ کن تحریکوں کے ذریعے اسلام کی صورت مسخ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

اسلام اور ہمارے عقیدہ کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے اگر ہمیں وہ تلواریں اور شمشیریں میسر آ

جائیں جن کا استعمال ہمارے مسلم آباؤ اجداد نے خیر، بدر، احد، حنین اور کفر و ارتداد کے خلاف اپنے دلیرانہ معرکوں اور دیگر مختلف فتوحات کے دوران کیا تھا ان میں بعض تلواریں سیف محمد ﷺ (محمد ﷺ کی تلوار)، سیف علی رضی اللہ عنہ، سیف حمزہ رضی اللہ عنہ، سیف عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سیف کے نام سے مشہور ہیں۔

اگر آج ہمارے پاس وہ خطوط مبارک محفوظ ہوتے جو نبی کریم ﷺ نے اس وقت کے عالمی سربراہوں کو لکھے تھے تو اس میں کیا نقصان تھا؟ کیا حرج تھا؟۔۔۔ وہ برچھیاں کہاں ہونگی؟ زرخیز کہاں گئیں، تلواریں کدھر گئیں اور تیر و کمان کہاں گئے جن سے یہ مقدس یادیں وابستہ ہیں؟، یہ تمام اسباب و سامان حرب کہاں گیا؟ کیا یہ سب کچھ تباہ کر دیا گیا تاکہ یہ پتہ ہی نہ چلے کہ یہاں کوئی دین و مذہب بھی تھا۔ کوئی نبی بھی تھا جس کا نام مبارک محمد ﷺ ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کو درحقیقت ایک بڑے چیلنج کا سامنا ہے جس کا سامنا کرنا چاہیے۔ ہمیں یہ ثابت کرنا ہے کہ اسلام صرف حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں کا ہی نہیں بلکہ یہ دنیا بھر کے انسانوں کا دین بھی ہے اور ہر وہ شخص جو حضرت محمد ﷺ پر ایمان نہیں رکھتا درحقیقت آخرت میں ناکام و ناسر اور بیگنا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے (ومن يتبع غير الاسلام ديناً فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخاسرين) جو کوئی بھی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین اور طرز زندگی اختیار کر لگا تو اس کا یہ طرز عمل ناقابل قبول ہے اور وہ آخرت میں وہ نقصان میں رہیگا۔

اور فرمایا: (ان الذين عند الله الاسلام) یعنی اللہ کے ہاں پسندیدہ طرز زندگی اسلام ہی ہے۔

چنانچہ حضرت محمد ﷺ اس دین کی تکمیل کی غرض سے دنیا میں تشریف لائے جس کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ کے ذریعے تمام آسمانی ادیان کی تکمیل ہوئی اس طرح کہ آپ ﷺ نے اپنے ماننے والوں کیلئے اسلام کو ضابطہ حیات کے طور پر پیش فرمایا وہ ہی اسلامی دستور حیات جس کی تلقین سابقہ تمام انبیاء نے فرمائی تھی۔

چنانچہ ہم سب پر لازم ہے کہ اسی دین کا اتباع کریں۔ اب نہ تو دین موسوی کی کوئی گنجائش



ہے نہ دین عیسوی کی۔ اگر کوئی ان میں سے کسی ایک کی پیروی کریگا، وہ غلطی کا مرتکب ہوگا یہاں تک کہ اگر آج حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجود ہوتے تو وہ بھی حضرت محمد ﷺ کی ہی اتباع کرتے۔

یہ بات ہم علانیہ کہتے ہیں۔ اور اس کیلئے ہم انٹرنیٹ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے علاوہ ابلاغ کا ہر ممکن ذریعہ اختیار کرتے ہوئے اپنی آواز دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتے رہینگے اور انہیں یہ بتائیں گے کہ تم غلطی پر ہو اور یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا گیا جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم) یعنی: انہوں نے نہ تو انہیں قتل کیا اور نہ سولی دے سکے بلکہ انہیں مغالطہ ہوا،۔۔۔ یہ سب خرافات ہیں اور بت پرستی کی شکلیں۔ ان کی دائیں بائیں کی تحریک کا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی واسطہ نہیں، نہ انہوں نے کبھی ایسا حکم دیا ہے۔ جیسا کارشاد خداوندی ہے: (ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم) یعنی: انہوں نے یہ ترک دنیا کی بدعت خود سے گھڑ رکھی ہے، ہم نے انہیں ایسا کوئی حکم نہیں دیا،۔۔۔

چنانچہ ہم واضح طور پر بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر افریقہ کا کوئی باشندہ اپنے آپ کو مسیحی (عیسائی) قرار دے۔ یا کوئی یورپین مسیحی ہوئے کا دعویٰ کرے۔ تو یہ سراسر غلط ہے۔ اسی طرح کسی امریکی کا ایسا دعویٰ بھی غلط ہوگا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام محض بنی اسرائیل کیلئے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کی غرض سے مبعوث فرمائے گئے تھے۔ (نہ دیگر قوموں کیلئے) چنانچہ دیگر تمام امتوں کا ان مذاہب پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔

علاوہ ازیں جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصاویر بناتے اور ان کی طرف رخ کرتے ہوئے دعائیں کرتے ہیں۔ شریعت میں اس کی تو کوئی اصل نہیں۔ یہ بت پرستی کے علاوہ کچھ نہیں۔ ہم نے اس پر حکم خداوندی (وجادلہم بالتي هي احسن)۔ ”ان سے بحث و گفتگو کیلئے شائستہ انداز اختیار کرو۔۔۔ کے مطابق اعراض سے کام لیا مگر اس اعراض و سکوت کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔

ہم نے اب تک اس لیے خاموشی اختیار کیے رکھی کہ ہمارے لیے درشت کلامی کی گنجائش نہ تھی۔ اگر آپ ان سے کہیں کہ یہ بات غلط ہے تو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم متعصب ہیں اور یہ کہ ہم ان کو برداشت نہیں کرتے۔ جب (دوسروں) سے مراد یہ خود ہی ہوں لیکن (دوسروں) سے مراد اگر ہم

ہی ہوتو ان کے ہاں دشنام طرازی کی کھلی چھٹی ہے۔

میں صحرائے اعظم میں واقع نیجرو کے شہر آغادیس کے اس تاریخی اجتماع میں شرکت کی غرض سے دنیا کے کونے کونے سے آپ کی تشریف آوری کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ یہ عظیم اجتماع دراصل ان تو توں کیلئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے جو اخلاق و تہذیب کی حدیں پھلانگ رہے ہیں۔

ابھی کل ہی کا واقعہ ہے کہ ایرانیوں نے برطانوی بحریہ کے افراد کو پکڑ لیا۔ انگریز اس پر بڑے سخت پاپوئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے علاقائی سمندر میں تھے۔ انہوں نے بواب دیا کہ تمہاری سمندری حدود برطانوی جزیرے کے اندر ہیں یا عراق میں؟ عراق برطانوی سرحد کا کب سے حصہ بن گیا ہے؟ کہ یہ لوگ۔ کہتے ہیں کہ ان کے باشندوں کو برطانوی علاقائی پانیوں سے گرفتار کیا گیا ہے۔۔۔۔۔

ایرانیوں کا کہنا ہے کہ ہم نے انہیں برطانیہ سے گرفتار کیا ہے یا عراق سے؟ اگر تو ہم نے انہیں برطانیہ میں تمہارے علاقائی سمندر سے پکڑا ہے تب تو تمہیں احتجاج کا حق ہے۔ اس کے برعکس اگر تم عراق میں ہو، اور عراق تمہاری ملکیت بن چکا حتیٰ کہ عراق کے علاقائی سمندر برطانیہ کے علاقائی پانی قرار دیے جانے لگے۔ چنانچہ وہ ایرانیوں کو کہتے ہیں کہ تمہیں ہمارے علاقائی پانیوں میں ہماری بحریہ کے لوگوں کو پکڑنے کا کوئی حق نہیں!! آپ اندازہ کریں کہ معاملات کہاں تک جا پہنچے۔۔۔!!

انہوں نے ایک عرب ملک پر قبضہ کر رکھا ہے جہاں انہوں نے ایک امریکی کو وہاں کا حاکم بنا رکھا ہے۔ اور اگر یہی حال رہا تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ریاض سربراہ کانفرنس میں بھی آجھکے اور عرب سربراہان ایسی صورت حال کو بھی قبول کر لیں۔!!

اگر یہ شخص جس کا نام (پریمر) ہے۔ کیا اس کا یہی نام نہیں؟۔۔۔ جسے انہوں نے عراق کا حاکم بنا رکھا ہے، اگر اب یہاں موجود ہوتا تو سربراہ کانفرنس میں عراق کی نمائندگی کر رہا ہوتا۔ اور یہ لوگ کبھی انکار نہ کرتے۔ انکار کون کرتا ہے۔ کون پوچھتا ہے۔ تم کون ہو؟ یاد رکھو ہم حالات کا سامنا کرینگے۔۔۔ اپنے ملک، عقیدہ و مذہب، عزت و شرف اور اپنی بقاء کا دفاع کرتے رہینگے۔

اب یہ بانسری بجانے والے چپ ہو جائیں۔ یہ ضعیف عاجزی اور درماندگی اور ابتری اور انحطاط کی ہی حالت ختم ہونی چاہیے جس کا مظاہرہ عرب اور مسلم حکمرانوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ الحمد للہ۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اب قیادت حکمرانوں کے ہاتھ میں نہیں رہی نہ ہی محلات سے احکامات جاری ہوتے ہیں۔ اب پہلے سے برعکس قیادت سرکوں کی طرف منتقل ہو چکی ہے اور



قوموں کے فیصلے چوکوں، چوراہوں میں ہوتے ہیں۔ اب قیادت اور حکومت انقلابیوں کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ یہ سرکشوں اور باغیوں۔۔۔ اور دہشت گردوں کا دور ہے۔ چلو تھوڑی دیر انہیں دہشت گردوں کا نام دے دے دیے ہیں۔

آج کبھی پھوٹے ہوئے ممالک دہشت گردوں سے لرزہ بر اندام ہیں۔ یہ دہشت گردوں ہیں؟ یہ حکمران نہیں، عام لوگ ہیں، ان کے پاس نہ مسلح فوج اور لشکر ہیں نہ تاج و تخت اور کاخ و قصور و محلات۔۔۔ بلکہ یہ عام لوگ ہیں جن کے ذرے دنیا کی بڑی طاقتیں کانپ رہی ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم دہشت گردوں کے حامی ہیں یا ان کے علاوہ کسی اور کی حمایت کرتے ہیں۔

میرا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ آج کل قوموں کی تقدیر اور حالات میں تبدیلی کے فیصلے سڑکوں پر ہونے لگے ہیں اور ان تبدیلیوں میں عام شہری، یعنی ہم لوگ، عوام کا بنیادی کردار ہے۔ چنانچہ آج کل عوام کو فیصلہ کن حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور وہی اصل صاحب اختیار اور ارباب بست و کشاد قرار پائے ہیں۔

چنانچہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ آج کا دور ہمارا دور ہے۔ ہم ہی ارباب بست و کشاد ہیں۔ ہم اگر چاہیں تو سڑکوں پہ آگ لگا دیں۔ اشتعال کے شعلے ہزار کادیں جنہیں بجانانہ امریکا کے بس میں ہوگا اور نہ کسی اور کے۔

ہم نے گزشتہ موقع پر لہہ دیا تھا کہ ہم معاہدہ ٹمبکٹو کی پاسداری کریں گے۔ چنانچہ ایک سال گزر چکا ہے اور ہم اس معاہدہ کی پوری پابندی کر رہے ہیں۔ اس عرصہ کے دوران محض ایک معمولی سی خلاف ورزی ہوئی جس کا ذکر میں بعد میں اپنے ساتھیوں کیساتھ علیحدگی میں کروں گا۔

یہاں میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ معاہدہ ٹمبکٹو کے بعد سے بعض حکمرانوں پر کچلی طاری ہے اور ان کی غنبدیں اڑ چکی ہیں۔

ہم نے کہا۔ بھائیو۔ شہر کی کوئی بات نہیں، ہم نے آخر ٹمبکٹو میں کیا ایسی کاروائی کر دی کہ آپ پریشان ہو رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں بلکہ تم نے ٹمبکٹو میں بڑا خطرناک کام کر دیا ہے!!

(خطرناک کام)۔۔۔؟ وہ کیا؟ کہتے ہیں: آپ نے وہاں ایک وسیع و عریض صحرائی سلطنت کی بنیاد رکھ دی جو ملک شام سے سیریکال تک پھیلی ہوگی۔۔۔

کیا واقعی کوئی مملکت قائم کر دی ہے؟! یا کوئی نئی ٹیٹ کھڑی کر دی ہے؟! ہم نے تو کوئی ایسا

کام نہیں کیا۔۔۔

ہم نے جو کچھ کہا تھا وہ بس اس قدر تھا کہ ہر ملک کی موجودہ سرحدوں کا مکمل احترام کیا جائے۔ ہم میں سے کون ہے جس نے یہ کہا ہے کہ موجودہ سرحدوں کو تبدیل کر دو۔۔۔؟ کبھی نہیں۔۔۔ کسی نے بھی یہ نہیں کہا۔۔۔ لیبیا لیبیا رہے گا۔ الجزائر، الجزائر۔۔۔ سیریکال سیریکال۔۔۔ اردن اردن ہی رہیگا۔۔۔ موریتانیا، موریتانیا، سوڈان، سوڈان یہ سب ممالک اپنے اپنے موجودہ مسلمہ نقشوں کے مطابق یوں ہی رہیں گے۔۔۔ ہم نے کبھی انہیں تبدیل کرنے کو نہیں کہا ہے۔

بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم جو اس صحراء کے باسی ہیں۔ صحراء میں بکھرے ہوئے حیران و سرگردان، مارے مارے پھر رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ ہماری مٹی سیاہ سونے کی دولت سے مالا مال ہے اور ہم اس دولت سے فائدہ حاصل نہیں کر رہے۔ ہمارے ہاں پٹرول اور گیس کے وسیع ذخائر موجود ہیں، ہمیں ان سے استفادہ کرنے کا شعور نہیں گویا گائے ہم پال رہے ہیں اور اس کا دودھ سات سمندر پار کے لوگ اڑالے جاتے ہیں!! ہم نے یہ کہا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم سب شمال والوں کیساتھ باہمی احترام اور مساوات کے اصول کی بنیاد پر پر امن زندگی بسر کریں اور اپنے شہروں، بستیوں میں استحکام کی غرض سے امن و سلامتی پر مبنی ماحول پیدا کریں۔

کیا ہم نے جنگ کی کوئی بات کی ہے؟ یا لوٹ مار کی بات کی ہے؟ کیا ہم نے دہشت گردی کی حمایت کی ہے؟ یا ہم نے کہا ہے کہ ہم تشدد کو پسند کرتے ہیں؟

ہرگز نہیں۔۔۔ ہم ان چیزوں کے قطعاً خلاف ہیں پھر آخراں حکمرانوں کو کیا ڈر لائق ہے؟ اگر تو یہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ہم آزادی کی کوئی تحریک برپا کر رہے ہیں اور صحراء کی معدنی دولت میں حصہ دار ہونگے اور اس کی آمدنی ہمیں ملے گی۔ اور حکمرانوں کو یہ خوف لائق ہے تو وہ اس میں حق بجانب ہیں۔

لیکن اس کا واضح مطلب ہے کہ یہ لوگ اس صحراء کی معدنی دولت سے ہمارا جائز حق دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ کم از کم صحراء کی دولت سے ہی۔ ہم سمندری دولت سے حصہ نہیں مانگتے۔۔۔ وہ یہی لوگ لے جاتیں۔۔۔ ہمیں صرف صحراء کی دولت چاہیے جہاں سونا، پٹرول اور گیس کی دولت پڑی ہے۔ ہمیں یہ دولت دے دیں۔۔۔

ہم نہ تو اسلحہ چاہتے ہیں۔ نہ انقلاب چاہتے ہیں نہ علیحدگی چاہتے ہیں۔۔۔ ہم ان سب



چیزوں کے خلاف ہیں۔ ہم علیحدگی کیسے اختیار کر سکتے ہیں۔ مثلاً ہم ایک قبیلہ کے پاس آتے ہیں جہاں اردن سے شام سے عراق سے اور جزیرہ عرب سے مختلف وفد آئے ہوئے ہیں۔۔۔ جہاں میں نے شمر شاہی صاحب کا خطاب سنا۔ پھر شمر اردنی صاحب کی باری آئی۔ پھر شمر عراقی تشریف لائے پھر الجزیرہ کے شمر صاحب آئے پھر حجازی صاحب، پھر شمر نجدی صاحب۔ معلوم ہوا کہ شمر کا یہ سارا قبیلہ ان مختلف ممالک میں بکھرا پڑا ہے۔

اب یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم شمر کے اس قبیلہ کو الگ الگ کر دیں؟ یہ نامعقول سی بات ہے۔۔۔ کیونکہ ہم دیگر قبائل کیساتھ سختی سے مربوط ہیں۔

اب الہوسا نامی قبیلہ کی طرف آئیں ان کی تعداد 20 ملین ہے اور یہ لوگ نیجرو کے علاوہ ناچیر یا اوران کے پڑوسی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کیا یہ معقول بات ہوگی کہ ہم ان سے کہیں کہ آزادی حاصل کر لو اور اپنی الگ ریاست قائم کر لو!!

اب ایک قبیلہ (الفولانی) کے نام سے مشہور ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ آپ کو پور کینا فاسو، سینگال، مالی، ساحل العاج اور نیجرو وغیرہ ممالک میں ملتے ہیں۔ اب یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ ہم ان سب کو اکٹھا کرنے کے بعد ان کی الگ ریاست بنادیں؟۔۔۔

ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم ہر قبیلہ کیلئے الگ ریاست قائم کریں گے یا صحراء میں مستقل ریاست قائم کریں گے۔ ہم نے تو موجودہ سرحدوں کے احترام کی بات کی ہے چاہے ان کے اندر اندر براجمان حکمران قیامت تک اقتدار سے چنے رہیں، ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔

ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہم صحراء کے اندر آزادانہ نقل و حرکت کر سکیں۔ اگر ہم میں سے کوئی اسلحہ سگنگ یا کرنسی، منشیات بردہ فروشی یا دیگر اشیاء کی سگنگ میں ملوث پایا جائے تو انہیں حق ہے کہ ایسے لوگوں کو گرفتار کرنے کے بعد ان پر قانون کے مطابق مقدمہ چلائیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ہمیں آزادانہ کام کرنے دیجیے۔ مگروں کے اجالے میں۔ ہم معاہدہ ٹمبکٹو کی رو سے ہر ایسے شخص سے براءت کا اعلان کرتے ہیں جو سگنگ، غیر قانونی سفر، ممنوعہ سامان کی تجارت یا خلاف قانون سرگرمیوں میں ملوث پایا جائے۔

اور اگر صحراء کے قبائل میں سے کوئی قبیلہ میثاق ٹمبکٹو کے خلاف کوئی عمل کرتا ہے تو مقامی

قیادت کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اس کا محاسبہ کریں اس کے خلاف مشترکہ اقدامات کریں اور اس کو قبائلی رسم و رواج کے مطابق مناسب سزا دیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی بھی شخص اس صحراء کے باسیوں اور ان میں بسنے والے قبائل کی نیک نامی کو داغدار کرے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں کے قبائل کی اپنی اخلاقیات ہیں ان کی اپنی مخصوص تہذیبی روایات ہیں، اپنے اصول اپنی تاریخ اور عزت و شہرت ہے۔ جن کی رو سے کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ سگنگ، منشیات فروشی، غیر قانونی نقل و حرکت یا دہشت گردی جیسی ناپسندیدہ کاروائیوں میں ملوث ہو۔

ہم نے یہی کچھ کہا ہے۔۔۔ اور ہم بار بار یہ بات کہتے ہیں اور خوفزدہ حکمران یہ بات اچھی طرح سن لیں۔

اب مثال کے طور پر میں جب قبیلہ الطوارق سے ملتا ہوں یا ان کے ساتھ جنہیں یہ لوگ قبیلہ تمناق کے نام سے پکارتے ہیں۔۔۔ جب ہم الجزائر میں ان لوگوں سے ملتے ہیں تو ان سے (خوش آمدید) کہتے ہیں آپ الجزائر کے قوم پرست شہری ہیں اور خوشحال، زندگی بسر کر رہے ہیں۔ خدا نے چاہا تو امن و سلامتی اور اتحاد الجزائر کا مقدر رہیگا۔۔۔ ماشاء اللہ آپ کی حالت بڑی اطمینان بخش ہے۔ خیال رکھنا کوئی ایسی بات نہ کرنا، جو طوارق قبائل کیلئے بدنامی کا باعث بنے یا وہ انہیں ایک اقلیت تصور کرنے لگیں۔

اب ہم لیبیا میں رہنے والے (طوارق) قبائل کے لوگوں سے ملتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں۔۔۔ آپ لیبیا کے شہری ہیں خوش رہو ماشاء اللہ یہ آپ کا اپنا ملک ہے۔

ہم نیجرو میں رہنے والے (طوارق) قبائل سے ملتے ہیں تو ان سے بھی یہی کہتے ہیں کہ نیجرو تمہارا اپنا ملک ہے۔ خوشی سے یہاں رہو۔۔۔ آباور ہو۔۔۔ ہم نیجرو میں تمہارے لیے عنقریب ترقیاتی منصوبوں کا آغاز کریں گے۔ تمہیں نیجرو میں وہی سہولتیں ملیں گی جو دیگر تمام قبائل کو حاصل ہیں، اور جن سے لیبیا اور الجزائر کے قبائل استفادہ کر رہے ہیں۔

ہم مالی میں جاتے ہیں تو وہاں بھی یہی بات دہراتے ہیں اور وہاں کے (طوارق) قبائل سے کہتے ہیں کہ تم بھی سگالی، براہش، بمباری، الفولانی، الموسی قبائل کی طرح ہی یہاں کے شہری ہو تم سب ایک ہی طرح کے اصلی شہری ہو۔

کیونکہ یہ بات ہمارے بس میں نہیں کہ ہم ان سے کہیں کہ جاؤ اور اپنی الگ طوارق ریاست



قائم کر لو۔ اسی طرح (مباری) اپنی الگ حکومت قائم کر لیں، الموسیٰ اپنی سلطنت بنالیں۔۔۔ الفولانی بھی اپنی ریاست بنالیں۔۔۔ (یروبو) اپنی ریاست قائم کر لیں۔۔۔ البوسا بھی اپنی سلطنت بنادیں۔۔۔ (ٹیجو) اپنی حکومت قائم کر لیں۔۔۔ (القذاذہ) اپنی حکومت بنالیں۔۔۔ ورفلا اپنی مملکت حاصل کر لیں اور اسی طرح (الفرحان) قبائل بھی اپنی مستقل ریاست قائم کر لیں۔۔۔

یہ نامعقول بات ہے۔

مختصر یہ کہ ہم لوگ مختلف قبائل کی شکل میں کئی ایک ممالک میں بکھرے پڑے ہیں۔ ایسی صورت میں قبائل کو الگ الگ کرنا ہمارا مقصد نہیں۔ اس کے برعکس ہم ان تمام ممالک کو ایک متحدہ بلاک کی شکل دینا چاہتے ہیں۔

چنانچہ بینکٹو کی سرزمین سے ہماری یہ دعوت الجزائر کی حکومت کے مفاد میں بھی ہے مالی میں قائم حکومت کے مفاد میں بھی ہے۔ جس کی حکومت کا بھی اس میں فائدہ ہے یہ بات لیبیا کی عوامی حکومت کے نظام کیلئے بھی مفید ہے اور مصر، اردن، جزیرہ عرب، شام اور سوڈان وغیرہ سب ممالک کا مفاد بھی اسی میں ہے۔

مثال کے طور پر اگر ہم اریٹیریا میں آباد قبائل (الرشایدہ) سے کہیں کہ اپنی الگ ریاست قائم کر لو۔ اب جبکہ یہ قبائل سوڈان اور اراض حجاز میں بھی پائے جاتے ہیں سمندر کے راستے اپنی ریاست کیسے قائم کریں؟ البتہ سب کے سب الرشایدہ قبائل اپنی آبائی سرزمین حجاز کو لوٹ جائیں تو یہ الگ بات ہے۔ وہ ایسا کر لیں۔

اسی طرح اگر (الطوارق) قبائل لیبیا آنا چاہیں اور کہیں کہ یہ ہمارا ملک ہے۔ تو ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے۔ بے شک آجائیں اگر تو قبائل اپنے ملک کو واپس آنا چاہتے ہیں اور کہیں کہ ہم چاؤ کو واپس جانا چاہتے ہیں اور مثال کے طور پر اس کیلئے وہ ہلہ، تجربی وغیرہ علاقوں کے راستے سے آنا چاہتے ہیں۔ تو بہت اچھا۔ آجائیں۔ اگر وہ کہتے ہیں نہیں، ہم تو لیبیا جانا چاہتے ہیں۔ تو ہم انہیں خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔ البوسا کہتے ہیں کہ ہم نیجرو سے اکتا گئے ہیں اور ناہنجیر یا جانا چاہتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ الموسیٰ قبائل سب کے سب بورکینا فاسو میں اکٹھے ہو جائیں۔۔۔ بخدا!!! اگر وہ چاہتے ہیں تو انہیں اس کی پوری آزادی ہے۔

لیکن ہم انہیں کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ الگ الگ ہو جاؤ۔ ہم انہیں ہرگز علیحدگی کا مشورہ نہیں

دیتے۔۔۔ ہم انہیں کشت و خون اور لڑائی کا نہیں کہتے۔۔۔ نہ مشکلات پیدا کرنے کی تلقین کریں گے۔ اب یا تو ان لوگوں کو ہماری باتیں سمجھ نہیں آتیں۔۔۔ یا پھر سامراجی طاقتیں ہی انہیں کوئی الٹی پی پڑھا رہی ہیں۔ یا پھر انہیں ہمارے اب تک کے کارناموں کے متعلق کوئی خبر نہیں۔!! اتحاد کی شکل میں، جس کا میں نے ابھی آپ سے ذکر کیا، ہم اسلحہ اٹھا لیں گے، اور کسی بھی سامراجی طاقت کی طرف سے صحراء میں مداخلت، سامراجی اڈوں کے قیام یا حملہ کی صورت میں ہم لڑیں گے۔ ہم نے کہہ دیا ہے کہ اگر کبھی کسی سامراجی نے صحرائیں داخل ہونے کی کوشش کی تو ہم یہاں کی ریت کو دشمنوں کیلئے شعلے، اس کے پتھروں کو دھکے اٹکارے اور اس کی ہوا کو ان کیلئے گیس بنا کر رکھ دیں گے جس سے یہ گھٹ کر مرجائیں گے۔ ہاں، بخدا ایسا ہی ہوگا۔

اور تم تو دیکھ ہی چکے کہ صحراء میں کیا ہو رہا ہے۔ اگر کسی بھی سامراجی نے صحراء میں گھسنے کی کوشش کی۔۔۔ کسی بھی شکل میں تو ہم تمہیں ایسی صورت میں اسلحہ سنبھالنے کا حکم دیں گے اور کہیں گے کہ صحراء کی آزادی کیلئے قتال شروع کر دو اور سامراجیوں کو سمندر سے پرے دھکیل دو۔ البتہ اس کے علاوہ ہم کبھی ہتھیار نہیں اٹھائیں گے اور نہ سرحدوں کو پامال کرنا ہمارا مقصد ہے۔

لیکن اتنی آزادی ہمیں ضرور ہونا چاہیے کہ ہمیں آمدورفت کی پوری آزادی ہو اور ہم لیبیا، الجزائر، الجزائر اور مالی، مالی اور نیجرو، نیجرو اور ناہنجیر یا، ناہنجیر یا اور کیمرون، کیمرون اور چاؤ، چاؤ اور سوڈان، اردن اور مصر، مصر اور شام، عراق اور شام کے مابین آزادی سے اور قانون کے مطابق سرحد عبور کر سکیں، چھپ کر نہیں۔ ہم نشیات فروش نہیں۔ نہ ممنوعہ اسلحے کا کاروبار کرتے ہیں کہ چھپ کر سرحدیں عبور کریں۔

ہم آخر چوری چھپے ایسا کیوں کریں۔۔۔ یہ ہمارے شایان شان نہیں۔ اور پھر یہ تمام ممالک سیاسی جماعتوں اور انتخابات کے ذریعے جمہوری نظام میں منسلک ہیں، جس کی رو سے ہم جمہوری اصولوں کے تحت بھی اپنا حق حاصل کرنے کے روادار ہیں۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دارفور میں مسلح جدوجہد کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ ہرگز نہیں۔ اس کے برعکس ہزاروں لوگ بے فائدہ مارے گئے۔ دارفور سے کچھ لوگ خرطوم آ گئے۔ اور اب یہ لوگ وہیں موجود ہیں اور کہتے ہیں ہمارے پاس اس چیز کی کمی ہے۔ اور ہمارے پاس یہ نہیں اور وہ نہیں



بہت خوب! اور فور میں تمہارے پاس کسی چیز کی کمی نہ تھی۔۔۔ کیوں کہ خرطوم میں کم از کم سڑکیں تو ہیں۔۔۔ بجلی نہیں۔۔۔ تم مشرق و مغرب میں جہاں بھی چلے جاؤ۔۔۔ ہر جگہ تمہیں کمی کا سامنا تو کرنا پڑے گا۔۔۔ چاہے الرشایدہ (قبائل) کے پاس چلے جاؤ یا انوبہ کے پاس اس سے زیادہ تو کسی کے بس میں نہیں۔۔۔ ملک کے وسائل اسی قدر ہیں۔۔۔ آؤ انہیں آپس میں تقسیم کر لو۔۔۔

لہذا ہم ایک بار پھر کہتے ہیں کہ جب عوامی کانگریسوں عوامی کمیٹیوں کے ذریعے عوام کا اقتدار، عوام کی حکومت قائم ہو جائے گی۔۔۔ بجٹ اور میزانیہ لوگوں کے اپنے ہاتھ میں ہوگا۔ جب لوگ خود قانون سازی کریں گے تو یہی ایک راستہ ہے جس کے ذریعے ہر قسم کی محاذ آرائی اور کشمکش کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

اب دیکھیں۔۔۔ پیسے لوگوں کے اپنے ہاتھ میں ہیں۔۔۔ آپ جتنا چاہتے ہیں خرچ کر لیں۔۔۔ بجلی کیلئے کتنی رقم درکار ہے لے لیجیے۔۔۔ سڑکوں کیلئے۔۔۔ تعلیم کیلئے۔۔۔ صحت کی سہولتوں کیلئے کتنی رقم ضرورت ہے۔۔۔ لیسیا میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔۔۔ جہاں پٹرول کی ساری آمدنی عوامی کانگریسوں کے ذریعے لوگوں کے اپنے ہاتھ میں ہے۔۔۔ 30 ہزار کمیونیٹیوں میں 3 ملین لیمن کام کر رہے ہیں جہاں پٹرول کی تمام آمدنی ان کے سامنے میز پر رکھ دی جاتی ہے اور انہیں کہا جاتا ہے یہ لو۔۔۔ تقسیم کر لو۔۔۔ صحت کیلئے۔۔۔ زراعت کے شعبے کیلئے۔۔۔ صنعت کیلئے جس قدر ضرورت ہے لے لو۔۔۔

اس کے بعد ہر شخص اپنا حصہ لیتا ہے اور جن چیزوں کی کمی دیکھتا ہے وہاں صرف کرتا ہے۔ ہر ایک کیلئے اس کے علاقے کا ایک بجٹ مخصوص ہے جسے وہ حسب خواہش حسب منشا خرچ کرتا ہے۔ کسی کا اس کے کام سے کوئی واسطہ نہیں۔۔۔ ایسا صرف ایک (جمہیریہ) پبلک سٹیٹ ہی میں ممکن ہے، جہاں خالص عوامی نظام اور عوام کی حقیقی حکومت کی عملداری ہوتی ہے۔

میں اس موقع پر یہاں موجود صحافی حضرات سے بھی کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ باوجودیکہ ان میں ایک بڑی تعداد اس مسئلے سے غیر متعلق ہے کیونکہ وہ دور دراز خطوں سے تشریف لائے ہیں۔ اس ملک کی تاریخ اور اس کے شمالی خطے سے متعلق موجودہ صورتحال کا ذکر کرتے ہوئے میں خاص طور پر ان لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں، جو تاریخ سے واقفیت کے علاوہ علم و ثقافت اور سیاسی شعور و ادراک کے ساتھ ساتھ حالات کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔۔۔ نہ کہ سطحی اور سرسری نظر رکھنے

والے۔۔۔ یہ علاقہ جہاں ہم اس وقت موجود ہیں، بحر اٹلانٹک سے اس خطے کے آخر تک جو زنجیر سبز حلالی علاقہ کہلاتا ہے، اس خطہ کو آجکل کچھ اس قسم کے حالات کا سامنا ہے جیسے اس سے قبل مختلف تاریخی ادوار میں اسے پیش آتے رہے ہیں اور ان میں وہ عرصہ بھی قابل ذکر ہے جس کے دوران عباسی خلافت اپنی کمبری اور کھن سالی کے مرحلے کو پہنچنے کے بعد ضعف، کمزوری اور زبوں حالی کی سی حالت کے باعث، اندونی طور پر دوبارہ اٹھنے کے قابل بھی نہ رہی تھی چہ جائیکہ بیرونی دشمن کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوتی۔ یہ علاقہ جس کا میں

نے ابھی ذکر کیا، اور جو اس وقت عباسی سلطنت کے زیر تسلط تھا، آج کل ایک بار پھر اسی قسم کے حالات سے دوچار ہے، جہاں کمزور اور لاغر حکومتیں، مرہل قسم کے حکمران، ناز و نفعت میں غرق، فربہ، اور عیاش امراء و افسیاء اور نشہ سے بدست مخمور ذمہ داران و افسران جنہیں رعایا کی بد حالی و زبوں حالی کی مطلق پروا نہیں۔ افریقہ کے شمال اور مشرق میں حد سے بڑھتی ہوئی سماجی و طبقاتی تقسیم، گروہ بندی و فقر پرستی، بکڑوں میں بٹی حکومتیں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں، دست بگربیاں حکمران اور قبائلی شیوخ و سرداران کے مابین جاری محاذ آرائیاں، شورشیں اور آویزشیں، ایک دوسرے کے خلاف تحریکیں، بغاوتیں اور مذہبی تعصب اور نگرانی کی کیفیت، جن سے افریقی خطے کے ممالک آج کل دوچار ہیں۔

تاریخ دان، سیاست دان اور تجزیہ نگار جو سیاست اور سیاسی علوم سے دلچسپی رکھتے ہیں میری مراد ان لوگوں سے ہے جو سیاسی علوم کا مطالعہ کرتے ہیں آج کل کے حکمرانوں کی طرح کے سیاست دان نہیں۔۔۔ کہ یہ کوئی سیاست نہیں۔۔۔ بلکہ سیاسی علوم کے فارغ التحصیل جو سیاسی علوم، تاریخ اور سماجی علوم کا فہم و ادراک بھی رکھتے ہیں، ان حالات کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں، جن کا اس خطہ کو عباسی سلطنت کے آخری دور میں سامنا کرنا پڑا تھا۔

آج کل یہاں ایک طرح کی شکست و ریخت کی سی کیفیت موجود ہے جس کا اعتراف کیے بغیر ہمارے لیے چارہ کار نہیں۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان قوتوں کا کھوج لگائیں جو اس کیفیت کو مزید گہرا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے ان سامراجی طاقتوں کا ہاتھ ہے جو اسلام کے علاوہ عربوں اور اہل فارس کی بھی دشمن ہیں۔۔۔ البتہ یہ (دوسرے) کون ہیں جن کے بارے میں یہ اکثر بات کیا کرتے ہیں جب ہم سے کہا جاتا ہے کہ (دوسروں) کو قبول کرو۔ اور (دوسروں) کو اپنے اندر جذب کرو۔ جبکہ یہ (دوسرے) نہ تو ہمیں برداشت کرنے کو تیار ہیں نہ ہمیں



اپنے ساتھ ملا تے ہیں۔ ایسا آخر کیوں ہے؟ ہم بھی تو ان کیلئے (دوسرے) ہیں۔ یہ (دوسرے) جن سے متعلق یہ ہمیں کہتے ہیں کہ انہیں اپنا لو ان سے گفت و شنید کرو، انہیں اپنے اندر جذب کرو۔ اس کا مقصد دراصل اسی شکست و ریخت اور ٹوٹ پھوٹ کے عمل کی تکمیل ہے اور شاید اس کے پیچھے انہی کا ہاتھ ہے۔

اب تو انہوں نے اسلام کو بھی دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک طرف شیعہ اسلام ہے اور دوسری طرف سنی اسلام ہے جب کہ یہ محض من گھڑت چیز ہے۔ بدعت ہے۔ (ما انزل اللہ بہا من سلطان) ایسی بدعت جس کی کوئی سند اور دلیل اللہ کی طرف سے نازل نہیں ہوئی۔ حضرت محمد ﷺ نے تو کبھی یہ نہیں کہا کہ میں تمہارے لیے شیعہ اسلام یا سنی اسلام لے کر آیا ہوں؟!

چنانچہ یہ ایک بدعت ہے۔ ایسی بدعت جس کی خراب و ائٹ ہاؤس والوں کو بھی ہو چکی ہے۔ آپ حیران ہونگے کہ امریکی صدر بھی آج کل شیعہ سنی کی باتیں کرنے لگا ہے جب کہ اسے شیعہ سنی کا مطلب تک معلوم نہیں۔ بلکہ وہ تو ان الفاظ کے درست تلفظ کی بھی قدرت نہیں رکھتا! چنانچہ جب ہم شیعہ کی بات کرتے ہیں جو خلافت کیلئے محاذ آرائی کے دوران حضرت علی کے طرفدار بن گئے تھے، اس کے بعد اثنا عشریہ۔ ساتویں امام اور حضرت امام جعفر الصادق کا دور آتا ہے۔

کیا امریکی صدر مسئلے کی ان تمام تفصیلات سے واقف ہے؟ چنانچہ میں نے اس سے ایک نتیجہ اخذ کیا ہے، شروع میں میں یہ بتاتا چلوں کہ اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے؟ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ لوگ دراصل عربوں کو ایران اور ایرانیوں کو عربوں کے خلاف صف آراء کر رہے ہیں تاکہ اس کے بعد شیعہ سنی کے تنازعے کو ہوا دی جاسکے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہم پہلے مسلمان ہیں یا پہلے شیعہ اور سنی؟ اور یہ تقسیم کس کے مفاد میں ہے؟ دراصل اس سے انہی (دوسروں) کے مقاصد پورے ہو رہے ہیں جن کا ذکر ابھی میں کر چکا ہوں۔ چنانچہ اس سے مسلمانوں کے سامراجی دشمنوں کے مفادات پورے ہو رہے ہیں۔ آج کل عرب اور مسلمان حکومتوں کو جس زبوں حالی کا سامنا ہے یہ بعینہ انہی حالات سے مشابہ ہیں، جو سلطنت عباسیہ کو اس کی حیرانہ سالی اور گروہ بندی کے دور میں درپیش تھے۔ اور دسویں صدی عیسوی کی ابتداء تک صورت حال اسی طرح تھی۔

چنانچہ ایک طرف شمالی افریقہ میں۔۔۔ یہ محض چند مثالیں ہیں۔۔۔ مختلف قسم کی شورشیں برپا تھیں۔ اور یہ علاقہ مختلف ریاستوں مثلاً، دولتِ مدرارہ، روسیہ، اور سیہ اور عالیہ وغیرہ میں بٹا ہوا تھا۔

اس کے علاوہ مختلف دینی اور مذہبی گروہوں کے مابین فرقہ وارانہ منافرت اور خوارج اور غیر خوارج اور اہل بیت اور خوارج کے مابین اختلافات بھی عروج پر تھے۔ چنانچہ خوارج کی طرح اہل بیت اور شیعہ میں سے بھی ہر ایک کئی ذیلی گروہوں میں بٹے ہوئے تھے۔

امامیہ اور نسلی قسم کے فرقوں کے درمیان اختلافات بھی تھے اور مختلف قبائل ایک دوسرے کے خلاف باہمی دست بگریباں تھے۔ ان میں زناتہ، کتامہ اور صہاجہ نامی عربی بربر قبائل بھی تھے جو بنو ہلال نامی عربوں سے پہلے یہاں آباد ہو چکے تھے اور یہ سب ایک دوسرے کے خلاف لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

یہ عرب بربر قبائل اس زمانہ میں بھی ایک دوسرے کے خلاف لڑتے تھے جیسے آج کل مختلف قبائل کے مابین لڑائیاں دیکھنے میں آ رہی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے کچھ شمالی افریقہ کے علاوہ اس تمام خطے میں لڑ رہے تھے اور کچھ دوسرے مصر شام اور دیگر علاقوں میں۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ دسویں عیسوی کے آغاز میں سلطنت فاطمیہ کے نام سے ایک مملکت قائم ہوئی جس نے شمالی افریقہ کے ممالک کیلئے ایک چھتری کی حیثیت اختیار کر لی جس کے سایہء عاطفت میں یہ تمام قبائلی، مذہبی، سیاسی اور نسلی اختلافات دب کر رہ گئے اور اس خطے میں نیا فاطمی شخص ایک مشترکہ قومی شناخت کے طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ یہ سلطنت 260 سال تک قائم رہی اور یہ مشرقی عرب علاقوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

مہدیوں کے زوال کے بعد قاہرہ سلطنت فاطمیہ کا دار الحکومت بنا جو زوال پذیر سلطنت عباسیہ کی جانشین تھی۔ عباسی سلطنت اس وقت تک اس قدر کمزور ہو چکی تھی کہ اس کے اندر مختلف شورشوں اور کرائے کے فوجیوں کی طرف سے حملوں کے مقابلہ کرنے کی بھی سکت نہ رہی تھی جو دراصل اصل حکمران بن چکے تھے اس کے برعکس عباسی سلطنت اپنی بقاء کیلئے انہی گروہوں کی دست مگر بن چکی تھی۔ چنانچہ فاطمی سلطنت ایک نئی (جوان سال) نوخیز سیاسی طاقت کے طور پر ابھر کر سامنے آئی جس کی نسبت قدرتی طور پر سیدہ فاطمہ الزہراء کے نام مبارک سے تھی۔ (الازہر) (یونیورسٹی) کا قیام بھی اسی دور میں عمل میں آیا جسے سلطنت فاطمیہ کے شاندار تاریخی قلعے کی حیثیت حاصل تھی۔ مصر کی الازہر (یونیورسٹی) سیدہ فاطمہ الزہراء بنت رسول کریم کی طرف منسوب ہے جن کے نام سے سلطنت فاطمیہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ جو 260 سال قائم رہی۔ اس دوران قاہرہ کی بنیاد رکھی گئی جو فسطاط نامی شہر کے بجائے فاطمی سلطنت کا دار الخلافہ قرار پایا۔



اس طرح اس علاقہ میں 260 سال تک مثالی امن و استحکام رہا۔ جو ایک مشترکہ تشخص اور متحدہ قومی شناخت کا شمر تھا۔ اس دوران ڈھیلی ڈھالی فاطمی سلطنت کی طرف سے سلطنت کے اندر بعض چھوٹی داخلی اور خود مختار ریاستوں کے وجود سے بھی کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ کتاہ اور صہاجہ اور اس قسم کے مختلف قبائل اور مذہبی فرقوں کے مابین جاری کشاکش اور محاذ آرائی پس منظر میں چلی گئی۔ اور سب نے فاطمی شناخت اختیار کر لی جو بالآخر سلطنت کے اندر استحکام کا باعث بنی۔ اب کہا جاتا ہے کہ شیعہ ایران میں ہیں اور یہ فارسی نسل تک محدود ہیں اور اہل سنت سے مراد عرب نسل کے لوگ ہیں۔ جبکہ یہ جھوٹ اور مغالطہ ہے اور ایسی رائے رکھنے والے لوگ سراسر جاہل اور تاریخ سے ناواقف ہیں۔ اس کے برعکس پہلی شیعہ ریاست شمالی افریقہ میں قائم ہوئی تھی۔

فاطمیہ سلطنت پہلی شیعہ مملکت تھی جو 260 سال قائم رہی۔ ایران میں شیعوں کی ریاست کب قائم ہوئی؟ کبھی نہیں۔۔۔ ایران میں کبھی بھی شیعہ ریاست قائم نہیں رہی۔

شمالی افریقہ۔ اور اس میں بالخصوص یہ علاقہ جہاں ہم اس وقت موجود ہیں۔ جہاں بھی چلے جاؤ۔ ان کی عادات و روایات کے بارے میں معلوم کر لو۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ ان کی تمام عادات و روایات شیعوں والی ہیں یوم عاشورہ منانا، یوم عاشورہ کے موقع پر ماتم کرنا، عاشورہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یاد منانا، ان کے بارے میں مبالغہ آمیز قصے کہانیاں بیان کرنا۔ اپنے آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت سے منسوب کرنا۔ وغیرہ۔ حضرت معاویہ کو تو یہ جانتے ہی نہیں، مصر سے لے کر بحر اٹلانٹک کے آخری کنارے تک گھوم پھر کر دیکھ لیں۔ آپ کو کوئی ایک بھی معاویہ نام کا آدمی نہ ملے گا۔ سب کے ہاں علی، فاطمہ، خدیجہ، حسن اور حسین وغیرہ جیسے اہل بیت والے ناموں کا ہی رواج ہے۔ پھر جب ان دنوں دینی اور مذہبی رجحان عام ہوا۔ اور ایسی بحیثیت چل رہی ہوں کہ امامت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے۔۔۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خاندان نبوت سے زیادہ اس کا بھلا کون حقدار ہو سکتا ہے؟ آجکل کے حکمرانوں سے زیادہ تو اہل بیت ہی امامت و سیادت کے حقدار ہیں۔ نہ کہ ان کے سوا کوئی اور۔۔۔

جب ہم مذہبی پس منظر میں مسئلے کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ اسے مذہبی رنگ دے رہے ہیں۔۔۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ خود ہی اپنے آپ کو اس قضیہ میں ملوث کر رہے ہیں جب یہ کہتے

ہیں کہ سنی شیعہ کے خلاف اور عرب فارسیوں کے خلاف عداوت رکھتے ہیں۔ آخر انہیں کس نے یہ بات بھجادی ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ غیر ملکی قابض طاقتوں اور توسیع پسند صہیونیوں کی ذہنی اختراع ہے۔ یہ سب کچھ کیا ہے، جبکہ تم نے اپنے آپ کو شیعہ سنی کے آویزش میں الجھا رکھا ہے۔ تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ شیعہ ایران میں نہیں ہیں۔

شیعہ شمالی افریقہ میں پائے جاتے ہیں، منظر الٹ چکا ہے۔۔۔ معاملات باہم کچھ اس طرح خلط ملط ہو گئے کہ انہیں اس کا کبھی گمان بھی نہ ہوا ہوگا۔

چنانچہ ہم آج کل شمالی افریقہ کے اندر اس دور کی دوسری سلطنت فاطمیہ کے قیام کی سمت گامزن ہیں۔ جس کے اندر ہمیں مشترکہ فاطمی شناخت حاصل ہوگی۔ جہاں صرف عرب اور افریقہ کے بربر ہی سبجانہ ہونگے، مختلف الخیال جماعتیں، گروہ اور فرقہ، دائیں بازو والے، بائیں بازو والے انتہا پسند اور تشدد پسند کبھی ایک ہی رنگ میں رنگے جائیں گے اور آپس میں گھل مل جائیں گے۔

اس طرح نہ صرف یہ کہ شمالی افریقہ میں جاری محاذ آرائی کا خاتمہ ہوگا، بلکہ الجزائر، سوڈان، مصر اور صحرائے اعظم کے علاقوں میں جاری تصادم اور خونریزی سے بھی نجات کی صورت پیدا ہوگی۔ جب ہم کبھی فاطمی رنگ میں ڈھل جائیں گے تو پھر تمام قبائلی، مذہبی اور نسلی لڑائیاں اور محاذ آرائیاں کا فور ہو جائیں گی۔ ہم عرب بھی ہیں اور شیعہ بھی، کیا تم ہی نے یہ نہیں کہا کہ شیعہ فارس کے رہنے والے ہیں؟! ہم شمالی افریقہ میں سب کے سب عرب ہی تو ہیں۔ شمالی افریقہ میں سو فیصد عرب آباد ہیں۔ جنہیں ہم بربر کے نام سے پکارتے ہیں اصل میں یہی لوگ خالص عربی النسل ہیں۔ یہ صرف فرانس اور مغربی سامراجی ہی ہیں جو انہیں عرب تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ جو کوئی بھی ان کی بات مانے گا خود ذمہ دار ہوگا۔ یاد رکھیں کہ شمالی افریقہ عرب بھی ہے اور شیعہ بھی۔۔۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سارا منظر ہی الٹ چکا تم ہمیں کہتے ہو کہ صرف فارس کے لوگ ہی شیعہ ہیں۔ نہیں۔۔۔ جھوٹ ہے۔۔۔ عرب شیعہ ہیں۔۔۔ وہ کیسے؟

وہ یوں کہ شیعہ فاطمی سلطنت دراصل شمالی افریقہ میں قائم ہوئی تھی نہ کہ ایران میں اور ہم اسے دوبارہ زندہ کرنا چاہتے ہیں اور ان تمام قوتوں سے اپیل کرتے ہیں، جو پہلی فاطمی سلطنت میں شامل تھیں، کہ وہ دور جدید کی دوسری سلطنت فاطمیہ کے قیام کیلئے اٹھ کھڑی ہوں۔ شرط صرف یہ ہے کہ نئی سلطنت کو سابقہ تمام آویزشوں سے دور رکھنا ہوگا چاہے وہ مذہبی اور فرقہ وارانہ ہوں، امامت



وحکومت سے متعلق ہوں یا زمانہ قدیم میں رائج مغالطہ آمیزیاں اور توہمات، اس دور میں ان کی کوئی گنجائش نہیں۔

ہمیں آج اس سے کوئی غرض نہیں کہ جعفر الصادق نے موسیٰ الکاظم کے حق میں وصیت کی تھی یا انہوں نے اپنے بعد وراثت اور امامت کی ذمہ داریاں اسماعیل کو سونپی تھیں۔۔۔ یہ جعفر الصادق، اسماعیل اور موسیٰ الکاظم کا اپنا مسئلہ ہے اور ان کا دور ختم ہو چکا، اللہ ان سب کی مغفرت فرمائے۔

نہ ہی ہمیں اس سے سروکار ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں سے کون خلافت کا زیادہ حقدار تھا۔ اور پھر خلافت کا دین و مذہب سے کچھ تعلق نہیں۔ کیونکہ یہ محض دنیاوی حکومت کیلئے اکھاڑ پھڑ تھی اور بس۔۔۔ لیکن جب انہیں یہ فیصلہ کرنا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کون حکمران بنے؟ تو نبی کریم ﷺ تو حکمران نہ تھے۔ وہ تو نبی تھے اور بس۔۔۔ ان کے وفات پانے کے بعد نہ تو ان کا کوئی بیٹا تھا نہ وارث اور نہ ہی کوئی وصی اور نائب۔۔۔ اور اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ کے عرب ہیں یا جزیرہ عرب کے باشندے ہیں۔ ہم میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ ان پر تو وحی نازل ہوئی تھی۔ اب ہمیں ان کی وفات کے بعد کیا کرنا چاہیے۔

اگر ہم کسی کو علامتی طور پر خلیفہ مقرر کر لیں۔ باوجود یہ کہ خلیفہ غلط ہے۔ نبی کریم ﷺ کا کوئی خلیفہ نہیں۔ نہ آپ کے بعد کوئی آپ ﷺ کی جگہ لے سکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب خدا تعالیٰ سے سوال کیا کہا اے اللہ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو میرا وزیر بنا دیجئے تو خدا تعالیٰ نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ اگر خدا تعالیٰ ان کی دعا قبول نہ فرماتے تو ہارون کبھی ان کے وزیر نہ بن پاتے۔ چنانچہ لوگوں نے رائے دی کہ ہمیں کم از کم کسی کو تو حاکم بنا دینا چاہیے۔ جو امور حکومت عملاً انجام دے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ حضرت علی پہلے ایسے شخص ہونے چائیں۔ اگر تو یہ انتخاب اہل بیت سے نسبت اور تعلق اور حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ داری اور نبی کریم ﷺ کی قرابت کی بنیاد پر ہونا تھا تو ظاہر ہے کہ حضرت علی اس کے سب سے زیادہ حقدار تھے۔ اور اگر فیصلہ بزرگی، کبریٰ علم و حکمت و حسن تدبیر اور مال و دولت کی بنیاد پر ہوتا ہے تو ممکن ہے دولت و ثروت اور نبی کریم ﷺ کے صدیق ہونے کی وجہ سے۔۔۔ قرعہ فال حضرت ابوبکر الصدیق کے نام نکلتا۔۔۔

جب نبی کریم ﷺ کو نبوت عطا ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر 12 سال تھی، جبکہ

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی عمریں زیادہ تھیں جو 40 سے 50 سال کے لگ بھگ تھیں۔ چنانچہ یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے۔ چنانچہ لوگوں کی رائے تھی کہ وہی امور خلافت انجام دیں۔ یہ ایک معقول رائے تھی۔

لیکن اس وقت یہ باتیں ان کا ذاتی معاملہ تھیں۔ آج ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اس کے باوجود جذباتی طور پر ہم تمام مسلمان چاہے وہ عرب ہوں یا غیر عرب، حضرت علی رضی اللہ عنہ کیساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ جس کا سیدھا سادہ مطلب یہی ہے کہ عرب سب کے سب شیعہ ہیں۔ یعنی اگر شیعہ ہونے کا مطلب حضرت علی رضی اللہ عنہ کیساتھ محبت اور ہمدردی ہے تو ایسی صورت میں تو تمام عرب شیعہ ہیں۔ کیا کوئی بھی ایسا عربی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عناد رکھتا ہو؟ ہر گز نہیں۔

بے شک تمام عالم عرب اور عالم اسلام میں رفریٹم کرا کے دیکھ لو۔ اور یہ معلوم کر لو کہ کیا آپ معاویہ کیساتھ ہو یا علی کیساتھ؟ تو سب یہی کہیں گے کہ ہم تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کیساتھ ہیں۔ اگر تم ان سے یہ پوچھو کہ تم حضرت فاطمہ الزہراء کیساتھ ہو یا پھر معاویہ یا یزید وغیرہ کی بیویوں میں سے کسی کی حمایت کرتے ہو۔ تو یقیناً سب کا جواب یہی ہوگا کہ نہیں۔ بلکہ ہم تو حضرت فاطمہ الزہراء کیساتھ ہیں۔ اس کا مطلب ہے شیعہ کے علاوہ کیا ہے؟ یعنی اہل بیت کی حمایت میں شامل ہونا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں مل جانا۔ چنانچہ تمام عرب اور تمام مسلمان اس مفہوم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شیعہ ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر شیعہ ہونے کا مطلب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں شامل ہونا ہے، تو ہم سب کے سب شیعہ ہیں یہ حقیقت بھی ہے اور ہماری ثقافت بھی، اور اگر سنی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آپ حضرت محمد ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں آپ ﷺ کی سنت کے مبارک طریقوں کی اتباع اور پیروی کرتے ہیں تو اس مفہوم کے مطابق ایرانی سنی قرار پائیں گے۔

کیا کسی ایرانی نے کبھی کہا ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے مخالف ہیں؟ ہر گز نہیں۔ وہ سب یہی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے نبی ہیں اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کیا تم نبی کریم ﷺ کی سنت کا اتباع کرتے ہو؟ تو یقیناً ان کا جواب اثبات میں ہی ہوگا۔

تو پھر تو تم سنی ہو۔ وہ کہیں گے۔۔۔ ہاں۔۔۔ درست ہے۔ پھر وہ یہاں شمالی افریقہ میں آباد ہم



عرب مسلمانوں کے پاس آئیے اور ہم سے بھی یہ سوال کریں گے: کیا تم حضرت علی سے محبت کرتے ہو؟ ہم کہیں گے۔۔۔ ہاں۔۔۔ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔۔۔ کیا تم علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو یا معاویہ سے؟ ہم کہیں گے۔ ہم علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔ وہ کہیں گے۔ پھر تو تم شیعہ ہو۔

چنانچہ ایرانی سنی قرار پائے اور شمالی افریقہ میں آباد ہم لوگ شیعہ۔۔۔!! اور یوں تمام بچے آپس میں غلط ملط ہو گئے۔ اب اس تمام بحث مباحثے اور جھگڑے اور دشمن کی طرف سے شیعہ سنی تفرقہ بازی کو اپنے مخصوص مقاصد کیلئے استعمال کا کیسے خاتمہ کیا جائے۔ جبکہ عرب حکمران امریکہ کی خوشامد میں مصروف غیر ملکی قبضہ پر خوشی کے شادیاں بجانے اور ایرانیوں کے خلاف نفرت کو ہوا دینے میں مصروف عمل ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ایٹم بم بنارہے اور وہ ایسا ہے اور فارس کے لوگ ایسے ویسے ہیں اور اس طرح وہ اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ تم لوگ ایران کے خلاف کیوں ہو؟ تو کہتے ہیں کہ وہ شیعہ ہے! نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہم شمالی افریقہ میں دور جدید کی نئی فاطمی سلطنت قائم کر رہے ہیں۔

سن لو! ہم سب شیعہ ہیں، شیعہ کی فلاح و نجات اب ایرانیوں کے بجائے شمالی افریقہ میں ہے۔ جہاں تاریخ کی دوسری سلطنت فاطمیہ کا قیام ناگزیر ہو چکا ہے۔ ہم شمالی افریقہ کے شیعہ ہیں۔ لیکن اگر آپ ہم سے نبی کریم ﷺ کی سنت کے بارے میں پوچھو گے۔ تو ہم کہیں گے۔ کیوں نہیں؟ ہم نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کیوں نہ کریں گے؟ ہم سنت کی پوری پابندی کریں گے۔

پھر تو تم سنی ہو! ہاں۔ یہ درست ہے۔ ہم سنی بھی ہیں کیونکہ ہم نبی کریم ﷺ کی سنت کے قیام میں اور ہم شیعہ بھی ہیں کیونکہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامی ہیں۔ لو تمام اختلافات ختم ہو گئے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ دولت فاطمیہ کے دوبارہ قیام کی صورت میں جس کیلئے ہم کوشاں ہیں، پہلی سی مغالطہ یا طبع سازی کی ہرگز اجازت نہ ہوگی۔ افریقہ کی تمام سرگرم طاقتیں اور عوام اس سوچ کی بھرپور تائید کریں گے۔

چنانچہ علاقہ میں اب کوئی عرب یا غیر عرب مغربی اتحاد کا تصور قبول نہیں کیا جائیگا۔ نہ ہی ایک دوسرے کے خلاف تیاریوں، یا ایک دوسرے کے خلاف جنگ کی اجازت ہوگی۔ نہ یہ سرحدیں اور وہ سرحدیں۔۔۔ سرحدوں سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں۔۔۔

سلطنت فاطمیہ: اب تمہارا جی چاہے تو مصری رہو۔ یا لیبیا کے شہری یا الجزائر کی، یا تونس یا موریتانی یا نائیجیر یا مالی وغیرہ۔۔۔ تم چاہے سوڈان کے اندر ہو یا زنجیر ہلالی علاقہ میں یا اردن میں اب تمہاری شناخت فاطمی کے نام سے ہوگی۔

اس سے ایک بڑا مسئلہ حل ہو گیا۔ ہر وہ شخص جو اس تنازعہ کے ذریعے اپنا کاروبار چلا رہا تھا کہ (ایرانی) شیعہ ہیں اور اہل عرب سنی ہیں، اب اس کی یہ منطق ناکام ہو جائے گی جب یہ واضح ہو جائے گا کہ ایرانی قیام

سنت ہیں لہذا وہ سنی ہیں اور شمالی افریقہ کے عرب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفدار ہونے کے باعث شیعہ ہیں اور وہ اہل سنت سے اپنی نسبت اور تعلق کی بنیاد پر سلطنت فاطمیہ قائم کر رہے ہیں۔ اور اگر حکومت کرنا اہل بیت کا حق ہے تو پھر فاطمی سلطنت سے بہتر کیا چیز ہو سکتی ہے جس کی نسبت سیدہ فاطمہ الزہراء کی طرف ہے۔

اور اگر حکومت کا معیار عقل و فہم اور جمہوریت قرار پائی تو پھر انہیں عوام کا حق اقتدار تسلیم کرنا ہوگا۔ لہذا ایجنڈا گنگر سیس بنا تو عوامی کمیٹیاں قائم کر لو۔۔۔ حکومتیں ختم کر دو۔۔۔ بادشاہوں صدروں کو ختم کر دو۔۔۔ اور ان بوسیدہ فرسودہ نقشوں کو ختم کر دو۔۔۔ اور تمام معاملات باہمی مشورہ سے طے کیے جائیں (وامرہم شوریٰ بنہم)۔ البتہ اگر تمہارا مقصد حکمران بنانا ہے اور اسلام کو اس کیلئے استعمال کرنا ہے۔ تو پھر ہر کوئی اسلام کو استعمال کرتا رہیگا۔

جب تم نے اسلام کو سیاست میں گنڈ کر دیا تو اسلام کا استحصال کرنے والے سن لیں کہ اہل بیت ان سب سے زیادہ اولیٰ اور بہتر ہیں۔ آخر تجھے کس نے یہ حق دے رکھا ہے کہ تو اسلام کے نام پر حکومت کرے؟ اگر تم اسلام کے نام پر حکومت کرنا چاہتے ہو تو پھر تمہارے مقابلے میں اہل بیت سب سے اولیٰ و افضل ہیں۔

اور اگر تو کہتا ہے کہ چھوڑو دین و مذہب کو ہم اہلیت اور قابلیت کی بنیاد پر انتخابات کے ذریعے حکومت کے معاملات چلانا چاہتے ہیں تو یہ دوسری بات ہے اسلام کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ مجھے پختہ یقین ہے کہ دور حاضر کی دوسری فاطمی سلطنت کے احیاء کے ذریعے یہ سب جھگڑے ختم ہو جائیں گے اور دشمن کا راستہ مسدود ہو کر رہ جائیگا۔ اور امت کے مسائل کے ذریعے اپنے مفادات کی دکان



سجائے والوں کے پاؤں تلے سے زمین سرک جائیگی اور آپ جلد دیکھ لیں گے کہ پھر کون یہ راہ اختیار کرتا ہے۔

سب سے پہلے لازہر کی طرف رخ کیا جائیگا جو فاطمی سلطنت کا اہم ستون تھا۔ اور المہدیہ اور حتی کے قیروان اور دیگر تمام ایسے اداوں کی طرف بھی رجوع کیا جائیگا جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ فاطمی سلطنت کے ستون اور اس کا درخت تھے۔

رہا یہ قصہ کہ اسماعیلی مذہب ہے جس کی نسبت اسماعیل بن جعفر الصادق سے ہے۔ اور یہ فرقہ اثنا عشریہ ہے اس کی نسبت موسیٰ کاظم کیساتھ ہے۔ اور یہ زیدیہ فرقہ ہے۔ ہمارا ان میں سے کسی سے کوئی تعلق نہیں۔ کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو دوسری چیز کیساتھ متناقض ہو۔ ہرگز نہیں چنانچہ اگر آپ قرآن کریم کو روایت نافع یا کسی دوسری روایت کے مطابق پڑھنا چاہتے ہیں۔ یا پھر حضرت امام مالک کے مسلک کے مطابق عبادات کرنا چاہتے ہیں تو پھر آزاد ہیں۔ یا اباض یا امام احمد بن حنبل کی تشریحات کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں یا امام شافعی کے مسلک کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس کی بھی پوری آزادی حاصل ہے۔

کیونکہ سلطنت فاطمیہ کے اندر ان تمام لوگوں کو عبادات انجام دینے کی پوری آزادی ہوگی اور شافعی، مالکی، حنبلی، اسماعیلی اور خارجی مسلک اپنانے کا بھی اختیار ہوگا۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ سلطنت فاطمیہ اپنے دور میں مالکی مسلک کے خلاف تھی، تو اگر اس وقت کوئی ایسی بات تھی بھی تو وہ فقہاء کا معاملہ تھا۔ یہ جمہور اور عوام الناس کا مسئلہ ہرگز نہ تھا اور پھر یہ مسئلہ اس دور سے متعلق تھا۔ آج کل مکمل اتفاق رائے پایا جاتا ہے۔ اور ہمارے پاس قرآن کریم کی 10 روایات مروج ہیں اور ہمیں ان میں سے کوئی بھی روایت اختیار کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے۔

ہمارے ہاں آسان ترین مسلک بھی موجود ہے۔ اور ہمارا اندازہ ہے کہ یہاں نہ جس میں ہمارے لیے مالکی مسلک کا نفاذ زیادہ بہتر رہیگا۔ البتہ بعض مخصوص معاملات میں حنبلی مسلک کے مطابق بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔ جب یہ معلوم ہو جائے کہ ایسی صورت میں زیادہ آسانی ہوگی۔ اور اگر شافعی مسلک میں آسانی نظر آئی تو زیادہ آسانی کی غرض سے ہمیں اسے اختیار کرنے میں بھی تردد نہ ہو گا۔

پھر یہ بھی خیال رہے کہ یہ تمام مسلک درحقیقت بدعت، یعنی بعد کے دور کی اختراع ہیں۔ یہ سب کچھ بدعت اور اجتہادات ہیں اور یہ ایک ایسے دور میں ظہور میں آئے تھے جب ہر چیز ہی مشکوک تھی۔ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح اور آشکار ہے اور خدا تعالیٰ کا فرمان ہے کہ گردہوں میں مت بٹو اور جماعتیں مت بناؤ۔۔۔ یہ سب کچھ قرآن مجید میں موجود ہے۔ پانچ نمازیں تو مشہور ہیں، نوافل بھی مشہور ہیں۔۔۔ روزہ بھی مشہور ہے حج کو بھی کبھی لوگ جانتے ہیں اور حج کے ارکان و فرائض کو بھی۔ زکوٰۃ بھی معلوم ہے، بلکہ شہادت بھی معلوم ہے، اسلام کے پانچ ارکان بھی اچھی طرح معلوم ہیں۔

پھر آخراختلاف کس بات کا؟ کوئی ایسی چیز ہے جس کے بارے میں اختلاف رائے ہو؟ کوئی کہتا ہے: بخدا تو شیعہ ہے!! اللہ فرماتے ہیں: (وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا) یعنی ”مسجد صرف اللہ کی عبادت کیلئے مخصوص ہیں، ان میں اللہ کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔۔۔“ چنانچہ یہ کیسی مسجدیں ہیں؟ کوئی کہتا ہے یہ شیعہ مسجد ہے۔ کوئی کہتا ہے یہ سنی مسجد ہے!!

یہ کس نے کہا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے وقت ایسی کوئی تقسیم تھی؟ کہ کوئی شیعہ مسجد ہو اور کوئی سنی مسجد؟ یہ بدعت کہاں سے آئی؟ خدا کی پناہ!! (مسجدیں خدا تعالیٰ کا گھر ہیں) یہ تمام مسجدیں صرف اللہ کی ہیں۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ شیعوں کی مسجد ہے اور وہ سنیوں کی؟ شیعہ سنی مساجد میں آخر کیا فرق ہے؟ کیا اس لیے کہ کچھ کا قبلہ دائیں سمت اور کئی اور کا قبلہ بائیں سمت ہے؟ کیا سبھی بیت اللہ کی طرف رخ نہیں کرتے؟۔۔۔ یہاں میں یہ بات بھی یاد دلا دوں کہ حریم سے مراد وہ حریم نہیں جسے آج کل سمجھا جاتا ہے، حریم (دو حرم) سے مراد مکہ شریف اور القدس شریف ہیں۔ یہ تمام جھگڑے جو اس وقت رائج تھے ہمارا ان سے کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہم انہیں دوبارہ سراٹھانے دیں گے۔

ہم صرف ایک ہی چیز کو زندہ کریں گے اور وہ ہے مشترکہ فاطمی تشخص اور متحدہ شناخت جس میں شمالی افریقہ میں موجود یہ تمام شکلیں گھل مل جائیں گی۔ (اب کسی کی شناخت اس طرح نہیں ہوگی کہ) تو کون ہے؟۔۔۔ تو عربی ہے یا غیر عربی۔۔۔ یا تو اماؤنشی (قبیلہ) سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔ کیا تو عربی ہے؟۔۔۔ ہاں! میں عربی ہوں۔۔۔ نہیں۔۔۔ تو کوئی اور ہے۔۔۔ اور تو کون ہے؟ کیا تو اباضی (قبیلہ) سے



ہے؟۔۔۔ تو مجھے تو اباضی معلوم نہیں ہوتا۔۔۔ تو مالکی ہے۔۔۔ تو تشدد ہے۔۔۔ تو بنیاد پرست ہے۔۔۔ تو سلفی ہے۔۔۔ تو تشدد پسند ہے۔۔۔ اور تو کہاں سے آیا ہے؟۔۔۔ تو طارقی (قبیلہ) سے ہے اور تو شامی (قبیلہ) سے ہے۔۔۔ اور تجھے تو میں نہیں جانتا۔۔۔ تو کیا چیز ہے۔۔۔ اور تو عربی ہے۔۔۔ اور تو عربی نہیں۔۔۔

یہ سب آویزشیں ختم ہو جائیگی اور سب کی پہچان (فاطمی) کے طور پر ہوگی۔ اب کسی کو پروا نہیں کوئی اماذغی یعنی کوئی قدیم عربوں کے ناپید ہو جانے والے قبائل سے تعلق رکھتا ہے اور نہ اس کی پروا کہ کوئی افریقہ کے بربر قبائل سے منسوب ہے، جو گیارہویں صدی کے درمیان میں آئے تھے۔ نہ کسی کو اس سے سروکار کہ تو کسی اور طرف سے آ رہا ہے۔ نہ کسی کو اس کی پروا کہ تمہارا رنگ کالا ہے۔۔۔ سفید ہے، سرخ ہے یا پیلا ہے۔ نہ کسی کو اس کی فکر کہ تم کس لہجہ اور بولی میں بات کرتے ہو۔ یہ سب کے سب قدیم انسانی عربی زبانیں اور لہجے ہیں۔ اب یہ سب کوئی مسئلہ نہیں ہیں۔

اب صرف اس بات کی اہمیت ہے کہ تم فاطمی شناخت اور پہچان رکھتے ہو۔ اور بس۔۔۔ یہی کافی ہے۔۔۔ ہاں، یہ سب سے بہتر حل ہے۔ بجائے اسکے کہ یہ پوچھا جائے تو کہاں سے تعلق رکھتا ہے؟ آیا تو تونسہ ہے۔ اور تو لیبی ہے۔۔۔ اور (لاڈاپنی شناخت کراؤ)۔۔۔ اور تو کون ہے؟ میں الجزائر میں ہوں۔ اور تو؟۔۔۔ میں نجد میں ہوں۔ اور تو؟۔۔۔ میں مالی سے تعلق رکھتا ہوں۔۔۔ اور تو کون ہے؟ جی، میں مصری ہوں۔

اب اس کی کوئی حاجت ہی نہیں کہ (تو کہاں سے آیا ہے؟) بس ہمیں فاطمی ہی رہنے دیں۔ حکمران تو ان چیزوں کی مخالفت کریں گے۔ جلد ہی آپ ان کا رد عمل دیکھ لیگے۔ البتہ ہمیں سکون ملے گا۔ کیونکہ اب ہمارا تشخص فاطمی کے نام سے ہوگا۔ کیا تم اسلام کو برباد کرنا چاہتے ہو، جب یہ کہتے ہو کہ شیعہ ایران میں ہیں اور سنی عربوں میں، ہرگز نہیں۔۔۔ شیعہ مملکت صرف شمالی افریقہ میں قائم ہوئی تھی۔ اور یہ سلطنت فاطمیہ کی شکل میں قائم ہوئی تھی اور یہی تاریخ کی پہلی شیعہ اسٹیٹ تھی۔

ایسے میں ایران میں کیسے شیعہ ریاست قائم ہوگئی؟۔ ہم اپنے فارس کے بھائیوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے اہل بیت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرفداری کی کیونکہ وہ اہل بیت کیساتھ مل گئے۔ یہ بہت عظیم چیز ہے۔ مجھے اس پر بڑا تعجب ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ مثال کے طور پر اردون

میں اہل بیت کے کچھ لوگ شیعوں سے عناد رکھتے ہیں۔ شیعہ کا مطلب کیا ہے؟ یہی کہ اہل بیت کی طرفداری اور حمایت کرنا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں اردون میں خود تمہارا طرفدار رہن جاؤں؟ اور جب میں ایران میں جاؤں تو وہاں تیرا طرفدار رہن جاؤں؟

اندازہ کرو۔۔۔ یہ کیسے ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے!! اور ہمیں ایک دوسرے کے مقابلہ لا کھڑا کیا! چنانچہ سلطنت فاطمیہ کے دوبارہ احیاء کی صورت میں کبھی اس کی حمایت کریں گے۔ جن میں اسماعیلی، زیدی، نزاری، دروزی، علوی اور وہ تمام تحریکیں شامل ہوگی جو اس سے قبل فاطمی سلطنت کے تابع تھیں۔۔۔ اور مجھے پختہ یقین ہے کہ وہ اب بھی مشرقی ممالک میں موجود ہیں۔ یہ ہمارا بہترین تشخص ہوگا جس میں تمام قومیں، قبیلے، خاندانی اور مذہبی گروہ اور فرقے یکجا ہو کر ایک ہی لڑی میں منسلک ہو جائیں گے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔



والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

### خبرجی ضروری اطلاع

قارئین! حسب سابق اس سال بھی نورانی ڈائری (2008)ء کی اشاعت آپ کے علمی و دینی ذوق اور روحانی آسودگی کا باعث بنے گی۔ (ان شاء اللہ) اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہم نے جبری تقویم (اسلامی تقویم) محرم تا ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ پر محیط 'اسلامک نورانی ڈائری' شائع کر رہے ہیں جس میں عیسوی اور بکرمی تقویمات کو بھی ثانوی طور پر شامل کر دیا گیا ہے۔ آپ ان ڈائریوں کے حصول کے علاوہ اپنا یا اپنے ادارے، تنظیم، مشن، جماعت، عقیدے اور عقیدت کا پیغام کاروبار کا اشتہار بھی دے سکتے ہیں۔ اس نادر موقع سے فائدہ اٹھائیے۔

رابطے کے لئے ایڈریس: ملک محبوب الرسول قادری

0300-9429027, 0321-9429027, 042-7214940

انوار رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد (41200) پنجاب

اسلامک میڈیا سنٹر 27/A شیخ ہندی سٹریٹ، دربار مارکیٹ لاہور



## علوم اسلامیہ کی معیاری درس گاہ

# جامعہ غوثیہ مجددیہ رضویہ

قدیم مرکزی جامع مسجد حضرت عثمان غنیؓ

شعبہ جات

حفظ

تجوید و قرأت

کمال و حسن تعلیم

اپیل

مختصر حضرات سے اپیل ہے  
کہ صدقات و خیرات،  
ذکوہ و چڑھائے قربانی  
جامعہ کو دیکر  
عند اللہ ماجور ہوں

کے نصاب کے تحت، میٹرک، کمپیوٹر کی تعلیم

خصوصیات

☆ خوبصورت بلڈنگ، کوالیفائیڈ اساتذہ،  
اخلاقی اور روحانی تربیت، رہائش و طعام کا  
بہترین نظام، کارکردگی گزشتہ سالوں کی طرح  
اس سال بھی مڈل میٹرک کے طلباء کا رزلٹ  
سوفیصد رہا، داخلہ اپریل میں کیا جاتا ہے۔  
☆ اپنے منفرد نصاب تعلیم و تربیت کی بناء  
پر جامعہ دور حاضر کا ایک فقید المثال ادارہ  
ہے، طلباء کے قیام و طعام، یونیفارم اور  
کتاب کا انتظام جامعہ کے ذمہ ہے۔

سجانب

الحاج ملک جمیل اقبال

ہائم اعلیٰ جامعہ غوثیہ مجددیہ رضویہ

## غزوہ احد کے چند روح پرور مناظر

تحریر..... ملک محبوب الرسول قادری

یوں تو تمام غزوات النبی ﷺ جہد مسلسل، ایثار، قربانی اور لکھت کی لازوال داستانیں ہیں جن کے مطالعہ سے انسان کے قلب و جگر میں شوق شہادت و جہاد برقی رو کی طرح گردش کرنے لگتا ہے خود امام المجاہدین سید کائنات ﷺ نے جہاد کی فضیلت اکثر اوقات میں بیان فرمائی اور عملاً ہمہ وقت جہاد میں شریک رہے اس وقت غزوہ احد کے حوالے سے صحابہ کرام کی جرأت و بہادری، جواں مردی، ناموس رسالت پر کٹ مرنے کی آرزو، حب رسول ﷺ کی لازوال داستانیں اور اپنے وفاداروں پر حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایات کے مناظر و مظاہر اور چند ایمان افروز اور روح پرور واقعات ہماری نظر سے گزریں گے۔

☆☆☆

غزوہ احد میں شہید ہونے والے جلیل القدر صحابہ کرام کی تعداد ستر ہے گویا ہمارے دس فی صد مجاہدین کورب کریم نے منصب شہادت پر فائز المرام فرمایا۔ ان ستر شہداء میں انصار کی تعداد 66 جبکہ مہاجرین کی تعداد چار تھی۔ مہاجر شہداء میں حضور سید عالم ﷺ کے پیارے چچا حضرت سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

☆☆☆

اسی موقع پر حضور سید عالم ﷺ شہداء کے لاشوں کے پاس تشریف لائے اور تاریخی ارشاد فرمایا..... میں ان پر گواہ ہوں جو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہوا ہے اللہ کریم اس کو قیامت کے دن اس حالت میں اٹھائے گا کہ اس کے زخم



تازہ اور خون رواں ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون کا ہوگا لیکن اس کی خوشبو کستوری کی ہوگی..... (سیرت ابن ہشام جلد ۲ ص ۹۸)

☆☆☆

حضرت حظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا والد ابو عامر غداری کے نتیجہ میں مدینہ منورہ کے قبیلے اوس کے ساتھ متعلق ہو گیا اور مشرقین مکہ کے ساتھ مل کر غداری کا ارتکاب کیا اور اس نے حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔ جبکہ حضرت حظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بہادر، جری، نڈر، سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کے حقیقی مجاہد تھے ناموس رسالت کے اس وفادار سپاہی کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کا اندازہ اس امر سے لگائیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اجازت عطا فرمائیے کہ میں اپنے غدار باپ (ابو عامر) کو ٹھکانے لگا دوں۔ لیکن رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کی اجازت نہ دی۔

☆☆☆

حضرت حظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی وہ عظیم صحابی ہیں کہ جنہیں شادی کے بعد ایک دن بھی اپنے گھر گزارنے کا موقع نہ ملا اور شب عروسی ہی کو رات کے کسی لمحے معرکہ احد کے لئے میدان میں اترنا پڑا۔ انہوں نے صرف ایک شب اپنی فنی نویلی دلہن کے ساتھ گزاری اور پھر جہاد کا حکم مل گیا۔ آپ اسی حالت میں مصروف جہاد ہو گئے اور جواں مردی سے لڑتے ہوئے شہادت کے منصب عظمیٰ پر فائز ہو گئے۔ بارگاہ رسالت سے آپ کو ”غسیل الملائکہ“ کا لقب عطا ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو میدان احد میں بھیجا وہ میدان سے لاشے کو لے گئے اور جہاں اللہ کو منظور تھا۔ غسل دیا اور پھر واپس میدان میں پہنچا دیئے گئے۔ سبحان اللہ ربی الاعلیٰ۔ قرآن کریم میں خود رب کریم ارشاد فرماتا ہے کہ..... ”مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں

نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔ (الاحزاب: ۲۳۔ ترجمہ: کنز الایمان)

رب کریم حضرت حظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہدائے احد کے تصدق ملت مسلمہ کے ہر فرد کو انہی کا شوق شہادت اور جذبہ جہاد عطا فرمائے تاکہ وہ فلم، وی سی آر، عیاشی و عریانیّت کے دلدل سے نکل کر جہادی و عسکری میدان میں اتریں۔

☆☆☆

اندازہ فرمائیے کہ غسیل ملائکہ حضرت حظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے حسین و جمیل اور نکلیل نوجوان کا لاشہ میدان احد میں تھا آپ کا باپ غدار ابو عامر راہب قریب سے گزرا۔ اس بد بخت نے اپنے شہید بیٹے کے لاشے کو حقارت بھری نظر سے دیکھا اور پھر اس نفرت سے اس کے سینے میں اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری کہ جیسے وہ اس کا بیٹا ہی نہیں تھا۔ ساتھ ہی کہنے لگا اے حظلہ! تو نے دو گناہ کئے ایک یہ کہ میں نے تجھے اس جگہ قتل ہونے سے منع کیا تھا اور دوسرے بخدا تو بہت صلہ رحمی کرنے والا تھا..... (البدایہ والنہایہ)

اس واقعہ سے اہل ایمان کے دلوں کو تقویت نصیب ہوئی اور دنیا کے رشتوں کے عارضی ہونے کا یقین پختہ ہوا نیز اس جذبے میں مسلمانوں کو عروج اور استحکام نصیب ہوا کہ اگر کفر کے لیے بیٹے سے نفرت کی جاسکتی ہے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے دین اسلام کی خاطر قربانیاں کیوں نہیں دی جاسکتیں۔

☆☆☆

تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ خواتین کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک خاتون حضرت عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوہ احد میں شریک ہوئیں۔ اُن کا اسم گرامی عمارہ نسیم بنت کعب بن عمرو الماریتہ البخاریہ ہے جب آتی تھیں اس وقت لڑائی کی نیت نہ تھی نہ ہی فوج بھرتی ہوئی بلکہ کافی حد تک عمر رسیدہ تھیں۔ اپنے خاوند اور دو جوان



ساتھ ثابت قدم رہے تھے اسے روکا۔ اس نے مجھے یہ زخم لگایا اور میں نے بھی اس کو کئی ضربیں لگائیں مگر وہ دشمن خدا ایک زرہ کے اوپر دوسری زرہ پہنے ہوئے تھا۔

☆☆☆

میدان اُحد میں شیر دل خاتون حضرت عمارہ کو بارہ زخم آئے خود اللہ تعالیٰ کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی جرأت و شجاعت کی تحسین و آفرین فرمائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُحد کے روز جب بھی میں نے دائیں بائیں دیکھا میں نے اُم عمارہ کو عظمت اسلام کے لئے اپنی حفاظت میں لڑتے ہوئے پایا۔ (سیرت ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۲۵) جب حضرت عمارہ نسیبہ اپنے خاوند حضرت زید بن عاصم اور دو صاحبزادگان حضرت حبیب اور حضرت عبداللہ کے ساتھ میدان اُحد کے لئے نکلیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دُعا فرمائی کہ ”.....“ اے اہل بیت! اللہ تمہیں برکت دے۔“ حضرت اُم عمارہ نے عرض کیا آپ یہ دُعا فرمائیے کہ ہم جنت میں بھی آپ کی غلامی میں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے اللہ! انہیں جنت میں میرا رفیق بنا دے۔ اس موقع پر حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ اب دنیا سے جو بھی تکلیف مجھے پہنچے گی میں اس کی پرواہ نہیں کروں گی۔“ (سیرت حلبیہ جلد دوم)

جب میدان اُحد میں لوگ منتشر ہونے لگے تو ثابت قدم رہنے والے صحابہ کرام میں حضرت قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تیر اندازی کرنے والے دشمنان خدا کے خلاف تیر اندازی میں مصروف رہے حتیٰ کہ ایک تیر حضرت قتادہ کو لگا اور آپ کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی بلکہ آنکھ کا ڈیلا باہر نکل آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے آنکھ سے نکلا ہوا ڈیلا واپس آنکھ میں رکھا اور دُعا فرمائی ”.....“ اے اللہ! اسے خوبصورتی کے ساتھ زیب تن کر دے۔ اور وہ اس کی خوبصورت ترین آنکھ تھی اور جس سے زیادہ

بیٹوں کے ساتھ میدان میں جنگ دیکھنے کی غرض سے آئی تھیں پھر جب ضرورت محسوس کی تو تیمارداری اور انتظامی امور میں حصہ لینے لگیں۔ مجاہدین کے لئے پانی بھر کر اپنی پشت مبارک پر لا کر لاتی تھیں۔

جب حالات سنگین ہونے لگے تو انہوں نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے مامور کر لیا۔ تیر اندازی بھی کرنے لگیں اور آنے والے تیروں کو روکنے کا کام بھی سنبھال لیا۔ سبحان اللہ۔

☆☆☆

سیرت ابن ہشام جلد دوم کے صفحہ ۸۲ پر مرقوم ہے کہ ”.....“ حضرت اُم سلمہ بنت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمائش کی کہ آپ ہمیں غزوہ اُحد کا آنکھوں دیکھا حال بیان فرمائیں۔ حضرت عمارہ نے ماضی میں جھانکتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ میں دن کے پہلے پہر لوگوں کی کارروائی اور جنگ کے حالات دیکھنے کی غرض سے نکلی اور میرے پاس پانی کا ایک مشکیزہ بھی تھا۔ پس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل تھا۔ جب حالات بدلنے لگے تو میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پلٹ آئی اور میں خود بھی جنگ میں حصہ لینے لگی۔ حتیٰ کہ مجھے زخم آ گیا۔ (یہاں حضرت اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے خود یہ متذکرہ زخم کا نشان دیکھا جو کندھے پر گہرا زخم تھا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو یہ زخم کس نے لگایا تھا؟ فرمایا۔ ابن قتمہ نے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے۔ پھر جب لوگ بھاگنے لگے تو اس بد بخت نے میرے پاس آ کر مجھے کہا کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے متعلق بتاؤ کہ وہ کہاں ہیں؟ ساتھ ہی کہنے لگا کہ وہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا۔ اس وقت میں اور حضرت مصعب بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے لوگوں نے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے



دکھائی دیتا تھا.....“ سو ان کی آنکھ کی بینائی واپس لوٹ آئی سبحان اللہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دوران حضرت قتادہ کی کمان سے تیر اندازی بھی فرمائی جس کو بعد میں انہوں نے تبرکاً سنبھال کے رکھا۔ غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زخموں کے سبب کئی نمازیں بیٹھ کر ادا فرمائیں اس سے غزوہ احد میں حملوں کی شدت کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

☆☆☆

غزوہ احد کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس مدینہ شریف تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آپ کی مبارک سواری کی لگام تھام رکھی تھی حضرت اُم سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوڑتی ہوئی آئیں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میری ماں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مرحبا کہا رک گئے اور ان کے شہید بیٹے حضرت عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے تعزیتی کلمات ارشاد فرمائے۔ وہ کلمات مبارکہ سن کر حضرت اُم سعد نے تاریخی جملے کہے آپ بھی پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔ عرض کیا..... ”یا رسول اللہ! آپ کو سلامت دیکھا ہے تو ہر مصیبت کم ہو گئی ہے اور سارے غم غلط ہو گئے ہیں“..... پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے احد اور ان کے اہل کے لئے دُعا فرمائی اور حضرت اُم سعد کو فرمایا کہ ”تجھے بشارت ہو اور ان کے اہل کو بھی بشارت دے دے کہ ان کے سب شہداء جنت میں اکٹھے ہیں اور اپنے اپنے اہل کے سفارشی ہیں۔“ رب کریم پورنی امت کو اور خصوصاً قوم کی بہو بیٹیوں کو حضرت اُم عمارہ اور حضرت اُم سعد جیسا جذبہ جہاد اور حب رسول پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عطا فرمائے کیونکہ اسی میں ہماری دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کا راز پنہاں ہے ورنہ بقول اقبال:

بھی عشق کی آگ اندھیر ہے  
مسلمان نہیں خاک کا ڈھیر ہے

## دُعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت

از قلم..... علامہ الحاج مفتی محمد شفیع الہاشمی

سوال: علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ دُعا بعد از نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگ اسے حرام اور مکروہ تحریمی کہتے ہیں؟

الجواب: مسلمانوں کی اکثریت شروع ہی سے جنازے کے بعد دُعا مانگتی آ رہی ہے چند آدمی اس کو حرام کہتے ہیں۔ سارا فساد اور گڑبڑ ان لوگوں کی وجہ سے ہے اگر یہ لوگ اعتراض کرنا چھوڑ دیں تو کوئی جھگڑا نہیں اور علم مناظرہ کی رو سے مدعی کی تعریف یہ ہے کہ: مَنْ قَرَأَ تَوَكُّعًا کہ جو اعتراض چھوڑ دے تو جھگڑا ختم ہو جائے۔

لہذا اس مسئلہ میں منکرین دُعا مدعی نہیں قرآن یا حدیث سے دُعا بعد از نماز جنازہ کے حرام اور تحریمی ہونے پر دلیل دینی پڑے گی لیکن قیامت تک وہ نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ ہی حدیث جس میں دُعا بعد از نماز جنازہ سے منع کیا گیا ہو۔

الحلال ما أحل الله في كتابه الحرام حلال وہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ما حرم الله في كتابه و ما سكت عنه کتاب میں حلال کیا ہے اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے اور فهو مما عفي عنه (ابن ماجہ صفحہ ۲۳۹) جس سے خاموشی اختیار کی وہ معاف ہے۔

اب اس حدیث کی رو سے کوئی چیز حرام تب ہوگی جب اسے اللہ تعالیٰ حرام قرار دے تو قابل توجہ بات یہ ہے کہ دُعا بعد از نماز جنازہ محض کسی آدمی کے کہنے سے حرام اور مکروہ تحریمی کیسے ہو سکتی ہے؟

جو لوگ دُعا بعد نماز جنازہ کو حرام قرار دیتے ہیں وہ مانتے ہیں کہ جنازہ سے قبل بھی دُعا جائز ہے اور بعد از دفن بھی جائز ہے تو ان سے ہمارا یہ سوال ہے کہ جب قبل از جنازہ اور بعد از دفن میت کے لئے دُعا جائز ہے تو بعد از جنازہ قبل از دفن کیوں حرام ہے؟



عقیدہ اہل سنت:

اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ مسلمان میت کے لئے دُعا بعد نماز جنازہ مستحب ہے۔

دلائل آیت نمبر ۱:

ادھونی استجب لکم  
مجھے سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔

(پارہ اول رکوع نمبر ۱۱ سورۃ المؤمن)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دُعا مانگنے کے لئے مطلق امر فرمایا ہے اور کسی وقت کی تخصیص نہیں فرمائی لہذا جنازہ سے قبل جنازہ کے بعد دُفن کے بعد ہر وقت دُعا جائز ہے۔

آیت نمبر ۲:

اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَانِي قَرِيبٌ  
اَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا  
اے محبوب جب تم میرے متعلق میرے  
بندے پوچھیں تو میں قریب ہوں دُعا قبول  
کرتا ہوں پکارنے والے جب وہ مجھے  
پکارے۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دُعا کس وقت مانگنی چاہیے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ دُعا کے لئے کوئی خاص وقت معین نہیں جس وقت بھی دُعا مانگو اللہ قبول فرماتا ہے ادھر اصول فقہ کا یہ مسئلہ قاعدہ ہے۔

المطلق یجری علی إطلاقه      مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے۔

(اصول الشاشی صفحہ ۱۱)

اب کتاب اللہ کے مطلق کو مقید قرآن کی کوئی آیت ہی کر سکتی یا حدیث متواتر یا مشہور یا اس کے ماسوا خبر واحد اجماع، قیاس وغیرہ قرآن کے مطلق کو مقید نہیں کر سکتے۔

یعنی جس وقت کتاب اللہ کی آیت کو اپنے اطلاق پر باقی رکھ کر عمل کرنا ممکن ہو تو اس کی تخصیص خبر واحد اور قیاس سے جائز نہ ہوگی۔

اب دُعا بعد جنازہ کا عدم جواز ثابت ہوگا کہ کوئی شخص آیت یا حدیث متواتر یا مشہور پیش کرے کہ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا ناجائز ہے۔

آیت نمبر ۴:

فإذا فرغت فانصب (تفسیر مظہری جلد اول ص ۹۹، تفسیر ابی السعود جلد نمبر ۹ ص ۱۷۳،  
تفسیر قرطبی جلد نمبر ۲۰ ص ۱۰۸، تفسیر درمنثور جلد نمبر ۶ ص ۳۶۵)  
فرغت من صلاتك فاجتهد في الدعاء جب نماز سے فارغ ہو تو دعا میں کوشش کر  
جتانہ بھی نماز ہے۔

کیوں بخاری جلد اول صفحہ ۶۷۱ میں صاف لکھا ہے سملھا صلوٰۃ جنازہ کا نام سرکارِ دو عالم ﷺ نے خود صلوٰۃ رکھا تو جب قرآن کی رو سے ہر نماز کے بعد دُعا ثابت ہے تو جنازہ کا نماز ہونا حدیث سے ثابت ہے تو لہذا جنازہ کے بعد دُعا کا احتیاج بھی قرآن سے ثابت ہو گیا۔

آیت نمبر ۴:

ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید  
خلون جہنم داخرین

بے شک جو میری عبادت دُعا سے تکبر  
کرتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر  
رہ جائیں گے۔

آیت نمبر ۵:

والذین جاءوا من بعدهم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان

جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں بخش دے ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔



اور جس کا جنازہ پڑھا جا چکا ہے وہ بھی سابق بالائیمان ہے یعنی ایسا ایماندار ہے جو پہلے وصال کر چکا لہذا اس کے لئے دُعا بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہے۔

آیت نمبر ۶:

و استغفر لذنبك وللمؤمنين  
والمؤمنات

اے محبوب اپنے خاص اور عام مسلمان  
مردوں اور عورتوں کے لئے دُعاے  
مغفرت کر۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو مومنین کے گناہوں کی معافی مانگنے کا ارشاد فرمایا معلوم ہوا کسی غیر کے لئے مغفرت طلب کرنا جائز ہے تو ہم بھی سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جنازہ کے بعد میت کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۷:

ادعور بکم تضرعاً وخفیہ  
اپنے رب سے دُعا کرو گڑا گڑا کے اور  
آہستہ۔

اب جہاں بھی عام حکم ہے جس وقت مرضی دُعا کرو کوئی وقت معین نہیں۔

آیت نمبر ۸:

من یجیب المضطر اذا دعاه ویكشف  
السوء

کون ہے جو مجبور شخص کی دعا کے وقت اس  
کی حاجت پوری کرتا ہے اس سے ضرر کو  
دور کرتا ہے۔

آیت نمبر ۹:

قال اخسؤ فيها والاتكلمون انه كان  
فریقا من عبادی یقولون ربنا آما  
فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر  
رب فرمائے گا دھتکارے ہوئے پڑے رہو  
جہنم میں اور مجھ سے بات نہ کرو بے شک  
میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا اے

الراحمين فاتخذتموهم سخريا  
 ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش  
 دے اور ہم پر رحم فرما تو سب سے زیادہ رحم  
 کرنے والا تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنا دیا۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنے والے کے ساتھ مذاق کرنا اللہ کو سخت ناپسند ہے جنازہ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جاتی ہے لہذا اسے بدعت کہہ کر مذاق اڑانا صحیح نہیں۔

آیت نمبر ۱۰:

رب اغفر لی ولوالدی ولمن دخیل  
بیتی مومنا وللمومنین والمومنات

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہ دُعا مومن مرد و عورتیں زندہ اور فوت شدہ سب کو

شامل ہے۔

اعتراض

اہل سنت قرآن سے ثابت کرتے ہیں کہ دُعا کا امر ہے اور ہر وقت جائز ہے اور پھر جنازے کے بعد انہیں دُعا کو فرض کہنا چاہیے مستحب کیوں کہتے ہیں؟

جواب: قرآن کے ہر امر سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی بلکہ کبھی امر استحباب کے لئے بھی ہوتا ہے مثلاً فکاتبوہم غلاموں کو مکاتیب بناؤ یا امر اباحت کے لئے ہوتا ہے جیسے:

اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا  
جب احرام کھولو تو شکار کرو۔

کلو اواشر بوکھاؤ پیو۔

یہاں بھی امراباحت کے لئے ہے۔



### حدیث نمبر ۱:

قال رسول اللہ ﷺ اذا صليتم علي جس وقت تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو  
الميت فاخلصوا له الدعاء (ابن ماجہ صفحہ ۱۰۷) پھر اس کے لئے خاص دُعا مانگو۔  
مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۶ ابوداؤد جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۰۰

فاخلصو پر جو قافہ یہ واضح کر رہی ہے کہ یہ دُعا بعد نماز جنازہ کے ہے  
کیونکہ علم معانی اور اصول فقہ کی سب کتابوں میں تصریح ہے کہ فاتعیب مع الوصل کے  
لئے آتی ہے (مختصر معانی صفحہ ۹۳ نور الانوار صفحہ ۱۱۶) قرآن بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

اذا طعمتم فانتمشروا جب کھانا کھا چکو تو پھر بکھر جاؤ۔  
مقصد ہے کہ کھانے کے بعد بکھر جاؤ یہ نہیں کہ کھانے کے دوران بکھر جاؤ۔

اس حدیث کے متعلق ملا علی قاری لکھتے ہیں قال ابن حجر و صححه ابن  
حبان (مرقات جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۹) ابن حجر نے کہا کہ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا۔

### حدیث نمبر ۲:

إن النبی صلی علی جنازہ فلما فرغ حضور اکرم ﷺ نے ایک میت کی نماز  
جاء عمر و معه قوم فأراد أن یصلی پڑھائی جب فارغ ہوئے تو عمر فاروق  
ثانیاً فقال له النبی ﷺ الصلوة علی رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ آئے  
الجنازة لا تعداد ولكن ادع للمیت اور ارادہ کیا کہ جنازہ دوبارہ پڑھیں حضور  
واستغفر له اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میت پر جنازہ  
(بدائع صنائع صفحہ ۵۸۷) دوبارہ نہیں پڑھا جاتا لیکن تو اس کے لئے

دُعا کرو اور استغفار کرو۔

### نوٹ:

اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوا کہ جنازہ کے بعد دُعا کو حضور اکرم ﷺ نے  
جائز سمجھ کر حکم فرمایا اگر ناجائز ہوتی تو حضور اکرم ﷺ کیوں حکم دیتے۔

### حدیث نمبر ۳:

حضرت ابوطلحہ بن برا انصاری کے متعلق واقعہ ہے کہ آپ کا وصال ہوا تو رات کو  
نہی دفن کر دیئے گئے صبح حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی قبر پر  
تشریف لے گئے اور نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے ہاتھ اٹھا کر خدا سے دُعا کی اے اللہ اس  
طلحہ سے اس حال میں ملاقات کر کہ وہ تجھے دیکھ کر مسکرائے اور تو اسے دیکھ کر راضی ہو۔  
(مظاہر حق جلد ۵ صفحہ ۳۱۹)

عنون المعبود شرح ابوداؤد جو یوہندی حضرات کی کتاب ہے اس میں بھی موجود ہے۔  
ثم رفع یدیه قال اللهم ألق طلحة یعنی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد آپ نے  
یضحك إلیك وتضحك إلیك ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی۔

اب اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز  
جنازہ کا سلام پچھ کر اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی۔

### حدیث نمبر ۴:

إنہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صبی بے شک حضور اکرم ﷺ نے ایک بچے پر  
فقال اللهم قہ من عذاب النار نماز جنازہ پڑھی پھر فرمایا اے اللہ اسے  
(شرح الصدور صفحہ ۶۲) عذاب قبر سے بچا۔

یہاں فاتعیب مع الوصل کے لیے ہے تو معلوم ہوا کہ یہ دُعا جنازہ کے بعد  
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔

### حدیث نمبر ۵:

عن طلحة بن عبد اللہ بن عوف قال حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عوف فرماتے  
صلیت خلف ابن عباس علی جنازة ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عباس  
فقرأ فاتحة الكتاب فقال لتعلموا لہا کے پیچھے ایک جنازہ پڑھا جنازے کے



سنہ (بخاری جلد اول ص ۱۷۸) بعد آپ نے فاتحہ پڑھی فرمایا تاکہ لوگ جان لیں یہ سنت ہے۔

ایضاً المصنوعات جلد اول کتاب الجنائز باب المشی بالجنائزہ مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے کہ اس سے جنازہ کے بعد دُعا جو آج کل متعارف ہے وہ بھی مراد ہو سکتی ہے۔

حدیث نمبر ۶:

عن والیہ بن الاسقع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل من المسلمین راسمعه یقول اللهم ان فلان بن فلان فی ذمتک وجعل جوارک فقه من فتنہ القبر و عذاب النار وانت اهللوا فالو الحق فاغفر له وارحمہ انت الغفور الرحیم (ابن ماجہ ص ۱۰۸)

یہاں بھی فاتحہ مع الوصل کے لیے ہے لہذا اس سے بھی جنازہ کے بعد دُعا مراد ہے اب اس حدیث میں جنازہ کے بعد دُعا میں سرور دُعا صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ آگئے۔

اعتراف:

ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ جنازہ کے بعد دُعا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی اور دوسری طرف اسے مستحب کہتے ہیں۔

جواب: مستحب کی تعریف یہ ہے کہ جو کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور کبھی ترک بھی فرمایا ہو۔ سلف نے اسے پسند کیا ہو۔ (در مختار ص ۱۱۵)

قادی دارالعلوم دیوبند جلد نمبر ۵ ص ۳۳۵ پر ہے کہ جنازہ کے بعد دُعا میں کوئی خرچ نہیں۔

## اہلسنت میں تنظیمی شعور بیدار کرنے کے لئے چند تجاویز

از اہل جناب..... خلیفہ حضرت مفتی اعظم ہند محترم صوفی گلزار حسین قادری رضوی نوری

حضرت اقدس صوفی گلزار حسین قادری رضوی نوری..... چاشمین امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری رضوی بریلوی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری قدس سرہ کی مجلس فیض سے تربیت حاصل کرنے والے خوش نصیب ہیں۔ مسلک اہل سنت کے ساتھ ان کا قلبی و روحانی تعلق منفرد حیثیت کا حامل ہے وہ پرانے بزرگوں کی حسین و عظیم روایات کے امین ہیں جدید سوسائٹی کے فرد ہونے کے باوجود قدیم عقائد و معمولات پر سختی سے کاربند ہیں ہمہ وقت خوش خلقی اور درد کی کیفیات سے سرشار رہتے ہیں خانوادہ بریلی شریف کی محبت ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ کتاب دوستی ان کی فطرت ثانیہ ہے اردو سے سندھی اور سندھی سے اردو زبان میں کتابوں کو منتقل کرتے رہتے ہیں اس حوالے سے آجکل ادیب شہید اور نامور محقق حضرت پیر سید محمد فاروق القادری کی شہرہ آفاق کتاب فاضل بریلوی اور امور بدعت تحت مشق پر ہے۔ خدا کرے وہ اس سلسلہ میں جلد کامیاب ہوں اور وادی مہراں صوبہ سندھ کے ہاسی اپنی مادری زبان میں یہ اہم کتاب پڑھ سکیں۔ آپ نے نہایت درد دل کے ساتھ ایک نشست میں چند تجاویز بیان فرمائیں جو اہل سنت میں تنظیمی شعور بیدار کرنے کے حوالے سے اہمیت کی حامل ہیں۔ افادیت کے پیش نظر یہ تجاویز نذر قارئین ہیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

معزز سامعین کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر کی جانب سے چند تجاویز پیش خدمت ہیں۔



۱۔ اہلسنت کا بڑا مسئلہ فعال تنظیم کا فقدان اور علامۃ الناس تک رسائی کا ہے اور اس کے لئے معاشرہ کے تمام طبقات کو ساتھ ملائے بغیر نتائج کا حصول ممکن نہیں۔ اس ضمن میں جہاں جماعت اہلسنت میں ایک طرف تو علمائے ذی وقار، مشائخ عظام، دانشور حضرات، ادیب و لکھاری، وکلاء، قجّر صاحبان، کارخانہ دار و سرمایہ داران و اعلیٰ عہدیداران کا وجود ضروری ہے بالکل اسی طرح اس میں عوام الناس کا شامل ہونا بھی ازیں ضروری ہے۔ بقول شاعر:

فرد قائم ربط ملت سے ہے تجا کچھ نہیں  
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

یہ ایک حقیقت ہے کہ وسائل کے بغیر مقاصد کا حصول بہت ساری مجبوریوں کو جنم دیتا ہے اور بددلی اور ناکامی کا سبب بنتا ہے۔ احقر کے نزدیک ابتداء ہمیں اس طرح سے کرنی چاہیے کہ شہر کی تمام سنی مساجد کے صدور کے ساتھ رابطہ کیا جائے اور مساجد کی انتظامی کمیٹیوں کا ایک مرکزی اجلاس طلب کیا جائے اور ان تمام عہدیداران کو مرکزی جماعت اہلسنت، پاکستان کی ممبر شپ فراہم کی جائے۔

مساجد کے کمیٹی ممبران میں عموماً ہر طبقہ کے لوگ شامل ہوتے ہیں جن میں صاحب خیر، ذاکر، وکلاء، تاجر حضرات اور عوام الناس سبھی شامل ہیں۔ مختلف علاقوں کے حساب سے ان کی سب کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اور سنی مساجد میں مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے دفاتر قائم کئے جائیں اور اپنے اپنے مخلصوں کی حد تک ان ممبران کے ذمہ علامۃ الناس کی ممبر شپ کا فریضہ سونپا جائے اور اس سادے کام کو تقریباً ایک ماہ کی مدت میں مکمل کیا جائے۔ اس کے بعد ان ممبران و عہدیداران کا ایک مرکزی اجتماع کیا جائے اور جس کے تحت فعال و مقتدر ذمہ داران کے انکیشن کروائے جائیں تاکہ ہر علاقہ میں آپ کو فعال کارکن میسر ہو سکیں۔ ابتدائی طور پر اس عمل سے بڑی تعداد میں بکھرے ہوئے ایماندار اور جذبہ خدمت رکھنے والے حضرات میسر ہو گئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اور پھر اسی طرح ان کے ماہانہ اجلاس ہوتے رہیں۔

نہایت ہی حکمت و تدبیر کے ساتھ ان ممبران میں اخوت و اخلاص پیدا کیا جائے اور ان کے جذبیوں کو ماند نہ پڑنے دیا جائے اور ان کو متحرک رکھا جائے علاقہ وائز چند صاحب حقیر حضرات اور عام ممبران سے ماہانہ چندہ وصول کیا جائے یہ ان شاء اللہ العزیز

محاطات کو چلانے میں آسودگی کا سبب بنے گا۔

سنی بیت المال قائم کیا جائے جس میں چندہ جات، قربانی کی کھالیں، ذکوۃ اور دیگر عطیات کی صورت میں حاصل شدہ آمدنی کو شامل کیا جائے۔ یونین کونسل کی سطح سے لے کر مرکزی سطح تک تنظیمی ڈھانچہ ترتیب دیا جائے۔ ہر سطح کے عہدیداران میں ہر طبقہ کو مکمل نمائندگی دی جائے۔

اللہ رب العزت اور نبی کریم ﷺ کی رضا جوئی و خوشنودی کی خاطر اپنی ذات کی مکمل نفی کرتے ہوئے تمام امور نہایت ہی خلوص و اللہیت سے سرانجام دیے جائیں۔ آپس میں باہمی احترام، یکجہت و درگزر کو فروغ دیا جائے، حصول اقتدار اور نمود و نمائش کی مکمل نفی کی جائے۔ اپنے سے بہتر حضرات کو آگے لایا جائے اور ان کی مکمل پشت پناہی اور مدد کی جائے اور یوں بقائے اہلسنت و جماعت اپنے اوپر لازم کی جائے۔

اہلسنت رائٹرز گلڈ بنائی جائے اور لکھاری حضرات کی حوصلہ افزائی کی جائے اور شعبہ نشر و اشاعت کو منظم کیا جائے۔ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کی طرز پر تنظیم المساجد کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ مساجد اہلسنت کا تحفظ ہو سکے۔ تبلیغ دین تین اور مسلک اہلسنت میں در آئی بدعات و خرافات کا سدباب کیا جائے اور مسلک اہل حضرت عظیم البرکت کی اصل روح اور فکر کو سمجھا اور سمجھایا جائے اور علامۃ المسلمین تک یہ روشنی پہنچائی جائے۔

اگر ہم یہ سب کچھ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو بارش کا یہ پہلا قطرہ ابر رحمت بن کر خطۂ ارض پاک میں ایک نئی بہار کی نوید لے کر آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

العزیز الحکیم

اللہ کریم ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور بوسیۃ نبی کریم ﷺ جملہ اہلسنت پر اپنا خصوصی فضل و کرم فرمائے اور ہمیں آپس میں اتحاد و یکجہت کی توفیق بخشے۔ آمین

والسلام مع الاکرام

القنیر ابو الرضا گلزار حسین قادری رضوی نوری

خلیفہ مجاز حضور مفتی اعظم

الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



## سفرِ عشق

بادلِ نمک بہ سوی تو منہ باید کرد

از سہ خویش بہ بخت نہ گذر باید کرد

پیرِ کفّت ز میخانہ شفا باید جست از شفا جستن ہر خانہ حذر باید کرد

اگر از جلوه رخسار چو ماہیت پیش است بی محالِ محبت نہ شستہ باید کرد

کر در میکدہ را پیرِ عشاق کشود پس از آن آرزوی مسخ و طفر باید کرد

کر دل از نشہ می دعوی سزائی دشا بہ خود آسید کہ احساس خطر باید کرد

مژدہ امی دوست کہ ردی سرخم را بکشد بادہ نوشانِ لب از این مادہ تر باید کرد

در ردہ جستن آتشکہ سر باید بخت بہ جفا کاری اوسینہ سپر باید کرد

سرخم باد سلامت کہ بہ دیدار خوش مست ساغر زدہ را نسینہ خبر باید کرد

طرزہ کیسوی دلدار چہ کوی دری دشا

پس چہ کوی و دراز شوق سفر باید کرد

## کلامِ رضا میں فرشتوں کا تذکرہ

از..... ابوالبہال محمد سیف علی سیالوی..... ہر سہ شیخ (چنیوٹ)

فرشتہ فارسی زبان کا لفظ ہے فرشتوں کے لئے عربی زبان میں لفظ ملائکہ آیا ہے فرشتہ کے معنی ہیں قاصد۔ چونکہ فرشتے حق اللہ تعالیٰ عزوجل اور اُس کے پیغمبروں کے درمیان وحی لانے والے قاصد ہوتے ہیں نیز اس دنیا میں رحمتیں اور عذاب لے کر آتے ہیں۔ اس لئے انہیں ملک کہتے ہیں۔

### فرشتے کی حقیقت

یہ نوری جسم ہیں مختلف شکل بدل سکتے ہیں بہت طاقتور ہیں۔ ان کی کثرت کا یہ حال ہے کہ تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے کہ انسان جنات کا دسواں حصہ اور جن و انس خشکی کے جانوروں کے دسواں حصہ اور یہ سب مل کر پرندوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر دریائی جانوروں کا دسواں حصہ یہ سب مل کر زمین کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر پہلے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ اور یہ سب مل کر دوسرے آسمان کے فرشتوں کا دسواں حصہ ساتوں آسمان تک یہ ترتیب ہے۔ (تفسیر نعیمی جلد اول صفحہ ۲۵۲)

حضور ساقی کوثر علیہ السلام نے شب معراج ایک جگہ فرشتوں کی قطاریں جاتی ہوئی دیکھیں۔ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ فرشتے کہاں جا رہے ہیں؟ جناب جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا میں تو جب سے پیدا ہوا ہوں اس قطار کو ایسے ہی دیکھا۔ مجھ کو خبر نہیں کہ کہاں سے آرہے ہیں کہاں جا رہے ہیں ہاں جو فرشتہ ایک بار گزر جاتا ہے دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا فرمایا چلو ان سے پوچھیں چنانچہ ان فرشتوں میں سے ایک سے سوال کیا گیا کہ تیری عمر کتنی ہے اُس نے جواب دیا مجھے خبر نہیں ہاں اتنا جانتا ہوں کہ رب تعالیٰ عزوجل ہر چار لاکھ سال بعد ایک ستارہ پیدا فرماتا ہے اور میں نے چار لاکھ ستارے پیدا ہوتے دیکھے ہیں۔ (روح البیان جلد اول صفحہ ۲۱۶)



ناظرین محترم! یہ ملائکہ کی کثرت کا عالم ہے نیز یہ فرشتوں کا مختصر تعارف تھا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دیوانِ حدائقِ بخشش میں جا بجا فرشتوں کا ذکر کیا ہے بلکہ کہیں کہیں تو نعت شریف کہنے میں فرشتوں کو اپنا ہمراہ بھی بناتے ہیں۔

لیجئے کلامِ رضا پڑھیے اور مقامِ رسالت دیکھئے۔

بزمِ قدسی میں ہے یادِ لبِ جاں بخش حضور عالمِ نور میں ہے چشمِ حیوانِ عرب مدنی کریم ﷺ کے زندگی عطا کرنے والے ہونٹوں (جو مردہ دلوں کو نورِ ایمان دے کر زندہ فرماتے ہیں جو بولتے ہیں تو پتھر اور لکڑیاں بھی بولنے لگتی ہیں۔ گوئے رسالت کی گواہی دینا شروع کر دیتے ہیں) کی یادِ ملا اعلیٰ کے فرشتوں میں ہے اور عرب کے پانی میں نور کی کیفیت ہے وہ آبِ حیات سے کم نہیں جو زندگی جاوید عطا کر دیتا ہے۔ نہ مرے کی باتیں نہ جینے کی باتیں کئے جاتے ہیں ہم مدینے کی باتیں پھر لوٹ آئیے حدائقِ بخشش کی طرف اور لطف اٹھائیے۔

پائے جبرائیل نے سرکار سے کیا کیا القاب خضر و خیل ملک خادم سلطان عرب حضور سید دو عالم ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ سے جبرائیل علیہ السلام نے بڑے بڑے اونچے القاب و خطابات پائے ہیں۔ سید الملائکہ بھی بنے اور تاجدارِ عرب و عجم ﷺ کے در کے غلام بھی۔ یہ تنخیل شاعرانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام تمام ملائکہ کے سردار ہونے کے باوجود ساقی کوثر ﷺ کے خادم ہیں بلکہ غور و فکر سے دیکھا جائے تو سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی تخلیق ہی حضور ﷺ کی خدمت کے لئے ہوئی۔ عارف کھڑی فرماتے ہیں۔

واہ کریم امتِ دا والی مہرِ شفاعت کردا جبرائیل جیسے جس چاکرِ نبیاں داسر کردا صرف جبرائیل علیہ السلام نہیں بلکہ تمام ملائکہ ساقی کوثر ﷺ کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں سبحان اللہ۔ اس شان و شوکت پہ قربان جاکیں لیکن وفادار امتی ورنہ

غدار امتی تو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے استاد ہیں جو معراج کی رات میرے آقا ﷺ کے قدم چوم رہا ہے کہاں جبرائیل اور کہاں حبیب کیا استاد سے قدم چموائے جاتے ہیں اگر چموائے جاتے ہیں تو اس بات کے دعوے دار صبح کلاس پڑھانے سے پہلے اپنے شاگردوں کے قدم چوما کریں۔ مسئلہ تو کلیئر ہوا اسی عنوان پر ایک شعر پڑھئے اور جھومئے۔

مکانِ عرشِ ان کا فلکِ فرشِ ان کا ملکِ خادمانِ سرائے محمد ﷺ جن کا ٹھہرنا عرش پر ہے اور رہنا فرش پہ ہے (اور آنا جانا آسمانوں پر ہے) جبکہ فرشتے آپ کے درِ دولت کے نوکر چاکر ہیں۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کو خصوصاً ساقی کوثر ﷺ کی خدمت خاص کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اس خدمت کے مختلف انداز ہیں۔ امام یوسف مہمانی رحمۃ اللہ علیہ جو اہرِ الحمار میں نقل فرماتے ہیں کہ جب ابوجہل نے حضور علیہ السلام کو پتھر سے شہید کرنے کی ناپاک کوشش کی تو سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام چپتے کی شکل میں ظاہر ہوئے ابوجہل ایسا مہبوت ہوا کہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر گیا اور ابوجہل بھاگ گیا۔ ساقی کوثر ﷺ نے فرمایا:

ذالک جبریل لودنی منی لأخذہ وہ جبرائیل تھے اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو پکڑا جاتا۔

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ سفر طائف میں ملکِ الجبال (پہاڑوں کا فرشتہ) حاضر ہو کر عرض کرتا ہے حضور اگر اجازت ہو تو میں حاضر خدمت ہوں اگر پھر بھی کوئی فرشتوں کو خادمانِ سرائے محمد ﷺ ماننے کے لئے تیار نہیں تو اس کی قسمت جب سید الملائکہ کی تخلیق ہی مدنی کریم ﷺ کی خدمت کے لئے ہوئی ہے تو اس کے ماتحت دوسرے فرشتے بھی تو اسی کھاتے میں آئیں گے۔

طوبی میں جو سب سے اونچی نازک سیدھی نکلی شاخ

مانگوں نعتِ نبی لکھنے کو روح القدس سے ایسی شاخ



سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی خدمت میں گزارش ہے کہ جنت کے خوشبودار درخت کی سیدھی، اونچی اور نہایت ہی نفیس ترین شاخ عطا فرمائیں تاکہ اس کی قلم بنا کر خدا اور خدائی کے محبوب کی نعت لکھوں تاکہ اس قلم کی نزاکتوں کے ذریعے نعت شریف کی نزاکتوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر نعت لکھنے کا حق ادا کیا جائے۔ پھر کیوں نہ کہوں:

نعت گوئی اگرچہ بڑا فن ہے پر نعت کہنے کو احمد رضا چاہیے  
اعلیٰ حضرت نغمہ سرائی کرتے ہیں۔

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں ترا محرم راز ہے روح الامیں  
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اے میرے عظمت و شان والے نبی ﷺ! آپ کی عظمتوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ خدا کا تخت، عرش معلیٰ تو آپ کے ناز و ادا سے بیٹھنے کی جگہ ہے اور سید الملائکہ جبرائیل علیہ السلام آپ کا ہمراز و وزیر ہے اور آپ دونوں جہاں کے بادشاہ ہوئے کیونکہ وزیر بادشاہوں کے ہی ہوتے ہیں میں کیا عرض کروں میرے آقا! خدا کی قسم آپ جیسا کوئی نہیں قطب الاقطاب فرد الافراد محبوب سبحانی سید الاولیاء حضرت غوث الوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل قیامت کے دن تمام انبیاء کرام میں سے برگزیدہ رسول محمد ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔

(غنیۃ الطالبین مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۵۵)

حضور ساقی کوثر ﷺ کا یہ مرتبہ ہے کہ قیامت کے ہولناک منظر میں اللہ تعالیٰ عزوجل آپ کو عرش بریں پر اپنے ساتھ بٹھائے گا پھر کوئی ایسا شخص جسے ایک معمولی سپاہی بھی اپنے ساتھ بٹھانے پر آمادہ نہ ہو حضور ﷺ کی مماثلت کا دم بھرنے لگے تو کس قدر ظلم ہے حالانکہ ساقی کوثر ﷺ نے اس بات کی نفی فرمائی ہے جیسا کہ مسلم شریف کتاب الصیام رقم الحدیث ۲۳۶۲ بخاری شریف کتاب الصیام میں ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مخاطب ہو کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَیُّکُمْ مِثْلُی "تم میں میری مثل کوئی نہیں" اس کے باوجود

یہ دعویٰ کرنا سوائے ایمان برباد کرنے کے کچھ بھی نہیں۔

یہی بولے سدہ والے چین جہاں کے تھالے کبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا  
تجھے یک نے یک بنایا۔

سدرۃ المنطقی کے تمام فرشتے ساتھ اپنے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بیک زباں ہو کر پکار اٹھے کہ ہم نے پورے جہاں کو چھان ڈالا ہے لیکن حضور علیہ السلام جیسا مرتبہ و مقام کسی کا نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وحدۃ لاشریک نے اپنے محبوب کو بے مثل و مثال بنایا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک مرتبہ اپنا فیصلہ یوں سنایا: قَلْبُکَ الْاَرْضُ مَشَارِقُهَا وَمَغَارِبُهَا لَمْ اَوْشَلْکَ قَطُّ

آفاقہا گردیدہ ام مہربتاں ورزیدہ ام بسیار خواہاں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

"میں نے سار اہجان پھرا ہے بڑے بڑے حسین و جمیل دیکھے ہیں مگر آپ (ﷺ) سا کوئی نہیں۔"

نارشین کرتے ہیں آپس میں ملک ہیں غلامان شہید اہرار ہم  
اے مدینے کے تاجدار ﷺ کے پیارے امتیو! تم جتنا بھی حضور ﷺ کی غلامی پر ناز کرو کم ہے جبکہ حضور ﷺ کی غلامی پر تو فرشتے بھی ناز کرتے ہیں بلکہ آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں کیا مقدر ہمارے کہ ہم بھی ساقی کوثر ﷺ کے غلاموں میں شامل ہیں کیونکہ فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام جبکہ سرکار ﷺ کے وزیر ہوئے تو ظاہر ہے جن فرشتوں کے وہ سردار ہیں وہ بھی تو حضور ﷺ کے غلام ٹھہرے۔

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا ملک خادمان سرائے محمد ﷺ  
شیر پیچہ اہلسنت علامہ حشمت علی خاں علیہ رحمۃ ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ شب معراج جب حضور علیہ السلام براق پر سوار ہوئے جبرائیل علیہ السلام نے رکاب تھامی میکائیل علیہ السلام نے لگام پکڑی اور اسرافیل نے حاشیہ برداری اختیار کی حضور علیہ السلام



نے اُن سے عذرخواہی کی اسرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی حاشیہ برداری کی تمنا میں ہزار سال اللہ عزوجل کی عبادت کی اور کئی ہزار سال عرش کے نیچے نہایت تضرع اور زاری سے دُعا مانگی تب رب تعالیٰ عزوجل کا خطاب آیا کہ میں نے تیری عبادت قبول کی ہمیں تیری اطاعت پسند آئی اس کے بدلے خلعت اجر و ثواب تجھے دیا جائے گا میں نے عرض کیا یا اللہ عزوجل میں چاہتا ہوں کہ جب تیرا حبیب ﷺ مسند عالم پر جلوہ گر ہو تو مجھے ایک گھڑی اس کی خدمت کا موقع عنایت فرما حکم ہوا اسرائیل تیری عرض ہم نے قبول کی جب میرا محبوب ﷺ براق پر سوار ہو کر سوئے عرش روانہ ہو گا تو تم بیت المقدس تک اس کی حاشیہ برداری اختیار کرو۔

اہل صراط روح امین کو خبر کریں جاتی ہے امت نبوی فرش پر کریں اے پل صراط پر مقرر فرشتو! جاؤ جا کے اپنے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہہ دو کہ مدنی کریم علیہ السلام کے غلام پل صراط کی طرف آرہے ہیں جلدی آئیں اور پل صراط پہ آکر اپنے پر بچھائیں تاکہ ساتھی کوثر ﷺ کے غلام ان پر چل کر آسانی کے ساتھ پل صراط کو عبور کر سکیں۔

شفاعت کی وجہ سے کتنا بے نیازی سے جبرائیل علیہ السلام کو پیغام دیا جا رہا ہے کہ ہمیں تو ذاتی طور پر ان کے پروں کے بچھانے کا خیال نہیں کیونکہ ہمیں تو اپنے آقا ﷺ کافی ہیں ہاں اگر انہیں خواہش ہے تو تشریف لے آئیں۔ اس شعر میں امام اہلسنت نے عشق نبوی کا حق ادا کیا ہے پل صراط سے گزرتا ایک دشوار بلکہ سخت سے سخت تر امر ہے اور جبرائیل علیہ السلام کا پر بچھانا ایک عظیم خدمت ہے لیکن اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ نے سمجھایا کہ یہ ان کا احسان از خود نہیں بلکہ ساتھی کوثر ﷺ کو راضی کرنے کی بنا پر ہے تو پھر ہم ان کی طرف کیوں متوجہ ہوں ہمیں تو اس کریم پر بھروسہ ہونا چاہیے جن کی نظر کرم کے خود جبرائیل علیہ السلام بھی محتاج ہیں اسی لیے آپ نے دوسرے مقام پر فرمایا۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام اللہ الحمد کہ میں دنیا سے مسلمان گیا

## حدیث کی ترجمانی

امام اجل علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ تفسیر روح البیان مطبوعہ بہاولپور جلد ۷ صفحہ ۵۳ پر نقل کرتے ہیں کہ ساتھی کوثر ﷺ جب سدرۃ سے آگے بڑھے تو فرمایا یا جبرائیل هل لك حاجة الي ربك اے جبرائیل علیہ السلام رب کی طرف کوئی حاجت ہو تو بتاؤ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ تعالیٰ عزوجل سے میرے لیے یہ سوال کریں کہ قیامت کے دن آپ کی امت جب پل صراط سے گزرنے لگے تو میں ان کے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھا دوں تاکہ وہ آسانی سے گزر جائیں۔

حضرات ذی وقار! اندازہ فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے متذکرہ شعر میں اس کا ترجمہ کتنے سلیقے سے فرمایا ہے اسی عنوان پر اعلیٰ حضرت کے نور بار قلم کا ایک اور شاہکار دیکھیے۔

پل سے گزارو راہ گزر کو خبر نہ ہو جبرائیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو اے میرے آقا ﷺ! جہاں آپ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں وہاں پر یہ

بھی احسان اپنی امت پر فرما دیں کہ جب روز قیامت آپ کی امت پل صراط سے گزرنے لگے تو آپ کی مدد شامل حال ہو جائے اور امت ایسے آسانی کے ساتھ اس بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز پل سے گزر جائے کہ پل کو بھی خبر نہ ہو کہ کوئی مجھ پر ہے یا نہیں اور جب جبرائیل امین علیہ السلام اپنی تمنا پوری کرنے کے لئے آپ کی امت کے قدموں کے نیچے پل صراط پہ پر بچھائیں تو ان کے پر کو بھی پتہ نہ چلے تاکہ نہ پل کا کوئی احسان ہم پہ ہو اور نہ ہی پر جبرائیل علیہ السلام کے احسان مند ہوں۔ صرف آپ کے چاہنے والے اور آپ ہی کے احسانات سے ہماری گردن جھکی رہے کیونکہ ہمارے لیے تو سب کچھ آپ ہی ہیں ہم نے جبرائیل علیہ السلام کو بھی آپ کے ذریعے سے پہچانا ہے بلکہ آپ نہ بتاتے تو ہمیں خدا کا بھی کیسے پتہ چلتا۔

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت پر لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں



وردیا بولتے ہیں ہر کارے پہر دیتے سوار پھرتے ہیں  
سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں ہر وقت فرشتوں کا ہجوم رہتا ہے کہ ہر کسی کے ذمے  
کوئی نہ کوئی خدمت ہے اور لاکھوں روضہ کے گرد چکر لگا رہے ہیں اور کئی فرشتے آپ کے  
دروازے پر حاضر ہو کر ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی کا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں  
اور کئی ملائکہ آپ کے شہر کا پہرہ دے رہے ہیں ان میں پیدل بھی ہیں اور سوار بھی۔

اسرئی میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے  
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں  
حضور ساقی کوثر ﷺ جب فرشتوں (جو آپ کے استقبال کے لئے سدرۃ المنتہی  
کے پاس جمع تھے تاکہ حضور علیہ السلام کا استقبال بھی کریں اور جو آج تک زیارت سے  
مشرف نہیں ہو سکے وہ بھی زیارت کر لیں) کی جماعت کے پاس سے گزرے تو تمام  
فرشتوں نے جھنڈوں کو جھکا کر سلامی پیش کی اور احلا و سہلا مرحبا کا ترانہ گایا۔

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری  
ملک و جن بشر حور پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں  
اے تاجدار عرب و عجم ﷺ اصل حکومت تو آپ ہی کی ہے کیونکہ کائنات کی  
ساری بہاریں آپ ہی کے دم قدم سے ہیں اور آخرت کی ساری رونقیں آپ ہی کی  
شفاعت کبریٰ کے طفیل ہیں یہی وجہ ہے کہ فرشتے ہوں یا جن جننت کی حوریں ہوں یا  
پریاں سب آپ کے قدموں پہ جان قربان کرتے ہیں فرشتوں کی جان ثاری ملاحظہ کرنی  
ہو تو غزوہ بدر کے حالات تفصیل سے پڑھے جائیں اور جنوں کی فداکاری کا مطالعہ کرنا ہو تو  
سورۃ جن کا پہلا رکوع اور سورۃ احقاف کا آخری رکوع مع تفسیر پڑھا جائے۔

کلیں کرتے ہیں تعظیم میری فدا کے تم پر یہ عزت ملی ہے  
اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کی غلامی کے طفیل مجھے یہ عزت  
دیا فرمائی ہے کہ قبر میں دوسروں کو ڈانٹ کر سوال کرنے والے فرشتے منکر نکیر میرے

سامنے جب آئے تو (حضور کی میری قبر میں آمد کی وجہ سے) حضور علیہ السلام کے غلام کی  
بھی تعظیم ہونے لگی یعنی فرشتے میرا حیا کریں کہ غلام اپنے آقا کے دامن گرم میں پناہ لئے  
ہوئے ہے۔

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاد  
بتا دو آکر میرے پیغمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے  
قبر میں منکر نکیر حساب لینے کے لئے آئے کھڑے ہیں اس وقت نہ کوئی حامی  
ہے نہ کوئی مددگار ہے اے میرے آقا ﷺ تشریف لا کر مجھے ان کے جواب دینے کی تلقین  
فرما کیونکہ ان کے جواب دینے میں سخت مشکل درپیش ہے۔ اس شعر میں امام اہلسنت رحمۃ  
اللہ علیہ نے ہر کسی کو ہمت بندھوائی ہے کہ قبر میں نکیرین کا آنا حق ہے لیکن حبیب خدا ﷺ  
اور اولیائے کرام سے عقیدت مضبوط کر لو تو پھر ایسے مسلمان کے لئے معاملہ آسان ہے۔

تیرے در کا دریاں ہے جبریل اعظم تیرا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے  
اے میرے عظمت والے نبی ﷺ آپ کی کون کون سی شان بیان کی جائے سید  
الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے در کا دریاں ہے اور ہر نبی نے اپنے اپنے دور  
میں اپنی اپنی امت کے سامنے اور مسجد اقصیٰ میں ہر نبی نے تمام رسولوں کے سامنے جبریل  
امین علیہ السلام اور خود آپ کی موجودگی میں آپ کی شان کے خطبے پڑھے ہیں بعض نبیوں  
کا حضور ﷺ کی شان میں بیان آج بھی قرآن میں چمک رہا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ  
السلام نے فرمایا و مبشرا برسول یاتنی من بعد اسمہ احمد (الصف) حضرت ابراہیم  
علیہ السلام نے دُعا کی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا (البقرہ) حضور علیہ السلام نے فرمایا  
دَعْوَةُ اِبْرَاهِيمَ وَبَشَارَةُ عِيسَىٰ میں ابراہیم کی دُعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

چھائے ملائکہ ہیں لگا تار ہے درود بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش درود کی ہے  
مزار پر ستر ہزار فرشتے ہر وقت حاضر رہ کر سلوۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں۔  
ستر ہزار صبح آتے ہیں عصر تک رہتے ہیں اور عصر کے وقت یہ بدل دیے جاتے ہیں اور ستر



ہزار دوسرے آجاتے ہیں وہ صبح تک رہتے ہیں یوں ہی قیامت تک یہ بدلی ہوگی جو ایک بار آئے وہ دوبارہ نہ آئیں گے کہ منظور سب ملائکہ کو یہاں کی حاضری سے مشرف فرمانا ہے۔ اگر یہ تبدیل نہ ہوتے تو کروڑوں محروم رہ جاتے۔

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام یوں بندگی زلف و رخ آٹھو پہر کی ہے گنبد خضرا کی حاضری کے لئے ستر ہزار ملائکہ صبح اور ستر ہزار شام کو حاضری دیتے ہیں یونہی ساقی کوثر علیہ السلام کی زلف خمرین اور رخ اطہر کی زیارت میں آٹھو پہر بسر ہوتے ہیں۔

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے ان ستر ہزار میں سے جو بھی ایک بار حاضر ہوا پھر ان میں سے کوئی ایک بھی قیامت تک حاضر نہ ہو سکے گا اس لئے کہ انہیں اللہ عز و جل کی طرف سے رخصت ہی صرف اس قدر نصیب ہوئی ہے۔

ترپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے تبدیلی کے وقت جانے والے فرشتے فراق محبوب علیہ السلام میں تڑپتے ہیں کہ پھر ہماری حاضری کہاں نصیب اور حکم کے بغیر مجال ہے کہ کوئی پرندہ پر بلائے یعنی کوئی فرشتہ حکم کے بغیر نہیں جاسکتا۔

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے ان معصوم فرشتوں کو ساری عمر (حالانکہ ان کی عمر بھی بہت لمبی ہوتی ہے) میں صرف ایک بار مدینہ شریف روضہ انور پہ حاضر ہونے کی اجازت ہے اور ایک ہم گناہ گار ہیں کہ (عمر قصر ہونے کے باوجود) ساری زندگی بھی پڑے رہیں تو کوئی پرواہ نہیں نہ ہی کوئی روکنے والا ہے بلکہ عام اجازت ہے۔

چند برس قبل مسجد نبوی علیہ السلام کے منتظمین نے خواتین کے ساتھ بچوں کو اندر جانے سے روک دیا تھا چھوٹے بچوں کی مانیں مشکل میں گرفتار ہو گئیں کہ وہ بچوں کو کس

کے سپرد کر کے آئیں جبکہ ان کی اکثریت مسافروں کی ہوتی ہے وجہ یہ بتائی گئی کہ بچے مسجد کے خواتین والے حصے میں بچھے ہوئے قالینوں کو خراب کر دیتے ہیں خواب میں کسی کو رحمۃ اللعالمین علیہ السلام نے فرمایا ان سے کہو اپنے قالین اٹھالیں اور میری امت کے بچوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکیں بچوں سے مدنی کریم علیہ السلام کی محبت مشہور ہے جب مختلف لوگوں کو دو تین مرتبہ خواب میں یہ ہدایت ملی تو کسی نے ہمت کر کے یہ بات متعلقہ لوگوں تک پہنچادی جس کے بعد بچوں کا داخلہ شروع کر دیا گیا پتہ چلا کہ ہم جیسے عاصی کو حاضری سے کوئی روک نہیں سکتا لیکن ملائکہ کو عمر میں صرف ایک بار حاضری کی اجازت ہے (سیرت النبی بعد از وصال نبی)

غبار بن کے ثار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے ہم اپنے آقا علیہ السلام کی رہ گزر پر قربان ہو جائیں لیکن اب وہ راستہ ہمارے ہاتھ کیسے لگے شب معراج جس راستہ سے حضور علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے اور اس راہ پر ہمارے دل بچھے ہوئے تھے نہ صرف ہمارے دل بلکہ حوران جنت نے اپنی آنکھیں فرش راہ کی ہوئی تھیں اور نورانی فرشتوں نے اس راہ پہ اپنے نوری پروں کو بچھایا ہوا تھا۔

خدا ہی صبر دے جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم جب ان کو جہرمت میں لے کر قدسی جنات کا دولہا بنا رہے تھے اے دیدار مصطفیٰ علیہ السلام کے لئے تڑپ تڑپ کر بندھاں اور ہجر و فراق رسول علیہ السلام غموں سے بھری ہوئی میری آنکھوں کی ماری جان! اللہ عز و جل تجھے صبر کی دولت سے مالا مال فرمائے میں تجھے وہ منظر کیسے دکھا سکتا ہوں (تو تو پہلے ہی کمزور ہے کہیں تیری جان ہی نہ نکل جائے) جب شب معراج ساقی کوثر علیہ السلام کو فرشتوں کی مقدس جماعت میرے آقا علیہ السلام پر ہجوم کیے ہوئے تھی اور آپ کو ساری جنتوں کا دولہا بنا رہی تھی تیرے اندر دیکھنے کی



تو کیا سننے کی بھی طاقت نہیں ہے۔

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہو ابھی دامن کی پھر نہ پائی

سواری دولہا کی دور بچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

فرشتوں پر آپ کی ذرا سی جھلک تو پڑی مگر وہ فرشتے آپ کے دامن مبارک کی ہوا کو نہ پاسکے اس لئے کہ معراج کے دولہا کی سواری بہت آگے چلی گئی تھی براتی ہوش و خرد کھو چکے تھے ان کے ہوش ہی گم ہو گئے تھے وہ تو کہہ رہے تھے ”اگر ایک سرموئے برتر فروغ جلی بسوزد پریم“ اگر میں بال کی نوک کے برابر بھی آگے چلا جاؤں تو رب کی تجلی و جلال سے میرے پد جل جائیں۔

تھکے تھے روح الامین کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو

رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے دلوں تھے

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے بازو تھک گئے اُڑنے کے قابل نہیں رہے تھے اور دامن مصطفیٰ ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پہلوئے سرکار میں چلنے کی سکت نہیں رہی تو براق کی لگام ہاتھ سے چھوٹ گئی قرب رب کی امید ٹوٹ گئی ہائے افسوس ارمانوں کا خون ہو گیا جہاں جوش و خروش کا بڑا غل غبارہ تھا اب وہاں یاس و حسرت تھی۔

فرشتے خُدم رسول حشمِ تمام ام غلامِ کرم

وجود و عدم حدود و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لیے

اے میرے پیارے نبی ﷺ! فرشتے آپ کے خدمت گزار ہیں انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام آپ کے خیر خواہ ہیں (جیسا کہ آیہ یشاق سے ظاہر ہے لئوسمن بہ ولنصرنہ ”اے نبیو! تم ضرور ضرور میرے حبیب پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا) تمام امتیں آپ کے کرم کی بھکاری اور نوکر ہیں وجود ہو یا عدم عالمِ حدوث ہو یا قدم ان سب کی جلوہ سامانیاں آپ کی ذات بابرکات کے طفیل ہیں۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو

یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

پھر لوٹ آئے آستانہ اعلیٰ حضرت پر اور مدحت مصطفیٰ ﷺ کا لطف اٹھائیے فرماتے ہیں۔

تمہارے وصف جمال و کمال میں محال ہے کہ محال و ساغ لے کے چلے یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اوصاف و کمالات تو نہ ختم ہونے والے ہیں جبریل علیہ السلام بھی اگر اپنی نوری زبان سے بیان کرنا چاہے تو کماحقہ نہ بیان کر سکے گا بلکہ بے تکلف ہو کر روانی سے آپ کی تعریف بولنے کی محال بھی نہ ہو۔

خضر دلی کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں

روحِ قدس سے پوچھیے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

معراج النبی ﷺ ایک ایسا راز ہے جو ہر کسی کے لئے راز ہی رہا چاہے کوئی کتنی عقل والا ہو اس کی عقل اس راز کو سمجھنے میں حیران ہے ہاں ایک عقل والا ایسا ہے کہ جس کو فرشتوں کا سردار ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور اس سفر میں وہ آپ کا مسافر بھی تھا اس سے جا کر پوچھتے ہیں کہ اس راز سے آپ ہی پردہ اٹھائیں اگر کچھ دیکھا نہیں تو سنا تو ہوگا کئی سنائی بات ہی بتا دو وہ بھی یہ کہہ کر چپ ہو گئے کہ بس اتنا جانتا ہوں کہ آپ ایسے نور کے جلووں میں ہو گئے کہ اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی کی جانب ادھر گئے تھے اور میں نے حیرت کی نگاہوں سے اس محبوب رب غفار کی طرف دیکھا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ قرب مجھے ہی حاصل ہے کیونکہ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا صحابی کتبِ سماویہ کا حافظ بیت المعور کا خطیب فرشتوں کا سردار ہوں مگر آج معلوم کہ ماہِ عرب کے جلوے بہت اونچے نکل گئے۔

جب اس راز کا پردہ جبریل علیہ السلام بھی نہ اٹھا سکے تو اس راز کی چند جھلکیاں ساقی کوثر ﷺ نے خود بیان فرمائیں مثلاً آپ نے فرمایا کہ ایک مقام پہ مجھے کچھ وحشت



ہوئی تو مجھے آواز آئی قف یا محمد ان ربك یصلی ٹھہر جایا رہے تیرا رب تجھ پر صلوة بھیج رہا ہے۔ ایک مقام ایسا بھی آیا کہ مجھے ندا آئی ادن سنی یا خبر الریہ ادن احمد ادن یا محمد ”اے مخلوق میں بہتر میرے قریب آ اے میرے احمد و محمد ﷺ میرے قریب آ“۔ میرے رب نے دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا علمت فی السموت والارض ”میں زمین و آسمان کے تمام علوم جان گیا“۔

واصف علی و اصف مرحوم نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

آج کی رات ہے بحیثیل عروج آدم حسن تخلیق پہ نازاں ہے خدا آج کی رات شوق دیدار کی کیا بات ہے اللہ اللہ درمیان مہم کا پردہ بھی نہیں آج کی رات جانے والا اسے سمجھے یا بلانے والا کوئی اس راز کا ہمراز نہیں آج کی رات امام عشق و محبت حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

شان خدا نہ ساتھ دے ان کے خرام کا وہ باز سدرہ سے تازمین جسے نرم سی اک اڑان ہے اللہ عزوجل کی شان دیکھئے کہ حضور کی ناز و انداز والی رفتار کا ساتھ دینے کی سدرۃ المنتہی کے شہباز حضرت جبرئیل علیہ السلام میں بھی طاقت نہ رہی کہ آپ کے ساتھ جاسکتا اور پھر یہ تو محبوب کی برکت سے ان کی سواری کی اڑان و پرواز و رفتار تھی کہ سدرہ سے لے کر زمین تک جس فرشتے کی معمولی سی پرواز ہے وہ حضور علیہ السلام کی پرواز کے سامنے بلکہ آپ کی برکت سے آپ کی سواری کی پرواز کے سامنے بے بس نظر آ رہا ہے تو حضور علیہ السلام کی اپنی پرواز کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

نہ جن و بشر کہ آٹھ پہر ملائکہ در پہ بستہ کمر

نہ جبہ و سر کہ قلب و جگر ہیں سجدہ کنان تمہارے لیے

اے غلامان مصطفیٰ ﷺ ذرا اپنے آقا و مولیٰ کے در پاک کی شان تو دیکھو نہ صرف جن اور انسان بلکہ چوبیس گھنٹے فرشتے (کم از کم ستر ہزار کی تعداد میں آپ کے در اقدس پہ خدمت کے لئے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور پیشانی و سر سے نہیں بلکہ دل و جان سے آپ

ﷺ کے لئے جھک رہے ہیں اپنے پروں کو قبر انور سے مل رہے ہیں اور یہ ڈیوٹی صبح و شام بدلی جاتی ہے کیونکہ ایک ہی حاضری میں ان کے دامن کو ان کے کرم سے بھر دیا جاتا ہے۔

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح میں کوئی بھی کہیں

خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

شب معراج جو راز کی باتیں اے میرے آقا ﷺ آپ کو بتائی گئیں ان کی جبریل علیہ السلام کو کیا خبر (وہ سدرہ پر رہ گیا) عرش بریں کو کیا پتہ (وہ تو پاؤں کے نیچے رہ گیا) لوح محفوظ کو کیا معلوم الغرض خدا جانے یا اس کا پیارا مصطفیٰ ﷺ جانے اس کے علاوہ ازل کی پوشیدہ رموز کا کھلنا کسی کو معلوم نہیں کیونکہ یہ صرف آپ کے لئے کھولی گئی تھیں اور جس پر بھی یہ راز کھلے آپ کے کھولنے سے ہی کھلے۔

جھکا تھا مجھے کو عرش اعلیٰ گرے سجدے میں بزم بالا

یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

شب معراج عرش معلیٰ جھک کر سلامی دے رہا تھا اور ملائع اعلیٰ کے فرشتے سجدہ شکر بجالا رہے تھے (کہ یا اللہ عزوجل تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں گھر بیٹھے ہی اپنے محبوب کا دیدار کرا دیا ہے) اور جو نبی ساقی کو شرف ﷺ عرش معلیٰ پر جلوہ گر ہوئے تو عرش آپ کے مبارک تلوں کو آنکھوں سے ملنے لگا اور ملائع اعلیٰ کے فرشتے آپ کے ارد گرد بٹار ہونے لگے۔

گلشن طیبہ میں طائر سدرہ کا آشیاں آشیاں آشیاں ہو گیا اے میرے آقا ﷺ آپ کی بارگاہ کے پاک نظارے جبرئیل امین کو اس قدر پسند آئے کہ اس نے بھی آپ کی بارگاہ کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنا لیا کہ باقی نبیوں کے پاس

دو، دو چار، چار مرتبہ آیا اور آپ کے پاس چوبیس ہزار مرتبہ:

بے لقاے باران کو چمین آجاتا اگر بار بار نہ آتے یوں جبرئیل سدرہ چھوڑ کر

قارئین ذی وقار آخر میں صحیفہ ازل یعنی اسلام کے چند اشعار مع ترجمہ و مفہوم

پیش خدمت ہیں۔

طائران قدس جن کی ہیں قمریاں اسی سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام



فرشتے حضور علیہ السلام پر قمریوں کی طرح درود و نعت خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے ہیں اس مقبول سیدھے خوبصورت قد و قامت والے آقا ﷺ پر لاکھوں سلام نازل ہوں سرخرو دہلی شکل کا ایک خوبصورت درخت ہوتا ہے جس پر قمریوں اکثر چھبھاتی نغمہ سرائی کرتی ہیں۔

امام اہلسنت نے آپ کے قد مبارک کو اس سے تشبیہ دی ہے۔

جس میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں اس سرادق کی عظمت پہ لاکھوں سلام یہ امہات المؤمنین خصوصاً صدیقہ کائنات رضی اللہ عنہا کے حجرہ انور کا مقام بیان ہو رہا ہے کہ اس کا اتنا تقدس کہ اللہ عزوجل کے مقرب فرشتے اجازت لئے بغیر داخل نہیں ہوتے۔ جب آئے باقاعدہ سلام اور دستک دیتے اگر اجازت مل جاتی تو داخل ہو جاتے ورنہ کھڑے رہتے۔

مجھ سے خدمت کے قدی کہیں ہاں رضا مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام رب العالمین کی تسبیح و تہلیل کرنے والے فرشتے مجھ سے قیامت کے دن کہیں گے۔ اے احمد رضا رحمہ اللہ دنیا میں ان پر سلام پڑھا کرتے تھے مگر سلام پڑھنے کا تو موقع اب ہے۔ محبوب سامنے ہے دیدار سے بہرہ ور ہو رہے ہیں تو سب مل کر پڑھو ”مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام“ اس سے بہتر اور کونسا وقت آئے گا۔

اعلیٰ حضرت کے قلب و جگر میں کتنا ادب و احترام ہے جناب رسالت مآب ﷺ کا کہ بات شروع بھی مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام سے کی اور ختم بھی انہی کلمات پر کی ابتدائی مصرعہ بھی یہی اور آخری مطبوعہ بھی یہی ہے جب اول و آخر درود و سلام ہے جو مقبول ہے تو درمیانی حصہ از خود مقبول ہوگا اعلیٰ حضرت کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ عالم اسلام کے گوشے گوشے میں لوگ انہی الفاظ میں سلام عرض کرتے ہیں جو اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمائی تو جو ثواب و اجر ان پڑھنے والوں کو نصیب ہے اسی طرح اعلیٰ حضرت کے درجات میں بھی بلندی ہو رہی ہے اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ ساقی کوثر ﷺ کی خدمت میں اپنے دور کے سب سے زیادہ سلام عرض کرنے والے اعلیٰ حضرت ہی ہیں۔

## قادیانیت

حضرت علامہ اقبالؒ کی نظر میں

”احمدی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔“

علامہ اقبالؒ کا خط پنڈت جواہر لال نہرو کے نام

لاہور

۲۱ جون ۱۹۳۲ء

میرے محترم پنڈت جواہر لال نہرو

آپ کے خط کا جو مجھے کل ملا، بہت بہت شکریہ۔ جب میں نے آپ کے مقالات کا جواب لکھا تب مجھے اس بات کا یقین تھا کہ احمدیت کی سیاسی روش کا آپ کو کوئی اندازہ نہیں ہے، دراصل جس خیال نے خاص طور پر مجھے آپ کے مقالات کا جواب لکھنے پر آمادہ کیا، وہ یہ تھا کہ میں دکھاؤں، علی الخصوص آپ کو کہ مسلمانوں کی وفاداری کیونکہ پیدا ہوئی اور بالآخر کیونکہ اُس نے اپنے لیے احمدیت میں ایک الہامی بنیاد پائی۔ جب میرا مقالہ شائع ہو چکا تب بڑی حیرت و استعجاب کے ساتھ مجھے یہ معلوم ہوا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی ان تاریخی اسباب کا کوئی علم نہیں ہے جنہوں نے احمدیت کی تعلیمات کو ایک خاص قالب میں ڈھالا۔ مزید برآں پنجاب اور دوسری جگہوں میں آپ کے مقالات پڑھ کر آپ کے مسلمان عقیدت مند خاصے پریشان ہوئے۔ اُن کو یہ خیال گزرا کہ احمدی تحریک سے آپ کو ہمدردی ہے اور یہ اس سبب سے ہوا کہ آپ کے مقالات نے، احمدیوں میں مسرت و انبساط کی ایک لہری دوڑادی۔ آپ کی نسبت اس غلط فہمی کے پھیلانے کا ذمہ دار بڑی حد تک احمدی پریس تھا۔ بہر حال مجھے خوشی



ہے کہ میرا تاثر غلط ثابت ہوا۔ مجھ کو خود دینیات سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ مگر احمدیوں سے خود انہی کے دائرہ فکر میں نپٹنے کی غرض سے مجھے بھی "دینیات" سے کسی قدر رچی بھلانا پڑا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے یہ مقالہ اسلام اور ہندوستان کے ساتھ بہترین نیتوں اور نیک ترین ارادوں میں ڈوب کر لکھا۔ میں اس باب میں کوئی شک و شبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ "احمدی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں"۔

لاہور میں آپ سے ملنے کا جو موقعہ میں نے کھویا، اس کا سخت افسوس ہے۔ میں ان دنوں بہت بیمار تھا اور اپنے کمرے سے باہر نہیں جاسکتا تھا۔ مسلسل اور بہیم علامت کے سبب میں عملاً عزلت گزری ہوں اور تنہائی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ آپ مجھے ضرور مطلع فرمائیں کہ آپ پھر پنجاب کب تشریف لارہے ہیں۔ شہری آزادیوں کی انجمن کے بارے میں آپ کی کیا تجویز ہے۔ اس سے متعلق میرا خط آپ کو ملایا نہیں؟ چونکہ آپ اپنے خط میں اس خط کی رسید نہیں لکھتے، اس لیے مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ یہ خط آپ کو ملا ہی نہیں۔

آپ مخلص:  
محمد امجد

"مندرجہ بالا خط مکتبہ جامعہ لپیڈنی دہلی کی کتاب" کچھ پرانے خط "حصہ اول مرتبہ جواہر لال نہرو مترجمہ التحریری ایم اے ایل ایل بی بی صفحہ نمبر ۲۹۳ سے نقل کیا گیا۔"

## خلیفہ و تلمیذ مجدد اسلام حضرت سید پیر فتح علی شاہ گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر..... محمود احمد قادری (سیالکوٹ)

میرے نانا جی عزیز محمد رحمہ اللہ اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی اور شب بیدار بزرگ تھے آپ کا مزار مبارک جامع مسجد روال تحصیل سیالکوٹ میں واقع ہے آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے اور کمال یہ ہے کہ کوئی شاگرد یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے مجھ سے کبھی ایک پائی بھی لی ہو۔ حلال حرام کا خیال بہت زیادہ رکھتے تھے جس کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ اپنے پوتے کو ایندھن کے لیے لکڑیاں خریدنے کا فرمایا جب پوتا گھر سے جانے لگا واپس بلا کر فرمایا جس سے لکڑیاں خریدو گے اس سے دریافت کر لینا کہیں جنگل سے چوری کاٹ کر نہ لایا ہو پوتے نے کہا پھر کیا ہوا اگر وہ جنگل سے بھی لایا ہو ہم نے تو رقم دے کر خرید کرنی ہیں اس پر میرے نانا جی مرحوم و مغفور نے ارشاد فرمایا کیا بکرے کی بجائے کتے کا گوشت اگر رقم دے کر خرید لیا جائے تو حلال ہو جائے گا۔ آپ کے بیرومرشد سید فتح علی شاہ گیلانی رحمہ اللہ اپنے وقت کے فقید المثال عالم دین اور ولی کامل تھے پیر فتح علی شاہ رحمہ اللہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کے شاگرد اور خلیفہ تھے اور اکثر اپنی بیعت اور شاگردی کا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ میری عمر تیس برس سے زیادہ تھی خاندان سادات کا ایک فرد تھا اور گھریلو ماحول انتہائی مذہبی تھا جس کی وجہ سے میرا طبعی رجحان بھی دین مصطفیٰ ﷺ کی طرف تھا مجھے شوق ہوا کہ کسی ولی کامل کے ہاتھوں میں ہاتھ دوں تاکہ روحانی سفر اچھے انداز سے طے کر سکوں اس پریشانی اور تفکر میں کئی روز گزر گئے خیال آیا کیوں نہ اپنے جد امجد سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے رہنمائی حاصل کروں اس کے بعد میں نے اپنی العجا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں پیش کی اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا ایک روز خواب میں سیدنا



حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے فرمایا بیٹے بریلی چلے جاؤ اور ”احمد رضا“ سے علم دین پڑھو۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں چند روز بعد بریلی شریف چلا گیا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی۔ کچھ عرض کرنے کا موقع ہی نہ آیا یوں محسوس ہوا جیسے پہلے ہی آپ کو سب معاملات کا علم ہو یا یوں کہیے کہ گویا آپ انتظار فرما رہے تھے مجھے درجہ اولیٰ میں داخل کروا دیا گیا الحمد للہ مجھے بریلی شریف میں کتاب الصرف اور کریما سعدی سے دورہ حدیث تک تمام کتب پڑھنے کا موقع ملا اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے دستار فضیلت اور سند عطا فرمائی شاہ صاحب فرماتے تھے میں نے عرض کی حضور مجھے بیعت کر کے اپنے حلقہ ارادت میں شامل فرمالیں میں نے کافی کوشش کی مگر ایک ہی جواب تھا آپ خاندان رسالت کے چشم و چراغ ہیں ایک روز میں نے موقع پا کر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگاتے ہوئے عرض کی حضور ایک سید کا بیٹا آپ کی منت کرتے ہوئے عرض گزار ہے کہ مجھے بیعت کر لیں میری بگڑی بن گئی آپ نے بیعت کر لیا اور ساتھ ہی خلافت سے نوازتے ہوئے ارشاد فرمایا ”شاہ صاحب! سر کاہی علیہ السلام کے دین کی تبلیغ کرو اس ارشاد کی تعمیل میں آپ سیالکوٹ آگئے اور دین کی تبلیغ شروع کر دی اور مشن مصطفیٰ علیہ السلام کو خوب نبھایا۔ ۱۹ جنوری ۱۹۵۹ء کو تقریباً ۷۰ برس کی عمر میں آپ کا وصال سیالکوٹ سے ملحقہ گاؤں کھروہ سیداں میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک اسی گاؤں کی ایک چھوٹی سی مسجد کے ساتھ آج بھی مرجع خلائق ہے چند سال قبل مولانا محمد الیاس قادری امیر دعوت اسلامی بھی آپ کے مزار پر حاضری کے لئے تشریف لاتے تھے آپ کا عرس ہر سال ۱۹ جنوری کو ہوتا ہے۔

حضرت شاہ صاحب کو حضرت مولانا محمد امجد علی قادری رضوی مصنف بہار شریعت، حضرت سفیر اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمہ اللہ فیصل آبادی، قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ سے عشق کی حد تک محبت تھی۔ وعظ و نصیحت کی مجلسوں میں ان کا اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے۔ مولانا نبی بخش حلوانی رحمہ اللہ کی تفسیر نبوی اپنے ملنے والوں کو پڑھنے کا فرمایا کرتے تھے۔

## حضرت مولانا پیر محمد حسین پرسوری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر: صاحبزادہ کاشف رحمن

برصغیر پاک و ہند میں اولیاء کرام اور علماء کرام کی تبلیغی کوششوں اور مساعی سے کون واقف نہیں؟ ان بزرگان دین نے اپنی تمام حیات اللہ اور اس کے محبوب رسول تاجدار مدینہ سرور قلب و سینہ احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے دین اور نظام حیات کو نافذ کرنے اور بندگان خدا کو راہ حق کی طرف بلانے میں صرف کی ان ہی پاک ہستیوں اور بزرگوں میں ایک محترم بزرگ ہستی اور ولی کامل مولانا پیر محمد حسین پرسوری نقشبندی ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ضلع سیالکوٹ کی تحصیل پرسور میں نہایت ہی قابل فخر اور علم و دانش سے مالا مال گھرانے میں ۱۸۷۰ء میں ہوئی۔ آپ کے بزرگوں میں حکیم فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ جو مغل بادشاہ شاہجہان کے وزیر اور شاہی حکیم تھے اور حکیم صاحب کی نسل سے پرسور شہر کو علمی دنیا میں متعارف کروانے والے مشہور شاعر دل محمد دلشاد پرسوری رحمۃ اللہ علیہ نے جنم لیا۔ دلشاد پرسوری رحمۃ اللہ علیہ کے اردو کلام کا ذکر حافظ محمود شیرانی نے اپنی مشہور کتاب ”پنجاب میں اردو“ میں کیا ہے مگر آپ کا اصلی کلام فارسی کا ہے۔ دلشاد پرسوری رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی کلام دانش گاہ پنجاب کے نصاب میں شامل ہے۔ حضرت مولانا پرسوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہر لمحہ عشق رسول پاک ﷺ میں گزرا اور وہ ہر ہر ادا سنت رسول پاک ﷺ کے تابع گزارنے کے متہنی رہے۔ والد گرامی آپ کی پیدائش سے اٹھارہ دن پہلے رحلت فرما چکے تھے اور تقریباً سال بھر کی عمر مبارک میں والدہ ماجدہ بھی جہان فانی سے رخصت ہو گئیں۔ آپ کے بھائی مولانا نور احمد امرتسری رحمۃ اللہ علیہ حاتی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ نے پنجاب اور غفل کالج لاہور سے عربی میں فاضل کیا۔ چونکہ فطری طور پر آپ کا میلان دین کی طرف تھا اس لئے آپ نے تمام علوم دین پر خصوصی دسترس حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے دینی تعلیم و تبلیغ کا اہتمام کیا



اور پسرور کی شاہی مسجد کے خطیب اور مدرس قرآن و حدیث کے فرائض انجام دیئے اس کے ساتھ حضرت مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن تبلیغ اسلام پسرور قائم کی اور انجمن کے پلیٹ فارم سے دین کی تبلیغ کا کام شروع کیا اس انجمن کے خصوصی اہداف میں آریہ سماج اور مرزائی شامل تھے۔ آپ ”انجمن تبلیغ اسلام چونڈہ“ کے سالانہ جلسوں میں بھی شامل ہوتے آپ اپنے ساتھ مشہور اہل حدیث عالم دین مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کو بھی لے جاتے..... آپ اتحاد بین المسلمین کے بڑے داعی تھے۔ انجمن کے تبلیغی کاموں اور ان کے اثرات کا اندازہ مسٹر گاندھی کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے اگر ایسی چند اور انجمنیں وجود میں آگئیں تو ہندوستان میں کوئی بھی ہندو نظر نہیں آئے گا۔

(بقائع سیالکوٹ اور روزنامہ پنجائیت ۱۹۳۳-۱۰-۷)

آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ عقیدت مندوں کو وظائف کی کثرت نہیں بتایا کرتے تھے بلکہ صرف دینی مسائل سمجھاتے دین کے ضروری نکات واضح کرتے اور فرائض کو درست اور صحیح انداز میں ادا کرنے کی ترغیب دیتے۔ قرآن پاک کو درست تلفظ کے ساتھ یاد کرنے کی تلقین کرتے اور محبت رسول ﷺ تو آپ کی زندگی کا ایک لازمی جزو تھا۔

بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ جو ”سلطان العارفین“ کے لقب سے مشہور تھے اور بابا جی خواجہ فقیر محمد چوہدری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد سے حد درجہ محبت تھی۔ اُن کا روحانی تعلق سلطان العارفین حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ سے چار سال کی عمر میں ہو گیا تھا اس وقت کے اکثر و بیشتر علماء اور مشائخ و صوفیاء کرام اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ مولانا پسروری مادرِ زاد ولی تھے۔ آپ روزانہ اپنے مرشد پاک کے پاس پسرور سے سیالکوٹ رینگپورہ حاضری دیتے اور یہ سلسلہ سالہا سال تک سے جاری تھا۔ جب سلطان العارفین حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پردہ فرمانے کا وقت نزدیک آیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارا ختم شریف کون دلائے گا تو بابا جی مولانا پسروری علیہ نے عرض

کیا کہ میں آپ کا بیٹا ہوں واضح رہے کہ حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نہ تھی اس کے بعد بابا جی مولانا پسروری نے اپنی بقیہ تمام حیات اس فرض کو بطریق احسن ادا کیا۔ سلطان العارفین حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ۹ شعبان ۱۳۱۳ھ کو وصال فرمایا اور پھر حضرات پیر جماعت علی شاہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ، پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دین کی موجودگی میں حضرت خواجہ خواجگان بابا جی فقیر محمد چورای رحمۃ اللہ علیہ نے بابا جی مولانا پسروری کی دستار بندی کی اور ساتھ ہی فرقۂ خلافت سے نوازا، امیر آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رنگپورہ شریف (سیالکوٹ) ہونے کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ آج سے میرے دو بیٹوں (حضرات جماعت علی شاہ صاحبان امیر ملت و لاثانی) کے بعد میرے تیسرے بیٹے مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ کا سبق دیں گے اور دین کی خدمت کریں گے یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان بابا جی فقیر محمد چورای رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا پسروری کو اپنا بیٹا قرار دیا تھا۔ حضرت مولانا پسروری کو خود بھی بابا جی فقیر محمد چورای رحمۃ اللہ علیہ سے حد درجہ محبت و عقیدت تھی اور بابا جی فقیر محمد چورای رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ سے خصوصی پیار اور لگاؤ تھا اور اکثر ایسا ہوتا کہ کسی سائل کو کوئی دینی مسئلہ کے متعلق یا فتویٰ کے بارے میں استفسار کرنا ہوتا تو بابا جی فقیر محمد چورای رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلفاء امیر ملت و شاہ لاثانی اور حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہم کی موجودگی کے باوجود مولانا پسروری کو ارشاد فرماتے کہ آپ تفصیلی جواب دیں تاکہ کسی شک کی گنجائش نہ رہے اور اکثر بیشتر بابا جی فقیر محمد چورای رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ”میرے تمام عزیزوں میں سے مولانا پسروری جس روحانی مقام پر کھڑے ہیں وہ قطب الاقطاب سے کم نہیں اور یہ ہر کسی کے نہ تو ہیں میں ہے اور نہ ہی قسمت میں۔“

ایک اور واقعہ جو کچھ اس طرح ہے کہ حضور خولہ خواجگان باباجی فقیر محمد پورابی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلفاء اور کچھ مریدین کے ساتھ تشریف فرما تھے جن میں امیر ملت و حضرت شاہ لاٹانی عافۃ عبدالکریم شامل تھے۔

لگ بھگ ۱۹۲۲ یا ۱۹۲۳ء کے درمیان پایا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کو حج و



زیارت کے سفر میں ایسی سعادت نصیب ہوئی کہ زمانہ رشک کرتا ہے جب بابا جی مولانا پسروری حج و زیارات کے لئے حاضر ہوئے تو ان دنوں جنگ عظیم اول کی وجہ سے حالات خراب تھے اور روضہ رسول ﷺ پر خدام کی تعداد خاطر خواہ نہ تھی یوں نگرانی والے سپاہیوں اور خادموں کی کمی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ثابت ہوئی اور حالات کچھ اس قسم کے پیدا ہو گئے کہ روضہ اطہر (علی صاحبہا صلوٰۃ سلاماً) کے متولی خود حضور بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھنے آئے کہ آپ کی کیا خواہش ہے؟ یہ اشارہ روضہ پر نور (علی صاحبہا صلوٰۃ سلاماً) کے محترم متولی صاحب کو بارگاہ نبوی ﷺ کی طرف سے ہی ہوا ہوگا کہ مولانا پسروری سے پوچھ کر ان کی خواہش پوری کر دی جائے۔ بابا جی مولانا پسروری نے اس سوال کے جواب میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا جو دل میں دبی ہوئی تھی کہ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری مگر روضہ انور (علی صاحبہا صلوٰۃ سلاماً) کے اندر گویا مکمل تنہائی میں اور وہ بھی اُس حجرہ مبارک کے اندر کہ جوارض و ساء میں مرکز انوار و تجلیات الہی ہے۔ آپ کو کئی روز اس حجرہ اقدس میں مکمل تنہائی میں گزارنے کا موقع ملا اللہ اکبر سبحان اللہ۔ اس سے بابا جی مولانا پسروری کے مقام محبوبیت اور عشق رسول ﷺ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر امیر ملت سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی کے سالانہ عرس کے موقع پر بھی کیا کہ ہمارے درمیان ایک ایسی شخصیت موجود ہے جن کو پہلے ہی حج میں وہ سعادت نصیب ہوئی جو کہ ۱۳ حج کرنے کے بعد بھی میرے حصے میں نہ آئی یہ سن کر حاضرین محفل حیرت زدہ رہ گئے کہ وہ کون خوش نصیب شخصیت ہے کہ جن کے متعلق امیر ملت یہ بات ارشاد فرما رہے ہیں تب سید صاحب نے یہ راز عیاں کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ ”میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے ہیں اور جس نے جنتی کو دیکھنا ہے انہیں دیکھ لے“ یہ کہتے ہوئے امیر ملت سید جماعت علی شاہ کا اشارہ مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تھا اور پھر انہوں نے اس فضیلت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کس طرح مولانا پسروری کو روضہ اطہر (علی صاحبہا صلوٰۃ سلاماً) کے اندر مسلسل تین دن اور تین راتیں گزارنے کا اور آقا و مولانا علیہ الصلوٰۃ و سلام کی طرف سے

خاص لطف و کرم کا شرف حاصل ہوا یہ وہ خاص سعادت ہے کہ جو بادشاہان وقت کو بھی نہ نصیب ہوئی اس کے ساتھ ہی آپ کو تمام بلاد عراق و شام میں زیارات مقدسہ کا شرف بھی حاصل ہوا اور مسجد اقصیٰ میں امامت نماز کی سعادت بھی نصیب ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرّم ﷺ کے صدقے خاص انعام و اکرام سے نوازا۔

حضرت مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے قبلہ محترم صاحبزادہ نور الحق دامت برکاتہم العالیہ (سجادہ نشین) فرماتے ہیں کہ بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کی عبادات و ریاضت بھی عین سنت نبوی ﷺ کے سانچے میں دھلی ہوئی تھیں بلکہ بے حد متابعت حاصل تھی۔ آپ کا چہرہ مبارک نہایت پر نور تھا اور چہرہ مبارک پر ہر وقت ہلکے سے تبسم کی کیفیت رہتی آپ نے تمام عمر سنت مبارکہ کے مطابق صرف سفید لباس زیب تن کیا سر مبارک پر اکثر عمامہ شریف باندھتے لیکن عمامہ شریف کے علاوہ ٹوپی بھی استعمال فرماتے لباس سادہ پسند فرماتے اور غذا میں بھی سادگی ہوتی سبزیوں میں کدو شریف کھانے سے خاص رغبت فرماتے اور تقریباً ۲۴ گھنٹوں میں صرف ایک وقت کا کھانا تناول فرماتے جو کبھی ظہر کے بعد اور کبھی مغرب کے بعد ہوتا تھا۔ یعنی یہی معمول آپ کے مرشد گرامی خواجہ خواجگان بابا جی فقیر محمد جوہر اہل رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تھا۔

آپ کی کشف و کرامات بہت زیادہ ہیں لیکن داماں کے تنگی سبب ہم چند ایک تحریر کر دیتے ہیں۔ تقسیم ہند سے پہلے کی بات ہے کہ پسرور کے علاقے میں پانی بہت کم تھا قحط سالی اور شدید گرمی تھی سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دُعا کی درخواست کی آپ نے ان کی درخواست قبول کر لی اور سب کے ساتھ باہر عید گاہ میں جا کر نماز استسقاء کے بعد دُعا کی الحمد للہ جو فوری طور پر شرف قبولیت کو پہنچی اور دُعا کے دوران ہی باران رحمت کا آغاز ہو گیا۔ اس طرح ۳۹-۱۹۲۸ء میں بھی ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں نہایت شدید گرمی تھی جمعہ کا دن تھا اور لوگوں نے بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ سے دُعا کی درخواست کی بابا جی نے نماز استسقاء کے بعد دُعا فرمائی اور دُعا کی برکت اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت سے سارا رمضان خوشگوار گزرا۔



”آلو مہار شریف کے سجادہ نشین خلیفہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ (داماد بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں نے روئے صادق میں دیکھا کہ ایک بزرگ آئندہ زمانہ میں اسلام کی نگہبانی فرما رہے ہیں سمجھ میں نہ آیا کہ یہ بزرگ کون ہیں کئی سال بعد جب ایک شادی کے سلسلے میں رنگپورہ شریف (سیالکوٹ) جانا ہوا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بزرگ قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اسحاق نامی فوڈ انسپکٹر (سیالکوٹ) جو بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے کہتے ہیں کہ میری بیوی حاملہ تھی۔ رمضان شریف تھا بابا جی مولانا پسروری سخت گرمی میں دوپہر کے وقت جلدی میں تشریف لائے۔ کاغذ پتسل سے لکھ کر ہدایت کی کہ دو لڑکوں کا انتظام کریں ہم سب حیران رہ گئے۔ چار گھنٹے بعد ہمارے گھر دو لڑکے پیدا ہوئے ہم اس کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے آپ نے ان کے نام حبیب الرحمن اور غلام مرتضیٰ رکھے۔ اس کے علاوہ بے شمار کشف و کرامات آپ کے دست حق پرست پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ظاہر فرمائیں اور کشف القبور کے سلسلے میں مولوی ظفر علی اغوان صاحب جو امام مسجد تھے نے بیان کیا کہ انہوں نے بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کو بذات خود امام علی الحق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب بیٹھ کر غریب میں ان سے باتیں کرتے دیکھا ہے۔ آپ نے اپنے ایک مرید پروفیسر قاری غلام صادق (سابق) چیئرمین گوجرانوالہ بورڈ) کو خط لکھا جس کے متن سے ظاہر تھا کہ اب آپ اپنے خالق حقیقی سے ملنے والے ہیں۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ خط پڑھنے میں تھوڑی سی تاخیر ہو گئی میں کوشش کے کہ جلد از جلد سیالکوٹ پہنچا مگر افسوس کے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو چکا تھا۔ آپ صرف ۲ روز کی مختصر علالت کے بعد ۱۰ اشوال الحکرم ۱۳۷۰ھ بمطابق ۱۵ جولائی ۱۹۵۱ء بروز اتوار بوقت عصر اس دار فناء سے دار بقاء اپنے رب ذوالجلال کی طرف رحلت فرما گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔

اس خبر کے پھیلتے ہی سیالکوٹ شہر کے تمام کاروباری مراکز بند ہو گئے۔ آپ کو غسل حافظ غلام رسول صاحب نے دیا اور نماز جنازہ حسب وصیت مولانا امام الدین رائے پوری نقشبندی رحمۃ اللہ (خلیفہ امیر ملت علی پوری رحمۃ اللہ) نے ادا کی۔ اس موقع پر چشم

فلک نے نالہ و شہیون اور گریہ وزاری کے عجیب مناظر دیکھے کیونکہ آپ لا تعداد لوگوں کے روحانی باپ تھے۔ نماز جنازہ میں شامل لوگوں کی تعداد کم و بیش ۲۰ ہزار تھی اور آپ کو اپنے مرشد گرامی سلطان العارفین حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں جگہ نصیب ہوئی۔ اس موقع پر اگر بھارت سے ممتاز عالم دین مولانا حامد حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ امیر ملت علی پوری رحمۃ اللہ علیہ) نے منظوم فارسی تعزیت نامہ ارسال کیا جو کہ بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و احوال پر مبنی کتاب میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے فرشتہ دیکھا ہو وہ رنگپورہ (سیالکوٹ) چلا جائے اور اپنی آنکھوں سے فرشتہ دیکھ لے آپ کبھی کسی خاص مہمان کو کہا کرتے کہ ”تم بیعت کے لیے مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلے جاؤ۔“ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی رحمۃ اللہ علیہ سے بابا جی مولانا پسروری کا خاص دوستانہ تعلق تھا اور حضرت شاہ لاٹانی کی نماز جنازہ بھی آپ کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی تھی۔

نارووال شہر کے نزدیک موضع مہار شریف میں حضرت سید غلام نبی شاہ ایک ولی کامل تھے آپ کی خدمت میں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری حضرت امیر ملت سید جماعت علی شاہ علی پوری اور حضرت مولانا محمد حسین پسروری پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق اکٹھے ہوتے فیوض و برکات اور رشد و ہدایت حاصل کرتے ایک دفعہ حضرت مولانا پسروری طے شدہ وقت پر یوجہ نہ پہنچ سکے تو حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نے فرمایا کہ ”مولانا پسروری تو ہماری مجالس کے سرتاج ہیں اور آپ کے بغیر مجلس میں وہ کیف اور سرور نہیں ہوتا جس کے لیے ہم اکٹھے ہوتے ہیں۔“ حضرت امیر ملت علی پوری نے بھی اس کی تائید فرمائی۔

ڈاکٹر جاوید اقبال نے ۱۹۶۰ء میں ایک مضمون ہفت روزہ چٹان میں چوہدری محمد حسین کے حوالے سے لکھا۔ چوہدری صاحب بابا جی مولانا پسروری کے مرید تھے اور علامہ اقبال کے دست راست بھی۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس مضمون میں ذکر کیا ہے کہ حضرت بابا جی مولانا پسروری رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تصرف بالواسطہ علامہ اقبال پر تھا۔ بتایا جاتا ہے



کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالہ مابعد طبیعیات کی تیاری کے دوران بابا جی مولانا پسروری سے چوہدری محمد حسین کے ذریعے رابطہ بنائی اور دُعا حاصل کی کہ سیالکوٹ میں ہونے کی وجہ سے علامہ اقبال تک بابا جی مولانا پسروری کے علم و فضل کی شہرت پہنچ چکی تھی۔

قاضی عالم الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (مترجم مکتوبات امام ربانی) بیان کرتے ہیں کہ وہ پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور لاہور پڑھنے کے لیے گئے تو وہاں پر ان کی ملاقات مولانا محمد حسین پسروری سے ہوئی تو ان کے دل میں بھی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہونے کا شوق پیدا ہوا حضرت مولانا پسروری سے ذکر کیا تو انہوں نے شجرہ خواجگان نقشبندیہ دکھایا اور خواجہ خواجگان بابا جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا مشورہ دیا۔ قاضی عالم الدین صاحب حضرت حافظ عبدالکریم صاحب (پنڈی والے) کے خلیفہ تھے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ آپ کے تلامذہ میں سے تھے اور اکثر (کلاس والا) سے حضرت مولانا پسروری سے زانوئے تلمذ طے کرنے پسرور آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بے شمار آراء جو کہ اُس وقت کے مشائخ عظام و صوفیاء کرام بابا جی مولانا پسروری کے بارے میں تھیں وہ ان کی زندگی پر مرتب کتاب حیات و احوال مولانا محمد حسین نقشبندی پسروری میں موجود ہیں۔

بابا جی مولانا کے خلفاء کی تعداد تو بے شمار ہے لیکن چند یہ ہیں۔ حضرت سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سدھے چک سیالکوٹ صاحبزادہ منظور الحق رحمۃ اللہ علیہ و ڈالہ شریف ڈسکہ پیر سید علی حسین حسینی رحمۃ اللہ علیہ مظہر لاہور پیر نیاز علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھگوان پورہ لاہور پیر سید حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ سہل پورہ حکیم مولوی کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ سلطان پورہ لاہور مولانا ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فصل آباد۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بزرگان دین اور اولیاء کرام و سلف صالحین کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور بزرگان دین اور اولیاء کرام کے فیض کو جاری و ساری رکھے۔ (آمین)

### آداب زیارت

امام النجی مولانا سید امیر اجیمیری علوی اور اُن کا ایک علمی مضمون

تحریر..... ملک محبوب الرسول قادری

حضرت مولانا سید امیر اجیمیری علوی رحمۃ اللہ تعالیٰ موجودہ ضلع خوشاب کے ایک گاؤں چھوڑ شریف (واڈی سون سیکس) میں پیدا ہوئے سن ولادت ۱۸۷۳ء ہے آپ نے ۹۷ برس کی عمر پائی اور ۱۹۷۰ء میں آپ کی رحلت ہوئی۔ آپ نے حضرت مولانا حافظ جمال الدین گھوٹو قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر کئی سال تک صرف و نحو کی تکمیل کی اور استاذ گرامی سے 'امام النجی' کا لقب حاصل کیا۔ پھر اجیمیر شریف حاضر ہو کر مدرسہ معینیہ میں مولانا علامہ معین الدین اجیمیری قدس سرہ سے علوم دینیہ کی تکمیل کی اور اسی مدرسہ میں مدرس مقرر ہو گئے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری رحمۃ اللہ رقم طراز ہیں کہ آپ کا ۳۵ سال تک یہ معمول رہا کہ خواجہ معین الدین چشتی اجیمیری کی چوکت پر نگاہ جمائے مختصر سے حجرے میں بیٹھے رہتے اور حضرت خواجہ کے انوار و برکات سے بہرہ ور ہوتے رہتے تھے۔ سلسلہ طریقت میں امام العارفین حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدس سرہ کے مرید تھے۔

حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی قدس سرہ کے استاذ گرامی حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی قدس سرہ کے علاوہ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی قدس سرہ جیسے اجل اور مقتدر علماء آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

مولانا سید امیر اجیمیری رحمۃ اللہ نے تدریسی خدمات کے علاوہ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی اس وقت کی ضرورت کے مطابق کام کیا۔ عصری ضرورتوں کے مطابق انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں سے چند یہ ہیں آداب زیارت (قبور)، بیعت مشائخ، سماع موتی، اہلاک الوہابین، کشف القناع عن وجہ السماع، ارشاد الحق، رسالہ نور



رسالہ حاضر و ناظر راہ حق نما کلمہ الحق مسئلہ وحدۃ الوجود و الشہود کشف الحجاب عن مسئلہ ایصال ثواب ہمیں حضرت رحمہ اللہ کے خانوادہ کے علم و وسعت ذہن فطین مخلص اور ذی شعور صالح نوجوان صاحبزادہ حافظ طاہر سلطان قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کی توجہ سے زیر نظر کتابچہ ”آداب زیارت“ دستیاب ہوا ہم ان کے شکریہ کے ساتھ افادہ عام کے لئے اس کا اصل نوٹو شائع کر رہے ہیں تاکہ یہ اب مضمون ایک بار پھر زندہ ہو جائے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

حضرت علامہ شرف صاحب رحمہ اللہ کے مطابق قیام پاکستان کے بعد آپ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے چلے گئے اور واپسی پر چیمبر شریف میں (مستقل) قیام پذیر ہو گئے آپ نے تین مسجدیں تعمیر کرائیں اور خوشاب میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا۔

۱۹۶۳ء میں آپ فوج کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے اور گفتگو بالکل بند ہو گئی۔ کسی سے کچھ کہنا مقصود ہوتا تو اشاروں سے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتے۔ حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ نے آپ سے ایک ملاقات میں پوچھا کہ حضرت! کسی وقت کوئی لفظ زبان سے ادا ہوتا بھی ہے یا نہیں۔ تو آپ نے بغیر کسی لکنت کے صاف طور پر پڑھا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ علامہ شرف صاحب فرماتے ہیں کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو اپنے اور اپنے حبیب پاک ﷺ کے ذکر مبارک کے لئے مختص فرما دیا تھا ورنہ اگر مرض ہوتا تو دنیاوی باتوں کی طرح درود شریف کی ادائیگی پر بھی قدرت نہ ہوتی اور یہ حالت آخری دم تک رہی۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کی مجلس میں بیٹھ کر خدا یاد آتا ہے اور سکون قلب نصیب ہوتا ہے۔

۶ اکتوبر ۱۹۷۰ء بروز منگل بعد نماز ظہر نفل پڑھتے ہی سفر آخرت فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت بابا جی سیاح حرمین سید طاہر حسین شاہ جوہر آبادی قدس سرہ آپ کے جنازہ میں شریک تھے انہوں نے خود ارقم سے اپنی ایک ملاقات میں بیان کیا کہ اس جنازہ میں فیبی مخلوقات نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور ہاتھ نہیں نے ان کے جنازے اور رحلت کی خبر کو عام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے فیض کو جاری و ساری رکھے۔ آمین

الحمد للہ کہ رسالہ نافع سہی بہ

## آداب زیارت

مح

### اثبات مسائل ذیل

بوسہ آستانہ کعبہ و مصحف دست پائے علماء کرام و اولیائے

عظام و بوسہ قبور انبیاء و اولیاء و صالحیاء و علماء و مشہدہ

## باقرون حمید و ساعت سعید

مدلل دستند طور پر تالیف ہو کر نور افزائے چشم عقیدت

نزدت بخش بصر بصیرت ہوا

## فقیر سیّد امیر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

متکلف آستانہ عالیہ اجمیر شریف

صوفی پریس محلہ لاکھن کوٹھری متصل چاندی کائنات اجمیر شریف

بدینہ فی جلد



## حاملہ و مصلیٰ

قبروں کی زیارت کے لئے جانا سنت ہے اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں حدیث شریف میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر شریف کی زیارت کی اور اس قدر گریہ و زاری کی کہ اس کے اثر سے آپ کے ہمراہی صحابہ کرام بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ زیارت قبور کیا کرو اس لئے کہ اس سے موت یاد آتی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر امیہ رواہ مسلم از مشکوٰۃ سیطرہ شہدائے اُحد کے مزارات پر اور دوسری قبور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زیارت کے لئے تشریف لیجانا احادیث سے ثابت ہے اور حضور نے زیارت کا حکم ہی دیا ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے **اذا فزوا القبور فاحذروا ان تکرلوا موت** قبروں کی زیارت کرو اس موت یاد آتی ہے۔ نیز حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو زیارت قبور کیلئے یہ دعا سکھائی **السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمَوْتِیْنَ وَالْمَسْلُومِیْنَ وَ اِنَّا اِنْتِزَاعُ اللّٰہِ بِکُمْ الْاَحْقَاقِ**۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب شمعۃ اللغات جلد اول میں فرماتے ہیں کہ آیات احادیث کے ارجح کا بانی ترہا ان کا علم و شعور اور زائرین کے احوال پر مطلع ہونا ثابت ہے اور کاملین اولیاء کرام کی ارجح مقدسہ کو دربار خداوندی میں قرب اور مرتبہ خاص حاصل ہونا بھی ثابت ہے جیسا کہ ان کی زندگی میں تھا یا اس سے بھی زیادہ اور ان حضرات کی ارجح کو کرامات اور تصرفات باذن الہی حاصل ہیں اور حاجت مندوں کی حاجت روائیاں کرتے ہیں۔ اور دوزخ و نار سے فریاد کرنے والوں کی بھی فریادیں فرماتے ہیں سماع مونی اور مردوں کے اور ان شعور کا انکار اور مرکز مثل پتھر کے ہونا بعض شیعہ اور معتزلہ کا مذہب ہے اہل سنت و الجماعت کے علمائے سماع مونی

کے منکر کو جاہل اور مخد فرمایا ہے ان سب امور کی تفصیل اور تشریح اور ہر پائپر آیات کریمہ و احادیث صحیحہ و آثار صریحہ سے پوری دلیل لانا موجب طوالت ہے اس کے متعلق ہمارا رسالہ اہلاک الوہابین ملاحظہ فرمائیے۔

پس جبکہ زیارت قبور کا فائدہ حقیقت میں اپنی موت اور عبرت اور آخرت کو یاد کرنا ہے اور اہل قبور زائر کے لئے پر مطلع ہونے اور ان کا کلام و خطاب بھی سنتے ہیں تو بوقت زیارت ضروری آداب و تعظیم کا لحاظ رکھنا ہی لازم ہے کتب احادیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک آدمی کو قبر سے تکیہ لگائے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اے شخص اپنے اس فعل سے صفا قبر کو ایذا دے۔ علماء کرام کا اتفاق ہے کہ مسلمان مردہ و زندہ کی عزت برابر ہے نسخ القہر میں ہے **الاتفاق علی ان حرمة المسلمین متناکھرمۃ حیثاً**۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ قبروں پر بسنے کا مکان بنانا یا بیٹھنا یا تکیہ لگانا یا سونا یا اس کے نزدیک بول و براز کرنا یہ امور مکروہ قریب محرام ہیں علامہ شامی اسکی دلیل یعنی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں **ان الملیت ینادی بملیت ذی بہ الھی** یعنی جس سے زندوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے مردہ بھی ایذا پاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک چنگاری یا تلوار پر چلنا تجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں رواہ ابن ماجہ بسند حسن عن عقب بن عامر اس سے معلوم ہوا کہ قبر پر تکیہ لگانا یا قبر کے متصل باتیں کرنا اور رشور کرنا یا ان کے نزدیک گندی اور ناپاک حالت میں جانا لازمی آداب کے خلاف ہے جس سے صاحب قبر کی روح کو ایذا پہونچے یا اس کی بد دعا کا سخت اندیشہ ہے اگرچہ زیارت قبور کا کوئی خاص طریقہ شرعاً واجب اور مقرر نہیں ہر طرک صاحب قبر کو خطاب اور ثواب پہونچ سکتا ہے لیکن کتاب معتبر فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں



لکھا ہے کہ زیارت قبور کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اول اپنے گھر میں دو رکعت بہ نیت نفل پڑھے پھر رکعت میں سورۃ الحمد للہ اور آیت الکرسی ایک ایک مرتبہ اور سورۃ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے اور دونوں رکعت پوری کرے سلام کے بعد ان کا ثواب میت کو بخشے اللہ تعالیٰ اس عمل سے میت کی قبر میں خاص نوبت پیدا کرتا اور زائر کو بڑا ثواب مرحمت فرماتا ہے اس کے بعد روانہ ہو اور راستہ میں غیر ہزدی اور بے فائدہ کام اور دنیاوی بات چیت میں مشغول نہ ہو پھر مقبرہ سے باہر جاتے لگا لگا قبر کے دائیں جانب قبلہ کی طرف پشت اور میت کے چہرہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو اور سلام مذکورہ بالا پڑھے۔

پھر جس قدر ممکن اور آسان ہو قرآن پڑھے پھر کہے یا اللہ اس کا ثواب فلاں شخص کو مرحمت فرما۔ نیز کتاب معتبر در محبت میں ہے کہ سورۃ یسین پڑھیں اور حدیث میں ہے کہ اگر سورۃ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کو بخشے تو ان کی شمار و تعداد کے موافق من جانب اللہ ثواب دیا جائیگا۔ نیز شرح لباب میں ہے کہ سورۃ فاتحہ سورۃ بقرہ مفلحون تک آیتہ الکرسی اور آمین الرسول اور سورۃ یسین اور سورۃ تبارک اور سورۃ تکوین اور اخلاص بارہ یا گیارہ یا ستائیس مرتبہ پڑھے اور پھر کہے یا اللہ اس کا ثواب فلاں شخص یا اشخاص کو مرحمت فرما اور حسب قاعدہ دعا اور درود شریف پر ختم کرے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد اول اشعۃ اللمعات صفحہ ۱۳۱ میں لکھتے ہیں کہ اگر دوستان خدا کے فیوض روحانی سے کسی کو کوئی نعمت مل جائے جیسا کہ ان کی دینا دئی ملے گی میں ملتی تھی تو یہ ان کی قبولیت اور طاقت روحانی سے بعد نہیں کیونکہ کسی دلیل شرعی سے اس کا منسوخ اور محال ہونا ثابت نہیں ہوتا اور حقیقی قدرت و تصرف تو خدا ہی کو حاصل ہے جل جلالہ

مردان خدا خدا بنیاشند لیکن ز خدا جدا بنیاشند  
یہ ہیں مختصر آداب زیارت واللہ اعلم بالصواب علیہم اتم داکل

### مزارات انبیاء عظام و اولیاء کرام کو بوسہ دینے کا بیان

مزارات انبیاء عظام و اولیاء کرام کو بوسہ دینا بنظر بزرگ تعظیم جائز و مباح ہے۔

خداوند قدوس اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں  
وَمَنْ يَعْظِمْ حُرْمَتَ اللَّهِ يَعْظِمْ حُرْمَةَ رِجَالِهِ وَجَوْشَعِي خُذْ فِي قَرَارِيهِ هُوَ تَمَامُ قَابِلِ  
ادب چیزوں کی تعظیم و وقعت کرے تو یہ وقعت تعظیم اس کے پروردگار کے نزدیک اس کے حق میں بہتر ہے۔ وقال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَعْظِمْ شَعَارَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ  
هَقَقِ الْعُلُوبِ یعنی شعائر اللہ کی تعظیم قلوب کی پرہیزگاری کا ثمرہ ہے۔ حضرت  
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب الطاف القدس صفحہ ۳ میں تحریر فرماتے  
ہیں۔ و محبت شعائر عبادت از محبت قرآن و پیغامبر و کعبہ است بلکہ محبت ہرچہ شنب باشد  
بجدا حتی اولیاء اللہ نیز یعنی محبت شعائر اللہ و پیغامبر و کعبہ کا نام ہے بلکہ ہر اس چیز  
کی محبت جو خدا کی طرف منسوب ہو حتی کہ اولیاء اللہ کی محبت بھی شعائر اللہ میں داخل  
ہے۔ شاہ صاحب کی تحریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اولیاء اللہ شعائر اللہ میں داخل  
ہیں کیونکہ شعائر شیعہ کی جمع ہے جس کے معنی علامت کے ہیں پس جسے دیکھ کر  
خدا یاد آئے وہ خدا کی لٹنی اور شعائر اللہ سے ہے

حدیث شریف میں ہے کہ خدا کے بند و نمیں سے بعض ایسے ہیں کہ جب انکی صورت پر  
نگاہ پڑتی ہے تو خدا یاد آتا ہے پھر اس کے بعد یہ فرمایا ان النظر علی وجہہم عبادۃ  
یعنی ایسے لوگوں کی صورت بھی دیکھنا عبادت ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ  
شعائر اللہ سے ہیں اور تعظیم شعائر اللہ کی دل کی پرہیزگاری میں داخل ہے تو اولیاء اللہ



اور ہر وہ چیز جو ان کی طرف منسوب ہو واجب التعظیم ہوئیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ منعم کے شعار کی تعظیم منعم کے محبت کے سبب سے ہے اور محبت منعم میں داخل ہے جیسے اس کے نام کی تعظیم اس کے کلام کی تعظیم اس کے لباس و سلاح یہاں تک کہ اس کی سواری کی اور مکان کی تعظیم بھی محبت منعم میں داخل ہے اب نظر انصاف سے فیصلہ کر لیجئے کہ مزارات اولیاء کو بوسہ دینا بنظر تبرک تعظیم جائز ہے یا نہیں۔ نظر انصاف چاہئے نیز جس کی تقبیل و معالقبہ و طواف و رجعت وغیرہ ہوتی ہے اسے اگر انوار الہی کا ظل قرار دیا جائے تو معنی شعار میں داخل ہو جائے گا۔ علماء کرام قدیم و جدیداً فقہاء و حدیثاً تصریحات فرماتے آئے کہ حرمت المسلمیناً و میتاً سواء۔ زندہ و مردہ کی حرمت یکساں ہے اور شک نہیں کہ آستانہ بوسی عرفائے تعظیم سے ہے اور تعظیم و توہین کا مدار عرف و عادت پر ہے تو جس کی تعظیم شرعاً مطلوب ہے وہاں جو افعال و طرق حسب عرف و عادت قوم کئے جاتے ہیں اسی مطلوب شرعی کے تحت میں داخل ہوں گے جب تک کسی خاص فعل سے یہی شرعی ثابت نہ ہو جیسے تبرک طواف نماز کہ شرعاً ممنوع ہے۔

متبرک چیز کو بوسہ دینے کا ثبوت احادیث میں بھی موجود ہے سب سے اظہر ازہر حدیث عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ انھوں نے موضع جلوس منبر النور سردر اظہر کو مس کر کے اپنے چہرہ سے لگا یا رواہ ابن سعد فی طبقاتہ۔ اور صحابہ کرام سے مروی ہے کہ راتاً منبر اعظم کو داہنے ہاتھ سے مس کر کے دعا مانگا کرتے تھے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں (ترجمہ) مانع نے کہا کہ ابن عمر قبر شریف پر سلام پڑھا کرتے تھے میں نے سو مرتبہ یا زائد دیکھا کہ قبر شریف پر حاضر ہو کر غرض کرتے السلام علی البی السلام علی ابی بکر

السلام علی ابی۔ پھر واپس ہو جاتے اور دیکھا گیا کہ حضرت ابن عمر نے اپنا ہاتھ منبر قدس کے اس حصہ پر رکھا جہاں حضور صل اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے تھے پھر اسے چہرہ پر لگا یا ابن قسیط اور عقی سے مروی ہے کہ بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کی یہ کیفیت تھی کہ جب مسجد خالی ہو جاتی تو منبر کے کنارہ کو جو قبہ شریف سے متصل تھا داہنے ہاتھوں سے چھوتے پھر قبلہ رو ہو کر دعا مانگتے۔ سند الحدیث حافظ ابن حجر شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے ارکان کے چومنے کی مشروعیت سے ہر قابل تعظیم چیز کے بوسہ دینے کا ثبوت لگایا ہے۔

حضور کے منبر شریف و قبر شریف کے بوسہ دینے کے متعلق امام احمد صاحب سے پوچھا گیا آپ نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ہے یہ قول امام احمد کا ابن تیمیہ کے سامنے پیش کیا گیا مگر وہ اپنی ضد سے باز نہ آئے اور کہنے لگے کہ احمد بن حنبل سے مجھ کو سخت تعجب ہے کہ وہ ایسے جلیل القدر ہو کر ایسی بات کہتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ باتباع عبد اللہ بن عمر و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آثار رسول اللہ کی عظمت اس قدر کرتے تھے ابن تیمیہ اور عبد الوہاب نجدی اور ان کے متبعین تعظیم و بوسہ قبر کو کفر و شرک کہتے ہیں اس سے منجہ لینا چاہئے کہ حنبلیت کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہے بوسہ قبر میں علماء محدثین نقاد متحررین نے بارہا ان کو زک دی ہے اور امام احمد کا قول ان کے سامنے پیش کیا گیا مگر وہ اپنی ضد سے نہ ہٹے۔ علامہ جلال الدین سیوطی تو شیخ میں فرماتے ہیں واستبطل بعض العلماء العارفین من تقبیل الحجر الاسود تقبیل قبور الصالحین یعنی علماء نے حجر اسود کے چومنے سے قبور صالحین کے چومنے کا جواز استنباط کیا ہے چونکہ حجر اسود کو بوسہ دینا مشروع ہے اس لئے علامہ تقبیل قبور اولیاء کو بھی جائز



بتاتے ہیں علامہ ابن حجر کی نے کہا ہے کہ بعض علماء نے سنگ اسود کا بوسہ مشروع ہونے کی وجہ سے ہر اس چیز کا جو مناجاز قرار دیا ہے جو مستحق تعظیم ہے۔ خواہ آدمی ہو یا غیر آدمی و فضل عن ابی الصیف الیہما فی احد علماء مکہ عن الشافعیہ جواز تفییل المصحف واجزاء الحدیث وقبور الصالحین انتہی یعنی ابوالصیف یمانی جو کہ معظمہ کے شافعی علماء میں سے ہیں قرآن شریف اور اوراق حدیث اور بزرگوں کی قبروں کو جو مناجاز سمجھتے ہیں

یزامام احمد بن حنبلؒ مسند شریف میں بسند حسن فرماتے ہیں۔  
اقبل مروان بن ابیہ فیما فیہ من اجلہ واضعاً وجہ علی القبر فاخذ مروان بقتبہ ثم قال هل قلدی ما تضع فاقبل علیہ فقال نعم انی امرت الخجوراً فما جئت لرسول اللہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تنکوا علی الدین اذا ولیہ اہلہ ولكن ابکوا علی الدین اذا ولیہ غیر اہلہم (ترجمہ) مروان نے اپنے زمانہ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ قبر سید عالمؐ پر اپنا چہرہ رکھتے ہوئے ہے مروان نے ان کی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو اس پر انھوں نے مروان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ہاں میں سنگ گیل کے پاس نہیں آیا ہوں بلکہ میں رسول اللہؐ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دین پر مت رو و جب اس کا اہل اس پر دالی ہو اس وقت دین پر رو و جب ناہل اس پر دالی ہو اور ناہل کے ہاتھ آجائے۔ واضح ہے کہ یہ صحابی سیدنا حضرت ابوالوالبؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے امام سمہودی فرماتے ہیں کہ اس روایت کو امام احمد بن حنبلؒ نے مسند شریف میں روایت کیا مسند حسن کے ساتھ یہ روایت مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۲۱ میں موجود ہے اور محدثین نے اس کو حسن بتایا ہے۔

اذان سے قبل اور بعد

## صلاة و سلام کا ثبوت

از قلم..... حضرت علامہ الحاج قاری مفتی محمد شفیع الہاشمی (برطانیہ)

عقیدہ اہل سنت و جماعت:

ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اور سرکار دو عالم ﷺ نے درود پاک کے لئے نہ وقت مقرر کیا ہے اور نہ صیغہ مقرر کیا ہے اور نہ ہی بیعت مقرر کی ہے اور نہ ہی جگہ مقرر کی ہے اس لئے چاہے کہ اذان سے پہلے چاہے بعد چاہے رات کی کسی گھڑی میں یا دن کے کسی لمحہ میں درود پاک پڑھا جائے مستحب ہے۔

قرآن پاک کی رو سے درود پاک کے لئے کوئی خاص صیغہ یا وقت معین نہیں:

قرآن میں ارشاد ہے:

یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا اے ایمان والو ان پر (نبی اکرم ﷺ) پر تسلیماً درود اور سلام بھیجو۔

قارئین کرام! اگر ہم ارشاد خداوندی پر غور کریں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اللہ رب العزت نے درود شریف کے لئے کوئی خاص صیغہ یا وقت مقرر نہیں فرمایا بلکہ مطلقاً فرمایا کہ اے ایمان والے میرے نبی پر درود و سلام پڑھو۔ یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ فلاں درود پڑھو اور فلاں وقت پڑھو اتنے واضح ارشاد خداوندی کی موجودگی میں اگر کوئی شخص کہے کہ اذان سے قبل یا بعد درود پڑھنا جائز ہے اور درود صرف درود ابراہیمی ہے تو یہ خدا کے مطلق حکم کو مقید کرنا اور حکم خداوندی کی کھلم کھلا مخالفت ہے۔

حدیث پاک کی رو سے درود پاک تمام اوقات میں پڑھنا افضل ہے

قال ابی یار رسول اللہ الی اکثر حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور



الصلوة عليك فلو اجعل لك من صلاتي  
قال ما شئت قلت الرابع قال ما شئت  
فان زدت فهو خير اقلت الثلثين قال  
ما شئت وان زدت فهو خير قال قلت  
اجعل لك صلاتي كلها قال اذا تكفي  
همك ويغفر لك ذنبك  
(مصنف مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)  
(مکملہ صفحہ ۸۶ زاد السعد صفحہ ۶)  
اگر ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ  
میں آپ پر درود کثرت سے بھیجتا ہوں۔  
میں اپنے وقت کا کتنا حصہ درود کے لئے  
مقرر کروں؟ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا  
جتنا حیرا ارادہ ہو۔ تو انہوں نے عرض کیا  
وقت کا چوتھائی حصہ درود کے لئے مقرر  
کروں؟ سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا  
جتنا حیرا ارادہ ہو اور اگر زیادہ کرے گا تو  
حیرے لئے بہتر ہوگا پھر حضرت ابی رضی  
اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا دو تہائی وقت  
درود کے لئے مقرر کرو تو حضور اکرم ﷺ  
جس قدر حیرا ارادہ ہو اگر اور زیادہ کرے گا  
تو حیرے لئے بہتر ہوگا اس پر حضرت ابی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ  
ﷺ میں سارا وقت ہی درود شریف کے  
لئے مقرر کروں گا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ  
نے فرمایا اس وقت یہ تیری مشکلات کے  
لئے کافی ہوگا اور حیرے گناہ بخش دیئے  
جائیں گے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے بھی درود پڑھنے کے  
لئے کوئی ٹائم مقرر نہیں کیا بلکہ اتنا فرمایا میرا جتنا زیادہ درود پڑھے گا اتنا اس کے لئے  
بہتر ہے۔

اکابرین امت کے نزدیک بھی درود پاک کے لئے کوئی وقت معین نہیں:  
مسلم فریقین فقہیہ علامہ شامی رد المحتار جلد اول ۵۱۶ پر لکھتے ہیں مستحبہ فی کل  
اوقات الامکان یعنی ان تمام ممکن و جائز اوقات میں درود شریف مستحب ہے جہاں کوئی مانع  
نہ ہو انہوں نے درج ذیل اوقات ممنوعہ ذکر کئے ہیں جن میں درود پڑھنا مکروہ ہے۔۔۔۔۔  
بحار کے وقت۔۔۔۔۔ رفع حاجت کے وقت۔۔۔۔۔ سامان پہنچنے وقت مال کی عمدگی ظاہر کرنے کے  
لئے۔۔۔۔۔ بچنے وقت۔۔۔۔۔ تعجب کے وقت۔۔۔۔۔ ذبح کے وقت۔۔۔۔۔ چھینک کے وقت۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

كثرة الصلوة على النبي ﷺ في كل  
حال  
میں ہر حال میں نبی اکرم ﷺ پر درود  
شریف پڑھنا پسند کرتا ہوں۔

(انقول البدیع صفحہ ۱۹۳)

ابن قیم جس کو دیوبندی وہابی حضرات اپنا امام مانتے ہیں نے درود پاک کے حکم  
والی آیت کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ:

النوع عليه في صلواتكم ومساجدكم اے ایمان والوں اپنے نبی کی ثنا کرو  
فی کل موطن (درود و سلام پڑھو) اپنی نمازوں میں اپنی

(جلاء الانعام صفحہ ۱۹۰) مسجدوں میں اور اگر ہر موقع و جگہ میں۔

مسلم فریقین شخصیت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا حضور اکرم ﷺ پر تمام  
اوقات میں درود و سلام مستحب و مستحسن ہے۔ (مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۳۲۳)

مولوی زکریا صاحب دیوبندی معنی تبلیغی نصاب لکھتے ہیں اور جن اوقات میں  
پڑھ سکتا ہو پڑھنا مستحب ہے۔ (فضائل درود صفحہ ۷۹)

اذان کے بعد درود پاک پڑھنا۔ مسلم جلد اول صفحہ ۱۶۶ ابوداؤد جلد اول صفحہ ۸۴ مکملہ صفحہ  
۶۴۴ نشر الطیب صفحہ ۲۱۸ مصنف مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی زاد السعد صفحہ ۵ مصنف  
مولوی اشرف علی تھانوی۔



عن ابی عمر عن النبی ﷺ إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علیہ

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب مؤذن اذان کہے تو تم بھی اس طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو۔

قارئین کرام! آیات و احادیث کے عموم سے اذان سے قبل درود کا جواز اور مستحب ہونا ثابت ہوتا لیکن اذان کے بعد درود کا پڑھنا تو حدیث مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہے۔

**کیا درود ابراہیمی کے بغیر اور کوئی درود نہیں:**

بعض دوستوں کا یہ نظریہ ہے کہ صرف درود ابراہیمی ہی درود ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی درود نہیں حالانکہ یہ نظریہ غلط ہے۔

کیونکہ قرآن کا ارشاد ہے:

یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا اے ایمان والو درود بھی پڑھو اور سلام بھی تسلیما

اب درود ابراہیمی میں درود تو ہے سلام کہاں ہے؟ صرف درود ابراہیمی پڑھنے سے قرآن کے حکم پر عمل نہیں ہوتا۔ کیونکہ قرآن درود اور سلام دو چیزوں کا حکم دیتا ہے اور درود ابراہیمی میں صرف درود ہے سلام نہیں۔

حدیث کی ساری کتابوں میں جب کوئی صحابی حدیث روایت کرتا ہے تو قال قال رسول اللہ ﷺ کہتا ہے اگر درود ابراہیمی کے بغیر اور کوئی درود نہ ہوتا تو صحابی ﷺ کی بجائے درود ابراہیمی پڑھتا۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ درود ابراہیمی کے سوا اور کوئی درود نہیں وہ بھی نماز میں السلام علیک آیہا النبی پڑھے ہیں کیا یہ درود نہیں؟ اگر درود ہے تو تمہارا دعویٰ تمہارے عمل نے باطل کر دیا۔

تفسیر روح البیان جس کے حوالے مولوی ذکریا مصنف تبلیغی نصاب نے کئی جگہ

دیئے ہیں میں موجود ہے۔

اعلم أن الصلوة متنوعة إلى أربعة درود شریف کی چار ہزار اقسام ہیں اور الالف وفي رواية إلى اثنا عشر ایک روایت میں ہے کہ بارہ ہزار اقسام ہیں۔

اگر درود ابراہیمی کے بغیر اور کوئی درود نہیں تو مولوی اشرف علی تھانوی صاحب حکیم الامت علماء دیوبند اور مولوی ذکریا مصنف تبلیغی نصاب نے زاو السعید اور فضائل درود میں درود ابراہیمی کے سوا اور درود کیوں لکھے؟

**سرکارِ دو عالم ﷺ نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم کس موقع پر دیا:**

بعض لوگ یہ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا کہ درود ابراہیمی پڑھو اس سے معلوم ہوا کہ درود ابراہیمی کے علاوہ اور کوئی درود نہیں۔

بخاری جلد نمبر ۲ صفحہ ۹۳۰ ترمذی جلد اول صفحہ ۴۶ ابن ماجہ صفحہ ۶۳ مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۱۱۹ جلاء الافہام صفحہ ۵ معنفہ ابن قیم میں حدیث موجود ہے صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔

یا رسول اللہ نماز میں سلام تو ہم نے معلوم کر لیا یہ فرمائیں کہ درود کیسے پڑھا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا درود ابراہیمی پڑھو۔ تو معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ ہر وقت صرف درود ابراہیمی ہی پڑھو یا درود ابراہیمی کے علاوہ اور کوئی درود ہے ہی نہیں بلکہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم نے نماز میں سلام تو آپ ﷺ سے سیکھ لیا کہ پڑھنا ہے السلام علیک آیہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ اب یہ بتائیے کہ درود کیسے پڑھنا ہے؟ تو آپ ﷺ نے درود ابراہیمی بتایا نماز میں تو جب السلام علیک آیہا النبی آیا تو سلام آگیا اور جب درود ابراہیمی پڑھا تو درود ابراہیمی درود آگیا۔ نماز میں تو سلام بھی آگیا اور صلوٰۃ (درود بھی آگیا) اب اگر نماز کے باہر کوئی کامل درود پڑھنا چاہتا ہے تو پہلے پڑھے السلام علیک آیہا النبی اور پھر درود ابراہیمی پڑھے اگر نماز کے باہر صرف درود ابراہیمی پڑھے گا تو سلام نہ آئے گا اور اللہ کے حکم پر مکمل عمل نہ ہوگا نماز کے



باہر اگر السلام عليك ايها النبي اور درود ابراہیمی ملا کر پڑھنے کی بجائے الصلوۃ والسلام عليك يا رسول الله پڑھ لے تو صلوۃ و سلام دونوں آجائیں گے قرآن کے حکم پر مکمل طور پر عمل بھی ہو جائے گا اور اختصار بھی رہے گا۔

الصلوۃ والسلام عليك يا رسول الله درود ہے۔ تفسیر روح البیان جس کے حوالے سے اکابرین دیوبند نے بھی اپنی کتابوں میں دیے ہیں۔

ومنها الصلوۃ والسلام عليك يا رسول الله. الصلوۃ والسلام عليك يا حبيب الله الصلوۃ والسلام عليك يا خليل الله الصلوۃ والسلام عليك يا صفي الله الخ

انہیں درودوں میں ایک درود الصلوۃ والسلام عليك يا رسول الله ہے۔  
نیم الریاض شرح شفا جلد سوم میں ہے۔

والمقول بأنهم كانوا يقولون في تحية المنقول ہے کہ صحابہ کرام دربار رسالت میں الصلوۃ والسلام عليك يا رسول الله تحیت پیش کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں الصلوۃ والسلام عليك يا رسول الله  
زرقاتی علی المواہب جلد ۳۔ امام محمد بن عبدالہادی زرقاتی فرماتے ہیں۔

إنه ورد في عدة طرق جماعة من بے شک طرق متعددہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت صلوۃ کے الفاظ یوں کہتی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

انتہاء فی سلاسل الاولیاء صفحہ ۱۲۳۔ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صبح کی نماز کے بعد اور اونچے میں مشغول ہو جائے۔ ۱۳ دلی کمال کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے اور فتح ہر دلی کی اس کے ایک کلمہ سے ہوئی ہے جو حضوری کے ساتھ اس کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرے اس کی برکت و صفائی کا مشاہدہ کرے اور اسی اور اونچے میں درج ذیل درود بھی ہے۔ الصلوۃ والسلام عليك يا رسول الله الصلوۃ والسلام عليك يا حبيب الله

نواب آف کالا باغ مداخلت نہ کرتے تو میں صدر بن جاتا  
راخ العقیدہ سنی مسلمان اور پیدائشی مسلم لگی ہوں

میں نے ملک اور بیرون ملک کے معروف اور ماہر ڈاکٹروں کے ساتھ کام کیا

قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار

خان نیازی رحمہ اللہ علیہ ہوئے اور میں نے صدارت چھوڑ دی

سفر نامے لکھنا شروع کروں تو ایک ضخیم کتاب منظر پر آجائے گی

ضلع سیالکوٹ میں سیاست، دین، تنظیم، تعلیم، تحریک، رفاد عامہ اور سماجی خدمت کے حوالے سے بے لوث خدمات سرانجام دینے والے نامور سپہیت

# ڈاکٹر خالد سعید شیخ

سے نہایت اہم اور مفصل انٹرویو

رپورٹ..... مفتی آصف محمود قادری

ملاقات..... ملک محبوب الرسول قادری

ڈاکٹر خالد سعید شیخ..... تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحریک ختم نبوت کا اہم نام ہے انہوں نے اپنے آبائی شہر سیالکوٹ اور اس کے گرد و نواح میں انتھک محنت کی۔ وہ محض اللہ کی رضا کے لئے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کی مرکزی قیادت، قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کے ساتھ بے پناہ محبت رکھتے ہیں انہوں نے نامور شیخ طریقت اور ”صدائے اللہ ہو“ کے پرچار کر حضرت خواجہ صوفی محمد معصوم (موہری شریف) رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ سماجی خدمت کے جذبے سے سرشار دل رکھتے ہیں اور اسی محنت و خدمت میں ہی اپنے دل کی تسکین کا سامان پاتے ہیں۔ خلوص ایثار، پیار، دیانت، حق گوئی، علم دوستی اور شفقت جب ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں تو ڈاکٹر خالد سعید شیخ جیسی شخصیت کا مسکراتا چہرہ انسان کے سامنے آجاتا ہے۔ حساس دل رکھنے والے ڈاکٹر خالد سعید شیخ معاشرتی ناہمواریوں سے مایوس ہو کر پاکستان سے برطانیہ ہجرت کر گئے زیر نظر انٹرویو ان کی بے پناہ خدمات، جدوجہد، افکار و نظریات اور جوان جذبوں کا آئینہ دار ہے آئیے ان کی باتیں ان ہی سے سنتے ہیں..... (ادارہ)



ڈاکٹر صاحب اپنے مکمل خاندانی پس منظر اور ابتدائی تعلیم وغیرہ کے حوالے سے تفصیل سے بتائیے؟

○ میں شیخ خاندان کا فرد ہوں میرا نام خالد سعید شیخ ہے جبکہ دادی اماں کا محبوبہ کردہ نام احسان الہی ہے میرے والد ماجد شیخ فضل الہی رحمہ اللہ تعالیٰ دادا جان شیخ امام دین رحمہ اللہ تعالیٰ اور نانا جان شیخ عبدالغنی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ میرا سگا بھائی کوئی نہیں البتہ دو بہنیں ہیں۔ میرے دادا شیخ امام دین رحمہ اللہ تعالیٰ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے وہ جوانی کے عالم میں ہیضہ کی وجہ سے اشتغال کر گئے۔ ان کی عمر اس وقت ۳۰ سال تھی۔ قبرستان شہیدان سیالکوٹ میں ان کی آخری آرام گاہ ہے وہ صوم و صلوة کے پابند اور شریف انفس شخصیت تھے میری دادی اماں محترمہ نسیب بی بی انتہائی باہمت، نیک، خوبصورت اور خوب سیرت، تہجد گزار، نمکسار، صابر و شاکر اور محنتی خاتون تھیں۔ ۲۵ سال کی عمر میں بیوہ ہو گئی۔ ان وقت میرے والد صاحب کی عمر پانچ سال تھی اور پھوپھی صاحبہ ۶ سال کی تھیں۔ دونوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ میرے والد صاحب کو بی اے ایل ایل بی تک پڑھایا جبکہ اس

علامہ اقبال ٹاؤن سیالکوٹ کی مین سڑک کا نام "الحاج شیخ فضل الہی روڈ"

منفقہ قرار داد کے ذریعہ میرے والد کے نام پر رکھا گیا

زمانے میں مسلمان آبادی میں صرف چند وکلاء تھے۔ میری پھوپھی کی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی کیا اور پھر ان کی شادی شیخ لعل دین ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز سے کر دی۔ ان کا 'مقبول حساب' بہت مشہور ہوا۔ خاندان میں صاحب الرائے کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے اور مشورہ کے لئے جوق در جوق لوگ آتے تھے۔ تمام عمر دیانت داری، ایمانداری اور جذبہ حب الوطنی سے ملازمت کی اور زندگی بسر کی میری دادی جان گورنمنٹ پرائمری گریڈ سکول کی ہیڈ مسٹر تھیں اور شام کو بچیوں کو قرآن کریم کی تعلیم مفت دیتی تھیں پاکباز خاتون تھیں تمام مکاتب فکر اور اہل علم و اہل خاندان دل کی اتھار گہرائیوں سے ان کی عزت کرتے تھے۔ ان کا وصال ۱۹۶۰ء میں ہوا۔

میرے والد ماجد الحاج شیخ فضل الہی کی تاریخ پیدائش ۱۰ مارچ ۱۹۱۰ء اور تاریخ وفات ۱۰ مارچ ۱۹۷۵ء ہے انہوں نے ۱۹۳۳ء میں ایل ایل بی پنجاب یونیورسٹی میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کی۔ بی اے مرے کالج سے کیا طبعاً انتہائی شریف انفس، رحم دل، غریب پرور، ہمدرد، دیانت دار، صلح جوی اور جوڑ کے قائل تھے وہ اپنوں اور غیروں میں یکساں مقبول تھے انہیں بچے، بڑے اور بوڑھے سب وکیل صاحب کے نام سے یاد کرتے انہوں نے جموٹ اور منافقت کی وجہ سے وکالت کے پیشہ کو خیر باد کہہ دیا اور کاروبار سے منسلک ہو گئے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بچے مسلم لگی اور قائد اعظم کے جانشینوں میں سے تھے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیدائی اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار شخصیت کے حامل تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے ہراول دسے میں رہے۔ شہر اقبال کی آن اور ایک عہد ساز شخصیت تھے۔ ان کے قریبی ساتھیوں میں فیض احمد فیض، چوہدری عبداللطیف ایڈووکیٹ، پروفیسر شیر احمد لودھی، آغا ذوالفقار خواجہ محمد عطاء اللہ جالندھری، میاں فتح محمد ڈپٹی کلکٹر، شیخ عبدالجید پوری بی اے، خواجہ حاکم دین، شیخ محمد سعید پوری لیبر آفیسر، شیخ الطاف حسین "اللہ لوک" نمایاں تھے۔ میرے والد گرامی نے دسمبر ۱۹۷۴ء میں بیماری کے باوجود حج بیت اللہ کا سفر افراد خانہ کے ساتھ کیا یقیناً یہ ایک تاریخ ساز، بابرکت اور فیوض سے لبریز سفر تھا۔ اس روحانی سفر کے واقعات اور مشاہدات کو تحریر کرنے کے

میرے استغنیٰ پر آفیسروں اور لیبر نے ہڑتال کر دی مجبوراً رات کے اندھیرے میں نکلا

لئے خاصا وقت بھی درکار ہے اور پھر اُسے ایک ضخیم کتاب کی شکل بھی دینا ہوگی۔ وہ ۱۰ مارچ ۱۹۷۵ء کو اس دیرقانی سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے لبریز فرمائے ان کی نماز جنازہ میرے بہنوئی الحاج شیخ عشرت عبدالجید پوری نے پڑھائی وہ حجاز مقدس کے سفر میں ہمارے ساتھ تھے۔ انہوں نے دل کی گہرائیوں سے نہایت رقت انگیز انداز میں دُعا کروائی۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشک بار نہ ہوئی تھی۔ عظیم اجتماع تھا۔ قبر کی مٹی اتنی نرم اور خوشبودار تھی کہ اسے گورکن بشمول موجود تمام حاضرین



نے خصوصی طور پر محسوس کیا۔ یہ اللہ کا کرم ہے کہ حضور پر نور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقہ و طفیل آج تک روزانہ ان کی قبر پر قرآن خوانی ہوتی ہے یقیناً وہ ایک ولی اللہ تھے انہوں نے کبھی کسی کو دکھ نہیں دیا اور نہ کسی سے جھگڑا کیا ہمیشہ ہر کسی کے کام آئے۔ وہ میرے والد ماجد تھے اور میرے استاد کرم بھی۔ میں نے ان سے انگریزی اور فارسی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ میرے دوست بھی اور میرے مشیر اعلیٰ بھی تھے۔ تحصیل میونہل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ نے ان کی یاد میں علامہ اقبال ٹاؤن سیالکوٹ کی مین سڑک کا نام ”الحاج شیخ فضل الہی روڈ“ متفقہ قرارداد کے ذریعہ منظور کر کے ان کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ ان کی برسی ہر سال مارچ کے مہینہ میں ”محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ“ کے انعقاد سے منائی جاتی ہے۔ میری والدہ ماجدہ محسن النساء بیگم رحمہما اللہ تعالیٰ اپنے خاندان کی پہلی میٹرک پاس خاتون، نمایاں پوزیشن کے ساتھ وظیفہ کی حقدار ٹھہریں۔ بہن بھائیوں میں سب سے بڑی ہونے کے ناطے سے اپنے ماں باپ کو بہت عزیز تھیں۔ ایک عظیم ماں، مثالی بیوی، فرمانبردار بیٹی، دردمند بہن، شفیق ساس، سلیقہ مند اور ماہر امور خانہ داری، دینی اور دنیاوی

نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کا داعی ہوں تھا اور رہوں گا (ان شاء اللہ)

علوم سے بہرہ ور، محب وطن پاکستان، تحریک پاکستان اور تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کی مجاہدہ، ادیبہ، شاعرہ، اینٹوں اور غیروں میں یکساں ہر دلچیز، صبر اور شکر کی پیکر، راسخ العقیدہ مسلمان، محترمہ، معظمہ و مکرمہ تھیں۔ ان کی ”لوری“ اپنے پوتے ”محمد احمد سعید“ کی ولادت کے موقع پر تحریر کردہ ہر طبقہ فکر میں بے حد پسند کی گئی۔ ان کے علاوہ ان کی نظم میرے دوست سرجن ڈاکٹر تسلیم صاحب کی سیالکوٹ سے لاہور شفٹ ہونے پر الوداعی نظم اور پھر اپنے پوتے محمد ایاس سعید کے ولادت کے موقع پر ”خوش آمدید“ نظم خاصی مشہور اور پسند کی گئیں۔ حج بیت اللہ کی سعادت، عمرہ مبارک متعدد بار اور عراق میں بزرگان دین کے مزارات پر حاضری انہیں نصیب ہوئی۔ کچھ عرصہ عارضۂ قلب میں مبتلا رہنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملیں۔ ان کی نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم رحمہ اللہ تعالیٰ نے

پڑھائی۔ جنازہ میں جم غفیر تھا اور روح پرور منظر تھا۔ یہ ۴ فروری ۱۹۹۸ء کا دن تھا۔ قبرستان بابل شہید سیالکوٹ میں ان کی آرام گاہ ہے۔

میرے نانا جان شیخ عبدالغنی مرحوم نہایت نیک اور پرہیزگار تھے۔ جنرل مرچنٹ کا کاروبار کرتے تھے۔ وصال ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ ہمدرد اور غریب پرور تھے۔ چار میرے ماموں مختلف قسم کے کاروبار سے منسلک ہیں۔ ایک واپڈا میں اکاؤنٹ آفیسر تھے۔ ایک ڈنمارک میں رہائش پذیر ہیں۔ ایک ہی خالہ ہیں جو راولپنڈی میں رہائش پذیر تھیں اب اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو چکی ہیں میری نانی جان ایک سیدھی سادھی صالح خاتون تھیں وصال کے کئی سال گزر جانے کے بعد ان کی قبر بیٹھ گئی۔ کھولا تو ان کا کفن تک میلانا ہوا تھا۔ بے شمار لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور یہ روح پرور منظر میں نے جاگتی آنکھوں سے دیکھا ان کا وصال ۱۹۷۰ء میں ہوا تھا۔ میرے بہنوئی الحاج عشرت عبدالحمید پوری بی اے ایل ایل بی ہیں جو نہایت شریف، نیک اور باشرع ہیں آج کل شعبہ تعلیم سے منسلک ہیں ان کے والد گرامی الحاج شیخ عبدالحمید پوری کا جنت البقیع میں مدفن بنا۔ ان کی ایک بیٹی ایم بی بی الیس فائزل کی طالبہ ہے۔ الحاج شیخ طارق جاوید کپور مرحوم (ایم ایس سی) کاروبار سے منسلک تھے۔ خدائی خدمتگار مشہور تھے کبھی کسی کو کسی کام سے انکار نہیں کیا۔ ہر کسی کی خوشی اور غمی میں ضرور شریک ہوتے۔ شوگر اور گردوں کے قیل ہو جانے سے پچاس سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ راولپنڈی میں ان کا مدفن ہے ان کے ۲ بیٹے اور ۳ بیٹیاں ہیں انہیں حج اور عمرہ کی سعادت بھی حاصل رہی ان کا جنازہ راولپنڈی کے بہت بڑے جنازوں میں سے ایک تھا۔ وصال ۲۰۰۳ء میں ہوا۔

جمعیت العلمائے پاکستان واحد ایسی جماعت تھی جس کا جھنڈا اور منشور مجھے پسند آیا

میرا نام ڈاکٹر خالد سعید شیخ ہے میری تاریخ ولادت ۱۶ نومبر ۱۹۴۳ء (بوقت نماز تہجد) ہے اور مقام ولادت سیالکوٹ شہر ہے۔ میں نے پرائمری تعلیم کے ڈی پرائمری سکول گرین سٹریٹ وڈ سیالکوٹ اور دھاروال پرائمری سکول رنگپورہ روڈ سیالکوٹ سے حاصل



کی۔ پانچویں کا امتحان وظیفہ ضلع بھر میں نمایاں پوزیشن کے ساتھ پاس کیا اور وظیفہ حاصل کیا۔ ثانوی تعلیم بورمنٹ ہائی سکول سیالکوٹ (حال گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول سیالکوٹ) سے حاصل کی میں نے مڈل ۱۹۵۷ء میں اور میٹرک ۱۹۵۹ء میں کیا۔ دونوں امتحانات اعلیٰ نمبروں اور نمایاں پوزیشنوں کے ساتھ پاس کئے اور وظیفہ حاصل کیا۔ اعلیٰ ثانوی تعلیم مرے کالج سیالکوٹ سے حاصل کی میں نے ایف ایس سی (پری میڈیکل) ۱۹۶۱ء میں فرسٹ ڈویژن میں پاس کی اور پانچ سال کے لئے میرٹ سکالرشپ حاصل کیا۔

☆ آپ نے پیشہ ورانہ تعلیم کب کہاں اور کیسے مکمل کی؟ نیز اپنے طبی تجربات اور خدمات سے بھی آگاہ کیجئے؟

○ پیشہ ورانہ تعلیم کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور پنجاب یونیورسٹی لاہور ایم بی بی ایس (اعزاز کے ساتھ) ۱۹۶۶ء میں کیا میں دوران تعلیم امریکہ کا امتحان ECFMG بھی اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔ میں نے سکول اور کالجوں میں انصافی اور غیر انصافی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ متعدد تحریری اور تقریری مقابلہ جات میں بے شمار انعامات حاصل کئے۔ سکول اور کالج میں مختلف سوسائٹیوں اور کلبوں کا عہدہ دار بھی رہا۔ میں نے بیڈمنٹن کرکٹ ہاکی اور سکواش کھیلی۔ جمیل ٹینس میں میرا نمایاں مقام رہا۔ میڈیکل کالج ہوسٹل کاسٹریڈی (بلا مقابلہ ۳ بار) رہا۔ اور طلباء کی بہبود کے متعدد پروگرام تشکیل دیئے۔ پہلی دفعہ ٹی وی کمارن روم میں آیا گیا۔ میڈیکل سٹوڈنٹ یونین کے صدر کے ایکشن میں حصہ لیا۔ مگر اس وقت کے گورنر پنجاب نواب آف کالا باغ کی مداخلت پر ایکشن نہ ہو سکے۔ ویسے میری کامیابی یقینی تھی۔

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں قومی اتحاد کی جلسہ اور جلوس کمیٹی کا چیئرمین تھا

میں نے ٹریننگ دوران تعلیم میوہسپتال لاہور، لیڈی ریڈنگ ہسپتال لاہور، جنرل ہسپتال لاہور میں حاصل کی۔ ۱۹۶۶-۶۷ء بطور ہاؤس آفیسر یونائیٹڈ کراچی ہسپتال المعروف امریکن ہسپتال گلبرگ لاہور میں کام کیا۔ معروف اور نامور سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان ڈاکٹر غلط، ڈاکٹر یونس، ڈاکٹر امتیاز اصغر، ڈاکٹر ولیم، ڈاکٹر سیکر، ڈاکٹر ذین، ڈاکٹر جمال، ڈاکٹر محمد

انور، ڈاکٹر رستم ایرانی، ڈاکٹر پرلا موتی رام کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ ان سارے ماہرین صحت سے خوب شہابش ملی اور تعریفی سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔ پاکستان میں اوپن ہارٹ سرجری سب سے پہلے اس وقت اسی ہسپتال میں شروع کی گئی تھی۔

1967-1969ء میڈیکل آفیسر ٹی اینڈ ٹی کالونی ہسپتال وانچارج ٹی آئی پی کلینک ہری پور ہزارہ میں کام کیا۔ علاقہ کے لوگوں سے خاصی محبت اور شہرت ملی۔ اسٹھلے پر ورکرز اور آفیسرز نے ہڑتال کر دی۔ بڑی مشکل سے رات کے اندھیرے میں علاقہ کو چھوڑا وہ میرے لئے یادگار لمحات تھے۔

18 فروری ۱۹۶۹ء 'سعید کلینک' کے نام سے بطور فیملی فزیشن اپنی پرائیویٹ پریکٹس کا آغاز کیا۔ محمد اللہ تعالیٰ آج ضلع کا نامور اور معروف ترین معالج شمار کیا جاتا ہوں۔ آج یہ کلینک ایک مٹی ہسپتال کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ یہ سب رب رحیم کے کرم حضور اکرم ﷺ، بزرگان دین کی توجہ اور والدین کریمین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اور بلندنگ جو پہلے گرایہ پر تھی آج اپنی ملکیت ہو گئی ہے۔

ایرون ملک اسفار معلوماتی تجرباتی اور علمی تھے نیز میں نے ہر جگہ اپنا اسلامی تشخص برقرار رکھا

☆ آپ کی فکری و نظری وابستگی میرا مطلب ہے کہ دینی حوالے سے آپ کی سوچ کے زاویے کا کس طرف جھکاؤ ہے؟

○ میری نظریاتی وابستگی ہر کسی پر عیاں ہے میں راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہوں۔ پیدائشی مسلم لگی ہوں۔ مسلم لیگ کی زبوں حالی اور قیادت کے فقدان کی وجہ سے اسے خدا حافظ کہنا پڑا۔ میری سیاست چونکہ دین کے تابع ہے اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کا داعی ہوں، تھا اور رہوں گا (ان شاء اللہ) لہذا جمیعت العلمائے پاکستان واحد ایسی جماعت تھی جس کا جھنڈا اور منشور مجھے پسند آیا۔ مزید برآں راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہونے کے باطن سے بھی اس جماعت کے ساتھ تعلق رہا اور پھر نظریاتی وابستگی بھی جمیعت کے ساتھ بنتی تھی۔

قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں



نیازی رحمہ اللہ کی بے لوث قیادت اور رہنمائی میرے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی۔ ان بزرگوں کے ساتھ کام کرنا کسی نعمت سے کم نہ تھا۔ ان کی بے پناہ شفقت بھی مجھے حاصل رہی۔ تمام مسلمانوں کو رسول عربی ﷺ کے نظام کے عملی نفاذ کے لئے اللہ تعالیٰ کی زمین پر اکٹھا کرنا ہماری خواہش بھی ہے اور منزل بھی۔ ہماری تربیت اس وقت سے اب تک اتحاد بین المسلمین اور اتحاد امت کی ہے۔ بھرپور شرکت 1976ء سے ہے۔ جب تحریک نظام مصطفیٰ شروع ہوئی تو اس وقت ضلع سیالکوٹ میں قومی اتحاد کی جلسہ اور جلوس کمیٹی کا چیئرمین تھا۔ اس کے علاوہ طبی کمیٹی کا سربراہ بھی تھا۔ یہ سب کچھ JUP کے رکن کی حیثیت سے حاصل تھا۔ قومی اتحاد کے پلیٹ فارم میں ضلع کے قائدین میں شامل تھا۔

خوارج محمد معصوم رحمہ اللہ کی نفاست عبادت اور ذکر و فکر نے مجھے بے حد متاثر کیا اور میں ان سے بیعت ہوئے بغیر نہ رہ سکا

جمعیت العلمائے پاکستان ضلع سیالکوٹ کے صدر کی حیثیت سے میں نے کئی سال کام کیا۔ اور جمعیت کا پیغام گلی محلوں، گاؤں، تحصیلوں اور شہر پہنچایا اور علاقائی تنظیموں کا قیام یقینی بنایا مثالی کام کیا۔ میرے ساتھ پروفیسر اعظم خان لودھی سیکریٹری جنرل تھے۔ وہ بھی بڑے باہمت، انھک اور بے لوث کارکن تھے۔ ہم مرکزی شوریٰ اور صوبائی شوریٰ میں بھرپور نمائندگی کرتے رہے۔ اور اپنا نقطہ نظر پیش کرنے میں کبھی تساہل یا تاامل سے کام نہیں لیا۔ اسی طرح کئی دفعہ قیادت سے واقعی اختلاف پیدا ہو جاتا تھا۔ اور ایک دفعہ پی پی کے لئے قیادت کا نرم گوشہ بھی ہماری وجہ سے متاثر ہوا۔ جب تک دونوں قائدین (قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ) اکٹھے رہے ان کی قیادت میں ہم نے خوب کام کیا۔ جس دن دونوں حضرات علیحدہ ہوئے میں نے صدارت چھوڑ دی۔ جماعت اہل سنت پاکستان جس کی قیادت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ فرما رہے تھے میں اس کی ضلعی اور صوبائی مجلس شوریٰ کا رکن رہا ہوں۔ مرکزی تنظیم اتحاد بین المسلمین پاکستان کی

مجلس شوریٰ کا ممبر بھی تھا۔ مجھے مختلف سیاسی و دینی اتحادوں میں جمعیت اور جماعت اہل سنت کی طرف سے نمائندگی کا شرف حاصل رہا۔ ہر سطح کی ضلعی کنونشن، ڈویژنل کنونشن، صوبائی کنونشن اور مرکزی کنونشن کا انتظام، اہتمام اور ان میں شرکت یقینی رہی ہے۔

جمعیت میں جن احباب کا بھرپور ساتھ رہا ان میں شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عالم رحمہ اللہ، پروفیسر محمد اعظم خاں لودھی، امجد علی جیہ، احفاظ الکریم برکی، سید منیر حسین شاہ، حاجی نذیر احمد مغل، جناب افضل فانی، حاجی ابراہیم، قاری خالد محمود، علامہ عقیل ظہیر، میاں سعید مرحوم اور کئی دیگر احباب اور دوست شامل ہیں۔

☆ اپنی ازدواجی زندگی کے حوالے سے کچھ بتائیں گے؟ دونوں بیگمات کا باہمی سلوک کیسا ہے؟

اولیاء کاملین کے بارے میں جو کچھ کتابوں میں پڑھتے تھے وہ تمام صفات خواجہ صاحب کی شخصیت میں موجود تھیں

○ میری ازدواجی زندگی انتہائی خوشگوار اور پرسکون ہے۔ الحمد للہ میری پہلی شادی مئی 1972ء میں اپنے خاندان میں ہوئی۔ میرے سر خان صاحب ڈاکٹر برکت علی کابل ایبھی میں ڈاکٹر متعین تھے۔ ان کے چار بیٹے بریگیڈئیر ڈاکٹر عطاء الرحمن، ڈاکٹر حبیب الرحمن مرحوم، ڈاکٹر خلیل الرحمن اور عباد الرحمن مرحوم تھے۔ ایک ہی بیٹی تھی جو میری اہلیہ ہے۔ اولاد سے محرومی اور والدہ ماجدہ کے حکم پر دوسری شادی فروری 1987ء میں خاندان سے باہر کشمیری گھرانہ میں کی۔ میری دوسری اہلیہ ایم اے ایجوکیشن ہے۔ ان کی دو بیٹیاں بھی ایم اے ہیں۔ دو بھائی ہیں نومبر 1989ء میں رب رحیم کے فضل اور حضور پاک ﷺ کی خصوصی نظر کرم اور بزرگان دین اور والدین کریمین کی دعاؤں سے پہلا بیٹا محمد احمد سعید پیدا ہوا۔ حضور پاک ﷺ کے نام مبارک سے حصول برکت کی غرض سے آپ کے اسم مبارک پر اس کا نام رکھا۔ دوسرا بیٹا جنوری 1995ء میں پیدا ہوا۔ اس کا نام بغداد کے جید اور مشہور زمانہ عالم فاضل اور قابل ترین شخصیت قاضی القضاۃ کے نام پر محمد ایاس سعید رکھا۔



بعد میں معلوم ہوا کہ ایسا نام کے سترہ صحابہ کرام بھی تھے۔ الحمد للہ دونوں بیگمات میں خوب Understanding ہے اور باہمی طور پر پیاری سہیلیوں کی طرح رہ رہی ہیں۔ دونوں ماشاء اللہ سلیقہ مند اور وفا شعار ہیں۔ چھوٹے اور بڑے تمام رشتہ داروں میں یکساں مقبول ہیں اور بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

☆ پاکستان سے باہر آپ نے کافی ممالک دیکھے اس حوالے سے اپنا تاثر دیں گے؟  
○ بیرون ملک سفر اسفار کی تفصیل خاصی لمبی ہے میں نے متعدد سفر کئے۔ تمام سفر دینی، معلوماتی، تجرباتی اور علمی تھے۔ الحمد للہ میں نے ہر جگہ اپنا اسلامی تشخص برقرار رکھا۔ مجھے بھرپور تعاون ملا ایئر پورٹ سے لوگ لے جاتے اور واپس ایئر پورٹ پر چھوڑ جاتے بے پناہ محبت اور خلوص ملا۔ میرا ہر سفر یادگار سفر ہے۔ سفر نامے لکھنا شروع کروں تو ایک ضخیم کتاب منظر پر آجائے گی۔ جو بظاہر اس وقت اپنی پیشہ ورانہ اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے مشکل نظر آتا ہے۔ البتہ اجمالی تذکرہ کچھ یوں ہے کہ 1974ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اس میں میرے ساتھ میرے والدین، خوشدائن، بیوی، بہن اور بہنوئی تھے۔

علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کا کوئی نعم البدل نہیں

1976ء میں چین، ہانگ کانگ، تھائی لینڈ، ڈاکٹرز کے Delegate کے ساتھ دورہ کیا۔ یادگار اور معلوماتی سفر رہا۔ تحریر کرنے کے لئے بے شمار واقعات اور معلومات ہیں۔ اس کے لئے وقت درکار ہے۔ 1980ء میں سعودی عرب بمعہ اہلیہ گیا۔ 1981ء میں ہالینڈ، بلجیم، فرانس، کسمبرگ، برطانیہ، امریکہ، کینیڈا بمعہ اہلیہ گیا۔ 1986ء میں سعودی عرب بمعہ والدہ ماجدہ، اہلیہ، چھوٹی زاد بھائی اور بہن گیا۔ 1986ء میں کینیا (ایسٹ افریقہ) سعودی عرب (حج بیت اللہ) بمعہ اہلیہ اقبال لطیف بیگم گیا۔ کینیا ایک خوبصورت اور سرسبز و شاداب ملک ہے مزید براں دنیا کی خوبصورت اور لمبی سچ بھی کینیا کے شہر ممباسہ میں ہے۔ یادگار سفر اور حج بیت اللہ 1987ء میں سعودی عرب۔ بمعہ دوسری اہلیہ (عمرہ مبارک وہنی مون) کے لئے گیا۔ 1990ء میں رمضان

المبارک میں عمرہ مبارک عراق۔ مع والدہ ماجدہ، دونوں بیگمات، احمد بیٹا، بہنوئی عشرت عبدالحمید پوری مع اہلیہ اور بیٹی عراق میں متعدد بزرگان دین کے مزارات پر حاضری نصیب ہوئی۔ بالخصوص نجف اشرف میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کونہ میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بغداد میں حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سیدنا جنید بغدادی رحمہ اللہ حضرت یوشع علیہ السلام اور دیگر بزرگان دین کے ہاں حاضری دی۔ 1992ء میں حج بیت اللہ ہمراہ بہنوئی طارق جاوید مرحوم کی سعادت

آج MMA بھی مولانا نورانی رحمہ اللہ کے بغیر صفر ہو گئی ہے قیادت کا فقدان ہے

میں حاصل کی اور واپسی میں عرب امارات گیا۔ یہ حج مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کی خصوصی شفقت کی وجہ سے ممکن ہوا۔ 1994ء میں برطانیہ، سعودی عرب (عمرہ مبارک) ہمراہ اہلیہ، احمد بیٹا۔ 1998ء میں رمضان المبارک میں حجاز مقدس کا سفر مع بیگمات، احمد بیٹا، ایسا بیٹا۔ 1999ء میں رمضان المبارک میں عمرہ مبارک مع بیگم اور دوست احباب گیا۔ 2001ء میں امریکہ، برطانیہ، کینیڈا گیا میرے ہمراہ بیگمات اور دونوں بیٹے (احمد، ایسا) تھے۔ اسی سال 2005ء میں پھر برطانیہ گیا اور 2006ء میں پھر متعدد بار برطانیہ گیا اسی طرح اندرون ملک سفر تو بے شمار کئے مثلاً کراچی، حیدرآباد، بہاولپور، ملتان، اوکاڑہ، فیصل آباد، سرگودھا، بھٹوال، فٹکری، لاہور، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، ناروال، گجرات، جہلم، راولپنڈی، اسلام آباد، مری، کھاریاں، پشاور، مردان، ہری پور، ہزارہ، ایبٹ آباد، صوابی، مانسہرہ، بالا کوٹ، کاغان، وادی، سوات، دیر وادی، بلتستان، وادی، افغان بارڈر، کوئٹہ، کوٹ عبداللہ و دیگر متعدد شہر خوب دیکھے۔

میری ذاتی زندگی کے چند اہم واقعات کا خلاصہ یہ ہے کہ 1966ء ایم بی بی ایس اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ 1969ء پرائیویٹ پریکٹس کا آغاز۔ 1972ء پہلی شادی۔ 1973ء ہمشیرہ کی شادی (کراچی)۔ 1975ء والد ماجد کا انتقال۔ 1976ء نئے گھر کی تعمیر کا آغاز۔ 1979ء نئے گھر میں



ربائش پذیر..... 1980ء نئے کلینک کی تعمیر..... 1981ء چھوٹی ہمشیرہ کی شادی (راولپنڈی)..... 1987ء دوسری شادی..... 1989ء احمد کی پیدائش..... 1995ء ایاس کی ولادت..... 1997ء بائی پاس اپریشن..... 1998ء والدہ ماجدہ کا انتقال..... 2004ء بہنوئی طارق جاوید کا انتقال..... 2006ء مستقل سکونت برطانیہ..... ویسے تو میں تمام بزرگان دین کے قدموں میں بیٹھنا سعادت سمجھتا ہوں البتہ جن سے زیادہ متاثر ہوں چند ہستیاں یہ ہیں مثلاً حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ حضرت خواجہ معین الدین مجاہد ملت محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ مرد قلندر مرد درویش تحریک ختم نبوت کے غازی اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے عظیم مجاہد اور رہنما تھے

چشتی رحمہ اللہ حضرت امام علی الحق سیالکوٹی رحمہ اللہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عالم رحمہ اللہ خواجہ محمد عطاء اللہ جالندھری، علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ پھر مجھے جن مشائخ عظام اور علماء کرام کی شفقت میسر رہی، ان میں جنس پیر کرم شاہ صاحب، پیر سید علی حسین شاہ صاحب علی پور سیدال، حضرت کرمانوالہ شریف، پیر سید نصیر الدین گولڑہ شریف، حضرت اعلیٰ مبلغ اسلام زریں زر بخت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ (موہری شریف) اور ڈاکٹر علامہ طاہر القادری شامل ہیں جبکہ سیاسی قائدین میں قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ، مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ اور موجودہ دور میں نڈر سبے پاک نوجوان ”عمران خان“۔

بہر طریقت رہبر شریعت عالمی مبلغ اسلام زریں زر بخت، حضرت اعلیٰ خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ نقشبندی مجددی موہری شریف جب کبھی سیالکوٹ تشریف لاتے تو دوستوں کے ہاں ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو جاتا۔ ایک دفعہ سیالکوٹ چھاؤنی کی جامع مسجد میں محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا جلسہ تھا۔ صدارت میری تھی اور قبلہ خواجہ صاحب مہمان ڈی وقار کی حیثیت سے مدعو تھے۔ جلسہ تقریباً رات 1 بجے ختم ہوا تو میں نے قبلہ خواجہ صاحب

سے عرض کی کہ آج آپ میرے غریب خانہ پر آرام فرمائیں۔ انہوں نے رضامندی ظاہر کر دی۔ وہ رات ایک یادگار اور بابرکت رات ثابت ہوئی۔ آپ کی نفاست، عبادت اور ذکر و فکر نے مجھے بے حد متاثر کیا لہذا میں ان سے بیعت ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

مولانا نیازی نے کسی پروگرام میں شرکت کے لئے کبھی کوئی کرایہ یا ہدیہ قبول نہیں کیا

فخر خواجگان، پیر طریقت، عالمی مبلغ اسلام حضرت اعلیٰ خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کی حسین و جمیل، نفیس و نظیف اور عظیم و کریم شخصیت کے بارے میں اظہار متاثر کے لئے بھی نفیس و نظیف ذہن و زبان چاہئے۔ میں کند ذہن اور کج بیان اس قابل کہاں؟ وہ نفاست، نزاکت، لطافت، بلاغت، فصاحت، عبادت، ریاضت، ذکاوت، سخاوت، شجاعت، شرافت، ہمت اور وجاہت میں اپنی مثال آپ تھے۔ اولیاء کاملین کے بارے میں جو کچھ کتابوں میں پڑھتے تھے وہ تمام صفات آپ کی شخصیت میں موجود تھیں۔ آپ پیکر مہر و مروت اور مصدر لطف و عنایت تھے۔ ہر چھوٹا بڑا آپ کی شفقت سے فیض یاب ہوا کرتا تھا وہ پھول کی طرح نازک بدن اور بلبل کی طرح شیریں زبان تھے۔ مجھے ان کی بے پناہ محبت اور شفقت ہر جگہ اور ہر وقت میسر رہی۔ خواہ موہری شریف کا مقام ہو یا مری کی پہاڑیاں یا پھر مکہ مکرمہ کی سرزمین ہو یا مدینہ منورہ کی گلیاں۔ میرے بیٹے محمد احمد سعید کی ولادت باسعادت کے موقع پر محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ کا انعقاد کیا۔ آپ کی صدارت تھی۔ اس موقع پر آپ نے خطاب کیا وہ ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے بہت پسند کیا اور یقیناً وہ بڑا نورانی، ایقانی اور روحانی خطاب تھا۔ اس میں ملک بھر سے علماء کرام، نعت خوان، دوست احباب اور رشتہ دار شامل ہوئے تھے۔ اس کی تفصیل کے لئے کئی صفحات پر محیط کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ والدہ ماجدہ کی تحریر کردہ ’لوری‘ بھی اس محفل میں پڑھ کر سنائی گئی۔ جس کو محفل میں شریک ہر فرد نے بہت پسند کیا اور سزاواہ لوری تو کیا مستقل دُعا ہے۔

☆ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اور مجاہد ملت محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کے حوالے سے یادداشتیں؟



باطل قوتوں کا نہایت دلیری سے مقابلہ کیا۔ تمام عمر آمریت کے خلاف لڑتے رہے۔ ہر مکتبہ فکر کے لوگ ان کی دلیری اور رہبری کی عظمت کو سلام کرتے ہیں۔ وہ نہ کبھی جھکے اور نہ ہی کبھی بکے۔ آج ملک جس دور سے گزر رہا ہے ان کی اشد ضرورت اور زیادہ کی محسوس ہو رہی ہے۔ ان سے میری ملاقاتیں کئی شہروں میں ہوتی رہی ہیں۔ وہ جب بھی کبھی سیالکوٹ تشریف لاتے اکثر میرے ہاں قیام کرتے۔ کسی پروگرام یا جلسہ میں شرکت کے لئے کبھی کوئی کرایہ یا ہدیہ قبول نہیں کیا۔ تمام عمر اپنی محدود آمدنی میں گزارہ کیا۔

ہمارے قول و فعل میں تضاد ہے ہم نعتیں تو پڑھتے ہیں مگر ادب کا فقدان ہے

محترم مولانا نیازی صاحب کی وجہ سے 1992ء میں ایک دفعہ مجھے حج بیت اللہ نصیب ہوا۔ اس وقت آپ وفاقی وزیر مذہبی امور تھے۔ میرے چھوٹے بہنوئی طارق جاوید مرحوم حج پر جانا چاہتے تھے اور حج میں چند دن باقی تھے میں نے نیازی صاحب کے نام خط تحریر کرنے کی جسارت کی اور استدعا کی کہ میرے بہنوئی طارق جاوید حج پر جانے کے خواہشمند ہیں۔ خصوصی اجازت فرما کر ان کو موقع فراہم کیا جائے۔ انہوں نے اسی وقت ہم دونوں کے آرڈر جاری کر دیئے۔ والدہ ماجدہ کی اجازت سے ایک بار پھر حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہو گئی اور واپسی پر عرب امارات میں قیام کا موقع مل گیا۔ شارجہ، العین، دبی اور ابو ظہبی کی سیر بھی ہو گئی۔ خداوند کریم سے دعا گو ہوں کہ وہ حضرت نیازی صاحب مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆ اہل سنت کے موجودہ حالات کے حوالے سے آپ کا تبصرہ کیا ہے؟

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کے ذوق عبادت

اور شوق بندگی سے متاثر ہو کر ان کی بیعت ہوا

○ بعد معذرت اور افسوس عرض کر رہا ہوں کہ آج اہل سنت انتشار کا شکار ہیں۔ ان کی زیوں حالی لمحہ فکریہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اسلام پسند تو اب بھی ہیں مگر اسلام کے پابند نہیں رہے۔ ہم میلا دمناتے ہیں مگر سیرت نہیں اپناتے۔ میں کسی خوش فہمی میں نہ تو جلا

○ یادیں بے شمار ہیں ان کو تحریر کے اسلوب میں لانے کے لئے وقت بھی چاہئے اور بے شمار صفحات بھی۔ وہ حقیقی لوگ تھے۔ بے لوث اور بے مثل قیادت تھی۔ حکومت وقت بھی ان ہستیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور اپوزیشن بھی رشک کرتی تھی آج ان کا کوئی نعم البدل میسر نہیں مجھے ان بزرگوں کی میزبانی کا شرف کئی بار میسر آیا۔ اور میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔ ان دونوں کی بے پناہ شفقت، محبت اور جذبہ ایثار نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ جمعیت کے شورے کے اجلاس میں اکثر میں نے ان سے اختلاف کیا۔ مگر انہوں نے کبھی اس تعمیری اور اصولی اختلاف کو برا محسوس نہیں کیا بلکہ اس کو پسند فرمایا۔ ہمارے اختلاف ہی کی وجہ سے جے یو پی میں پی پی کے لئے نرم رویہ پیدا نہ ہو سکا۔ مجھے قبلہ مولانا نورانی صاحب کی انفرادیت نے ہمیشہ متاثر کیا۔ مجھے ان کی صاحبزادی کی شادی میں کراچی جانے کا موقع ملا اور شرکت کے بعد احساس ہوا کہ وہاں ہر چیز میں انفرادیت کی جھلک واضح دکھائی دیتی تھی۔ اہتمام، انتظام اور کھانے میں بھی ان کے اعلیٰ ذوق کی عکاسی تھی۔ آپ بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے۔ قیادت، لیاقت اور شجاعت میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آج MMA بھی ان کے بغیر صفر ہو گئی ہے اور قیادت کا مکمل فقدان نظر آتا ہے۔

ہم اسلام پسند تو اب بھی ہیں مگر اسلام پابند نہیں رہے

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ مرد قلندر، مرد درویش، تمام زندگی استحکام پاکستان اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے مجاہدانہ کردار ادا کرتے رہے اور زندگی بھر باطل قوتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لگا کرتے رہے۔ وہ تحریک ختم نبوت کے غازی اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے عظیم مجاہد اور رہنما تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ تمام عمر شادی نہیں کی۔ وہ ایک عملی انسان تھے۔ وہ خالی نعروں میں یقین نہیں رکھتے تھے۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ قائد اعظم کے جانثاروں میں سے تھے۔ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر کی حیثیت سے گلی گلی، محلہ محلہ، گاؤں گاؤں اور شہر بہ شہر قائد اعظم کا پیغام پہنچایا اور



ہونا چاہتا ہوں اور نہ ہی مایوسی کا شکار ہوں۔ ہم عاشق رسول ﷺ کہلانے میں فخر تو محسوس کرتے ہیں مگر ہماری عملی زندگی اس سے مختلف بلکہ متضاد ہے۔ ہمارے قول و فعل میں تضاد ہے۔ ہم نعمتیں پڑھتے ہیں مگر ادب کا فقدان ہے۔ منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر دل آزاری کرنا ہمارا مشغلہ بن چکا ہے اپنے مسلک پر بھرپور توجہ اور تشہیر پر زور دینے کی بجائے اپنی ہمت، قابلیت اور وسائل دوسرے مکتبہ فکر پر تنقید کرنے میں صرف کر رہے ہیں۔ آج جب کہ اتحاد بین المسلمین کی اشد ضرورت ہے۔ امت مسلمہ پارہ پارہ ہو کے رہ گئی ہے۔ ہر سو منافقت کا دور دورہ ہے۔ سیاست اسلام کے تابع ہونی چاہئے۔ مگر آج اسلام سیاست کے تابع کر دیا گیا ہے۔ ہماری کوئی تربیت نہیں ہو رہی۔ آج ہم نام کے مسلمان تو ہیں مگر عمل میں بالکل متضاد ہیں۔ نام کے پاکستانی تو ہیں لیکن جذبہ حب الوطنی سے محروم ہیں۔ سچ یہ ہے کہ مولانا تورانی صاحب اور نیازی صاحب کی رحلت کے بعد سنی یتیم ہو گئے ہیں اور اب تو زوال کی انتہا ہو گئی ہے۔ اب تو قیادت کے لئے کوئی بندہ ہی نہیں۔ لولی لنگڑی قیادت اپنے ارد گرد غول جمع کرنا چاہتی ہیں۔ مگر کوئی بھی مؤثر کامیابی حاصل نہیں کر سکا۔ جب تک ہمارا قول و فعل ایک نہیں ہوگا ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اسی منافقت اور جھوٹ کی وجہ سے میں نے عملی سیاست سے کنارہ کشی کر لی ہے اور برطانیہ میں ہجرت کر لی ہے۔ وہاں دین بھی ہے اور دنیا بھی۔ اور یہاں اب نہ دین رہا اور نہ ہی دنیا رہی۔ صرف اور صرف ذاتی مفادات کی جنگ اور ذاتی تشہیر اور تمام کام نمبر 2 کرنا فخر سمجھا جاتا ہے۔

ہماری NGO 'شیدو' بے سہارا لوگوں کی امداد کے لئے عملاً جدوجہد کر رہی ہے

☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت کے حوالے سے آپ کا تاثر؟ ذرا مفصل بیان فرمائیں۔

○ حضرت شیخ الحدیث حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے الحمد للہ تیس سال تک ان کی صحبت، بے پناہ محبت اور بھرپور شفقت حاصل رہی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس ماہرِ کتبِ ہستی سے بہت کچھ سیکھا اور پھر انہی کی خصوصی توجہ کا نتیجہ ہے کہ آج میں

رب کریم کے فضل سے ایک راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہوں۔ میں نے حضرت شیخ الحدیث کو جیسا پایا، محسوس کیا اور دیکھا اس کے مطابق آپ ایک عظیم دردِ دل رکھنے والے ہمدرد انسان، خوفِ خدا اور حبِ رسول ﷺ سے سرشار سچے بچے مسلمان، مردِ صالح، عالمِ باعمل، شریعتِ مطہرہ کے پابند اور طریقت کے اصولوں سے واقف، حافظِ قرآن، حافظِ قرآن کے والد ماجد اور دیگر ہزاروں حافظِ قرآن کے استاذِ ذی شان، متعدد دینی اور دنیوی علوم سے بہرہ ور اور پھر ان علوم کے بے حد قابلِ استاد تھے وہ بانی و مہتمم درسگاہ دارالعلوم جامعہ حنیفہ دو دروازہ سیالکوٹ تھے جہاں سے ہزاروں طلبہ فارغ التحصیل ہو کر ملک کے اندر اور دیا غیر میں بطور خطیب، امام، استاد اور مہتمم دارالعلوم خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ وہ خطیب جامع مسجد بھی تھے اور ڈسٹرکٹ خطیب سیالکوٹ بھی، فصاحت اور بلاغت میں یکتا، غیر متنازعہ بیانات و تقاریر، تنقیدی بھی مثبت اور اپنے مسلک کی بھرپور وکالت اور نمائندہ کرنے والا جید عالم، علم و حکمت کا خزانہ، شب بیدار، تہجد گزار، مہمان نواز اور غریب پرور، قانع، شاکر، بردبار، نرم دل، صابر اور عبادت گزار انسان۔ مولانا محمد عالم میں واقعی یہ خوبیاں موجود تھیں وہ یتیم، یتیموں اور یتیموں پر مہربانی کرنے والے، خوش خلق، خوش مزاج، مخیر اور وعدہ کے پابند اخلاق کے پیکر تھے۔ سچے جوان، بوڑھے، خواتین سب آپ کے گرویدہ تھے۔ خیر خواہ، نیک کردار، باوقار، کم گو، راست گو، صلح جو، متقی، پرہیزگار اور محبتِ وطن پاکستانی تھے جمعیت العلماء پاکستان اور جماعت اہل سنت کے روحِ رواں، اتحاد بین المسلمین کے زبردست داعی، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے غازی مجاہد، اپنوں اور غیروں میں یکساں مقبول و ہر دلعزیز تھے۔

ہزاروں غیر مسلم مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے

حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم کی مساعی جیلہ سے لاکھوں گم کششگان راہِ مستقیم پر گامزن ہوئے۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کے ہاتھوں مسلمان ہوئے یقیناً آپ کی شخصیت سے رشد و ہدایت اور علم و حکمت کے چشمے پھوٹے اور پھر ایک عالم کو سیراب کر



گئے اور آپ خود سیالکوٹ کی پہچان بن گئے آپ نے تمام عمر توحید و رسالت کا درس دیا۔ تمام عمر نیکی، پرہیزگاری اور تقویٰ کے کاموں میں بسر کی، ساری زندگی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی، خدا تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کی خوشنودی کے لئے کوشاں رہے۔ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد پر خصوصی توجہ دیتے۔ جب بھی بات کرتے اچھی کرتے۔ کبھی دل میں حسد، بغض یا انتقام کو جگہ نہ دی۔ اہل بیت اور صحابہ کرام اور اللہ والوں کا بڑا احترام کرتے تھے۔ بزرگوں کے مزارات پر حاضری کو سعادت جانتے۔ مگر وہاں غیر شرعی رسومات اور خرافات سے سخت نفرت کرتے۔ طلباء کے مسائل اچھی طرح سمجھتے اور بچوں کو بہت عزیز جانتے اور مہمانانِ رسول ﷺ کی خاطر مہارت میں فخر محسوس کرتے۔

جب خوفِ خدا اور حبِ رسول ﷺ کے صرف دعوے ہوں نظامِ سننے ﷺ کیسے آسکتا ہے؟

کئی علوم پر آپ کو دسترس حاصل تھی۔ حصولِ علم کے بعد آپ نے دینِ اسلام کی وہ خدمت کی ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ گویا ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ رسول اللہ ﷺ کی رضا اور خوشنودی کے لئے وقف تھا۔ آپ کی تقاریر اور سمجھانے کا انداز بالکل سادہ آسان اور عام فہم ہوتا تھا جس کی وجہ سے کوئی بھی دقت محسوس نہ کرتا، دنیاوی مسائل اور دینی و فقہی مسائل نہایت خوبصورتی سے احکامِ خداوندی اور رسول اکرم ﷺ کے فرمان سے مطابق حل کرنے میں اپنی مثال آپ تھے۔ اور ہر آنے والے کو مطمئن کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ اسلام کے عالمگیر پیغام کو چارواگ عالم میں پہنچانا آپ کا مقصد حیات تھا۔ آپ کی مبارک زندگی سراپا تقویٰ تھی شریعت کی پیروی ان کا شعار تھا۔ رمضان المبارک میں پورا ماہ اعتکاف، کئی قرآن مجید نوافل اور نماز تراویح میں سنانا پڑھنا اور سننا ان کے معمولات کا حصہ تھا۔ سخاوت اور غریب پروری میں بھی مشہور تھے۔ دینی خدمات کے علاوہ ملک میں قومی شعور کی بیداری، دو قومی نظریہ کی برتری اور غیر شرعی رسم و رواج کی مخالفت کے سلسلہ میں آپ کی گرانقدر خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ نے سیاست کے لئے جمعیتِ علمائے پاکستان کا پلیٹ فارم استعمال کیا۔ اس جماعت کے بانی رکن بھی تھے۔

مذہبی جماعت، جماعتِ اہل سنت کے بھی بانی اور فعال رکن تھے۔ تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفیٰ کے ہراول دستے میں تھے۔ رشتی بھی ہوئے اور جیل بھی گئے۔ اے کے ایکشن میں بھنوازم کا خوب مقابلہ کیا اور ساٹھ ہزار ووٹ لے کر دوسرے نمبر پر آئے۔ جب کہ اکثر کی ضمانتیں ضبط ہو گئی تھیں۔ وہ برملا کہتے تھے کہ میری سیاست دین کے تابع ہے۔ میں صرف نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی بہاریں دیکھنا چاہتا ہوں۔ عاجزی انکساری ان میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ وہ اتحادِ بین المسلمین کے زبردست داعی تھے۔ تمام مکاتیب فکر کے لوگ اور علماء ان کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کا جنازہ شہر اقبال کا واحد اجتماع ہے جو تاریخ سیالکوٹ میں منفرد تھا اس کا منظر بھی دیدنی تھا بلکہ یوں لگتا تھا کہ مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام کے دروازے کے باہر کھڑا ہوں

سیاستِ اسلام کے تابع ہونی چاہئے مگر یہاں اسلام سیاست کے تابع کر دیا گیا ہے

اور لوگ جوق در جوق نماز کے لئے خانہ کعبہ میں تشریف لانے کے لئے تیز تیز چل رہے ہیں آپ کی نماز جنازہ کے موقع پر یہی منظر دیکھنے میں آیا کہ جو گلی سڑک جنازہ گاہ کی طرف جارہی ہے انسانوں سے بھری پڑی تھیں۔ شہر کی تمام سڑکیں سنسان ہو گئی تھیں۔ آخرت کا سفر بھی آپ کا مثالی تھا۔ ۱۵ مارچ ۱۹۹۸ء کو میری والدہ ماجدہ کے ختم چہلم پر حضرت مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب یقیناً لا جواب مدلل انتہائی جامع اور متاثر کن تھا، ہر طبقہ فکر کے لوگوں کا عظیم اجتماع تھا۔ کوئی بھی ان کی بصیرت، قابلیت، فصاحت، بلاغت اور وسیع النظری سے متاثر ہوئے بغیر نہ سکا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ آپ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے بول رہے ہیں اور چہرہ مبارک پر ماشاء اللہ نور ہی نور تھا۔ زبان میں روانی اور شائستگی تھی عنوان بھی علماء حق اور علماء سوء کا تھا۔ یقیناً یہ خطاب ان کے بہترین خطابات میں سے تھا۔ آخر میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر حضرت شیخ الحدیث جیسی شخصیات کے لئے عرض کرتا ہوں۔

ہزاروں سال زرخس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ و پیدا



☆ موجودہ دور کسمپرسی اور زوال کا دور ہے آپ نے عہد حاضر میں بھی کوئی بزرگ ولی دیکھا ہے؟

○ بالکل دیکھا ہے میری نظر میں آج کے دور میں باعمل، باشرح، مبلغِ اسلام، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت علامہ سید منیر حسین شاہ صاحب جاکے پیچھے ہیں۔ ان کی ہر سوچ، ہر فکر اور ہر ادا میں خوفِ خدا، عشقِ مصطفیٰ اور جذبہ حب الوطنی لپکتا ہے۔ ہر وقت با وضو ہونا اور اکثر روزے سے ہونا یقیناً قابلِ رشک بات ہے۔ حالانکہ وہ ذیابیطس کے مریض بھی ہیں۔ ان کی تقریر ہمیشہ سادہ، آسان، عام فہم اور بامقصد ہوتی ہے۔ دینی اور دنیاوی علوم پر مکمل دسترس ہے اور تقریر کئی گھنٹے بھی جاری رہے تو سننے والوں کے شوق اور دلجمعی میں مزید اضافہ ہی ہوتا ہے اکتاہٹ ہرگز نہیں ہوتی۔ انہیں جو ایک دفعہ سن لیتا ہے بار بار سننے کے لئے منتظر رہتا ہے۔ ان کی والدہ ماجدہ بھی عظیم خاتون تھیں۔ پاکباز، برگزیدہ، باعمل، درد مند، تہجد گزار تھیں۔ ہمیشہ با وضو رہتیں اور تمام اولاد کو با وضو رکھ کر دودھ پلایا کرتی تھیں۔ کوئی مہمان ان کے گھر آ جائے بغیر کھانا کھائے نہیں جاسکتا۔ خواہ کوئی کتنا ہی گھر میں داخل ہو جائے حکم تھا کہ اس کو بھی کچھ ڈال کر گھر سے جانے دیا جائے۔ بصورت دیگر ناراضی کا اظہار کر دیتی تھیں۔ مہمانوں کی دیکھ بھال، غریب بچیوں کی شادیاں اور مستحق افراد میں اناج کی تقسیم اپنے فرائض منصبی میں سے سمجھتی تھیں۔ تمام عمر سادگی، حیا، پردہ اور صوم و صلوة کی پابندی سے گزاری۔ خداوند کریم ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

بناوٹ اور جھوٹ کی وجہ سے میں نے عملی سیاست سے

کنارہ کشی اختیار کر کے برطانیہ ہجرت کر لی

☆ آپ نے ایک مدت میدانِ سیاست میں انقلابِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے گزاری ہے آپ کی نظر میں نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے راستے کی رکاوٹیں کیا ہیں؟

○ سب سے بڑی رکاوٹ اپنے کردار کی تشکیل پر توجہ نہ دینا ہے۔ اس وقت ہم حقیقی معنوں میں نہ تو سچے، پاکستانی ہیں اور نہ ہی حقیقی باعمل مسلمان۔ الا ماشاء اللہ۔ ہم

جذبہ حب الوطنی سے عاری ہیں خوفِ خدا ختم ہو گیا ہے جب رسول ﷺ کا فقدان، حلال و حرام کی تمیز ختم، شر اور خیر کی پہچان ختم، نیکی اور بدی میں تمیز ختم، بلند و بالا مذہبی اور سیاسی کھوکھلے دعوے، بہروپ پن عروج پر ہے، نفسا نفسی کا عالم ہے، قومی مفادات پر ذاتی مفادات کو ترجیح دینا ہمارا شیوہ بن چکا ہے۔ آج ہم من حیث القوم بدعنوان ہو چکے ہیں۔ رشوت، ملاوٹ، اخلاقی قدروں کی تہزلی، مادیت پرستی میں اضافہ کے ساتھ بے ایمانی اور بددیانتی ہمارا شعار بن چکا ہے۔ ہمارا کوئی اسلامی اور قومی تشخص باقی نہیں رہا۔ امیر امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب غریب تر، جب کہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہمارے پیارے نبی ﷺ کے فرمودات میں اس کی اجازت ہے۔ ہمیں عمل کی سخت ضرورت ہے۔ خالی دعووں سے قومیں کبھی ترقی نہیں کرتیں اور نہ ہی اپنی منزل پاتی ہیں۔ ان حالات میں نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر وہی بات کہ آج اسلام پسند تو سبھی ہیں مگر صد افسوس اسلام پابند کوئی نہیں۔

☆ تنظیمی زندگی سے کنارہ کشی کیوں؟

○ میں نے ہر طرف منافقت اور جھوٹ کی وجہ سے عملی سیاست سے کنارہ کش ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ یہاں تو لوگ مسجد میں بیٹھ کر اور پھر قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر وعدوں سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ پیسے اور لالچ کی سیاست ذاتی، مفادات کی سیاست، اقربا پروری کی سیاست اور پھر ادھر جو سیاست دین کے تابع ہونی چاہئے تھی وہ آج دین سیاست کے تابع ہوا چاہتا ہے۔ ایسے میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ جو مقصود تھا کیسے ممکن ہے؟ لہذا میں نے ایسی سیاست اور تنظیمی زندگی کو خیر باد کہہ دیا ہے۔

بلند و بالا مذہبی اور سیاسی کھوکھلے دعوے اور بہروپ پن عروج پر ہے

☆ تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ اور تحریکِ ختم نبوت کے حوالے سے یادداشتیں:

○ دونوں تحریکوں میں بھرپور عملی حصہ لیا۔ ان کی تفصیلات کے لئے پوری کتاب درکار ہے۔ اجمالی طور پر بھی کہوں تو کیا کہوں؟



☆ کیا کبھی جیل گئے؟

○ دیے جیل کبھی نہیں گیا۔ البتہ تحریک کے دوران قیدی ساتھیوں سے ملنے جاتا رہا ہوں۔ قائد اعظم محمد علی جناح کے نقش قدم پر چلتا ہوں۔ لہذا کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جیل کی ہوا کھانی پڑتی۔

☆ تحریکی زندگی کے ساتھی؟

○ شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عالم رحمہ اللہ، سید میر حسین شاہ صاحب قاری خالد محمود صاحب، میاں سعید مرحوم، پروفیسر اعظم خاں لودھی، امجد علی چیمہ صاحب، مولانا معین الدین صاحب، حاجی نذیر احمد مغل صاحب، احتفاظ الکریم برکی، افضل فانی، مولانا محمد اقبال پرویز، حاجی محمد ابراہیم صاحب نارووال، علامہ عقل، ظہیر صاحب اور متعدد ساتھی تھے۔

کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جیل کی ہوا کھانی پڑتی

☆ آپ کی نظر میں اس وقت برطانیہ میں اسلام اور اہل اسلام کی اصل پوزیشن کیا ہے؟

○ برطانیہ بلکہ سارے یورپ میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ آج ہر محلہ میں مسجد اور دینی مدرسہ ہے۔ وہاں اوقات نماز میں مساجد بھری ہوتی ہیں۔ دو دفعہ جمعہ کی نماز تو متعدد مساجد میں پڑھائی جاتی ہے جبکہ عید کی نماز تین تین چار چار دفعہ بھی پڑھائی جاتی ہے کیوں کہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایک دفعہ سارے لوگ نماز نہیں پڑھ سکتے تو دوبارہ جماعت ہوتی ہے پھر تیسری دفعہ اس طرح کبھی چوتھی دفعہ بھی نماز بھی پڑھی جاتی ہے۔ بچے بھی اسلام کے بہت قریب ہیں۔ جوان اور بزرگ بھی اسلامی شعار اپنا رہے ہیں۔ گاڑیوں میں اکثر لغتیں سننے کے مواقع ملتے ہیں۔ میلاد کے کانفرنسوں میں عورتوں کی بھرپور شرکت ہوتی ہے اور وہ سب باپردہ ہوتی ہیں۔ میں نے کسی کے سر پر سے سکارف یا دوپٹہ اترا نہیں دیکھا۔ حیا دار لباس عورتوں کی زینت ہے مگر افسوس اس بات کا ہے کہ یہاں پاکستان میں روشن خیالی، احساس کمتری اور بے حیائی عام ہو گئی ہے۔

برطانیہ میں گجرات کا ٹھنڈا دار اور بھگہ دیش کے لوگ بچے مسلمان ہیں۔ مساجد کی

تعمیر مدرسوں کا اجراء اور دین کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ وہاں نکاح مسجد میں ہوتے ہیں جس کے بعد چھوڑے تقسیم ہوتے ہیں۔ سادگی اور مذہبی رواداری روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے۔ اس لئے زندگی پر سکون اور آسان ہے۔

کیا یہ مصیبت سے کم ہے کہ ہم نے یہاں ہندوانہ رسمیں اپنائیں ہیں اجتماع خواہ منہاج القرآن والوں کا ہو یا جماعت اسلامی کا دعوت اسلامی کا ہو یا تبلیغی جماعت والوں کا اہل سنت والجماعت کا ہو یا اہل حدیث کا ہو لوگوں کا جم غفیر ہوتا ہے۔ مگر عملی زندگی میں اسلام کہیں نظر نہیں آتا۔ قناعت پسندی ختم ہو گئی۔ نمود و نمائش کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ فضول خرچی اور رقوم کا غیر ضروری ضیاع عام ہو گیا ہے۔ اسی لئے آج چوریاں اور ڈاکے بڑھ گئے ہیں۔ اسلام تو اتنا خوبصورت اور جدید مذہب ہے جس میں دین بھی ہے اور دنیا بھی۔ مگر اس وقت ہماری تربیت کا کوئی مناسب نظام نہیں رہا۔ خانقاہی نظام کمرشل ہو کر رہ گیا ہے۔ سیاسی نظام صرف اقتدار کی ہوس میں مبتلا ہو گیا ہے مدارس ذکوہ کی دوڑ میں شریک ہو گئے ہیں۔ قلمہ حلال کی طرف توجہ نہیں رہی۔ ملک میں اس وقت کوئی پالیسی عملاً رائج نہیں ہے۔ نوڈ پالیسی نہ ہونے سے ملاوٹ کھلے عام ہے۔ موٹر ہیلتھ پالیسی نہ ہونے کے سبب جعلی ادویات کی بھرمار ہے۔ ہماری انجیکشن پالیسی زیروہ ہے۔ آج ہماری تعلیم کوئی نہیں مانتا۔ بیماریاں، افلاس اور بے روزگاری عام ہے جبکہ برطانیہ میں ایسا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ وہاں کسی جانور کی موت علاج کے نہ ملنے سے کبھی واقع نہیں ہوتی اور نہ ہی کبھی جعلی دوائی یا خوراک کا تصور کیا جاسکتا ہے۔ مگر ہمارے ہاں اتنی زیادہ اموات ہو رہی ہیں اور کوئی پرسان حال نہیں۔

واقعی برطانیہ بلکہ سارے یورپ میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے

برطانیہ میں بچے سکول خوشی سے جاتے ہیں اور کبھی سکول نہ سمجھو تو وہ ماں باپ سے ناراض ہوتے ہیں اور سکول والے والدین کو جرم مانہ کر دیتے ہیں۔ وہاں پرائمری سکول بہت بڑے بڑے ہیں اور وہاں کا کالج تو پورا محلہ لگتا ہے۔ کالج تک تعلیم مفت اور اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ جو تمام دنیا میں تسلیم کی جاتی ہے۔ برطانیہ میں مسجدیں آباد ہیں۔ پانچوں



نمازوں میں رش ہوتا ہے۔ جبکہ یہاں نہ ڈسپلن ہے اور نہ ہی ٹریفک کا نظام۔ البتہ ہمارے ہاں انسانیت کی تذلیل خوب ہے وہاں ایسا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ خوراک خالص علاج خالص کوئی قانون سے بالاتر نہیں۔ وہاں سب سے زیادہ عزت اور قدر معذور افراد کی ہے۔ اس کے بعد جو پیدل چلتے ہیں پھر سائیکل سوار پھر جو بیس اور ریل میں سفر کرتے ہیں اور آخر میں کار والوں کا احترام ہے۔ وہاں کوئی بھوک سے نہیں مر سکتا اور کوئی علاج کے بغیر اس دنیا سے رخصت نہیں ہو سکتا۔ وہاں احترام انسانیت کی پاسداری کی جاتی ہے۔ آج ہماری قوم انتشار کا شکار ہے۔ کسی خوش فہمی یا پاپوسی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے اس دھرتی کو کسی مرد مومن کا انتظار ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن ہماری زندگی میں ہی دیکھنا نصیب ہو جائے۔ اور ہم اس مقدس نورانی نظام کی بہاروں سے لطف اندوز ہو سکیں۔

انسوس! پاکستان میں روشن خیالی احساس کمتری اور بے حیائی عام ہو گئی ہے

☆ یہ آپ نے برطانیہ 'ہجرت' کیوں کی؟

○ کبھی سوچا نہ تھا کہ پاکستان سے ہجرت کروں گا۔ ملکی حالات اور قوم اور اپنوں کی بے حسی اور دین سے دوری، منافقت اور جھوٹ اور اخلاقی قدروں کی پامالی نے مجبور کر دیا۔ بچوں کی تربیت و تعلیم ہی اب میرا اثاثہ ہے۔ لہذا ملک برطانیہ کا انتخاب کیا۔ جہاں دنیا بھی ہے اور دین بھی۔ Quality of Life بدرجہا بہتر ہے۔ صاف گوئی، سادگی اور محنت بچوں نے اپنائی ہے۔ ان شاء اللہ یہی دین اور دنیا میں ان کے لئے اعلیٰ کامیابی کی ضمانت ثابت ہوگی۔ ملک عزیز کی موجودہ حالت پر ہر باشعور شہری پریشان ہے یہاں قانون شکنی ہمارا وطنہ بن چکا ہے۔ قانون کی پاسداری اور عمل داری نام کی کوئی چیز موجود نہیں۔ ہر سو افراتفری ہے۔ خوف خدا ختم ہو چکا ہے سکون قلب تو ہے ہی نہیں۔ ذرائع ابلاغ عامہ مذہبی پروگرام ضرور پیش کرتے ہیں مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ کتنے فی صد ہوتے ہیں۔ اونٹ کے منہ میں زیرہ کے برابر۔ نئی نسل میں بے راہ روی کے حوالے سے

جہاں ذرائع ابلاغ کا ہاتھ ہے وہاں ماڈرن ماں باپ اور آج کے اساتذہ کا بھی ہاتھ ہے۔ اس وقت پوری قوم کی تربیت کی ضرورت ہے اور کردار کی تشکیل کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ملک چین کی مثال ہمارے سامنے ہے وہ ہمارے بعد آزاد ہو کر چینی آج دنیا کی ایک سپر طاقت بن چکے ہیں۔ اسی طرح ملائیشیا اور کوریا بھی کسی سے کم نہیں۔ مجھے سفر چین کے دوران ترجمان نے اپنی ترقی کا راز یہ بتایا کہ یہ سب کچھ ماؤزے تنگ کی سرخ کتاب میں درج ہے اور ماؤزے تنگ نے کتاب میں تسلیم کیا ہے کہ محمد عربی ﷺ مرے رہبر ہیں۔ (صرف نبی تسلیم نہیں کیا)۔ آج ہم اسی عظیم رہبر کی باتیں تو کرتے ہیں مگر اس کے فرمودات پر عمل کرنے سے گریزاں ہیں۔ چین والوں کی ایمانداری کا ایک واقعہ بیان کئے دیتا ہوں۔ میں پکنگ ہوٹل میں اپنی نماز والی ٹوپی بھول گیا مگر مجھے یہ ٹوپی اگلے روز وہاں سے ۲۸۰۰ کلومیٹر دور شکٹیا تنگ کے ہوٹل میں میرے کمرے میں پہنچا دی گئی۔ اسی طرح ہماری ساتھی لیڈی ڈاکٹر کی اشیاء کی خرید میں حساب غلط ہو گیا ہوگا اس کو اس کی بقایا رقم شکٹیا تنگ کے ہوٹل میں پہنچا دی گئی۔ یہ ایسی مثالی باتیں ہیں جن سے اُن کے عظیم ہونے کے ثبوت ملتے ہیں اور یہی وہ اصل راز ہے جس سے اس قوم نے بے پناہ ترقی کی ہے۔

قناعت پسندی ختم ہو گئی تو نمود و نمائش کی اہمیت بڑھ گئی

ملائیشیا کے سابق حکمران ڈاکٹر مہاتیر محمد صرف اپنی قوم کے ہیرو ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے عظیم لیڈر ہیں۔ انہوں نے اپنے دل کا بائی پاس آپریشن اپنے ملک میں اور اپنے ڈاکٹروں سے کروانے کو ترجیح دی جس سے قوم کے وہ افراد جو ملک سے باہر جا کر علاج کرواتے اور کثیر زر مبادلہ خرچ کرتے اپنے اس عظیم لیڈر کی تقلید میں حب الوطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام علاج وغیرہ اپنے ملک میں کروانے کو ترجیح دینے لگے یعنی ایک روایت بن گئی آپ سوچیں یہ ملک کی کتنی بڑی خدمت ہے۔

☆ آپ کی سماجی خدمات؟



○ رب رحیم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ ناچیز کو یہ توفیق بخشی کہ میں کچھ نہ کچھ سماجی کاموں میں حصہ لیتا ہوں۔ تفصیل تو شاید لمبی ہو جائے مگر آپ کے حکم کی تعمیل میں مختصر عرض ہے کہ حقیقت میں یہ تمام کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اور اسی کی دی ہوئی توفیق اور ہمت سے کئے۔ نہ کبھی نمود کی ضرورت محسوس کی ہے اور نہ ہی کبھی تشہیر کو پسند کیا ہے۔

(۱) ۱۹۷۱ء کی جنگ اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں کرفیو اور ایمر جنسی کے باوجود مجھے بھرپور خدمت کا موقع ملا۔ میرا کلینک بھی کھلا رہا۔ 'کرفیو پاس' بھی تھا۔ لہذا آنے جانے اور زخمیوں اور ضرورت مندوں کی آواز پر فوری لبیک کہنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کی۔ ہندوستان کے ہوائی حملہ میں میرے کلینک پر ایک مریض نے جام شہادت نوش بھی کیا۔ پھر بھی رب رحیم کے فضل اور حضور پر نور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقہ و طفیل سے جو توفیق میسر تھی اس کو بغیر خوف کے بھرپور استعمال کیا۔ کبھی بھل سے کام نہیں لیا۔ 'مرکوں' 'مخلوں' 'گھروں' 'میدانوں' اور 'خیلوں' میں جب کسی نے ضرورت محسوس کی فوراً ان کی مدد کے لئے اسی وقت ان کے پاس پہنچنے کی سعادت بھی حاصل رہی۔

نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے اس دھرتی کو کسی مرد مومن کا انتظار ہے

(۲) جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ تحریک نظام مصطفیٰ کے موقع پر میں قومی اتحاد کی طرف سے جلسہ اور جلوس کمیٹی کا چیئرمین تھا اور طبی کمیٹی کا سربراہ بھی۔ لہذا اس تحریک میں خلق خدا کے کام آنے کا خوب موقعہ ملتا رہا۔

(۳) کئی مساجد اور مدرسوں کی انتظامیہ کا سربراہ اور عہدہ دار بھی ہوں۔

(۴) کئی فلاحی تنظیموں کا سرپرست، عہدہ دار اور رکن مجلس عاملہ بھی رہا ہوں۔

(۵) "SHADE" ایک NGO ہے جس کا سرپرست بھی ہوں جو خلق خدا کی خدمت میں مصروف عمل ہے۔ مریضوں کو طبی سہولتیں مہیا کرنا، غریب بچیوں کی شادیاں کرانا، قیدیوں کی دیکھ بھال میں مدد کرنا، بچوں اور عورتوں کی فلاح و بہبود کے پروگرام کا

انعتقاد کرنا اس "SHADE" کے مقاصد میں سے ہیں۔ اس کی صدر ڈاکٹر فردوس عاشق انوان سابق (ایم این اے) ہیں جو انتھک، بے لوث اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار شخصیت کی حامل ہیں۔

(۶) سیلاب، زلزلہ، وبائی امراض و دیگر قوی اور ضلعی مصائب میں ہمیشہ کسی نہ کسی پلیٹ فارم سے اپنی خدمات پیش پیش رہی ہیں جسے ہر اپنے اور غیر نے بھی سراہا۔

(۷) انجمن شیخاں (رجسٹرڈ) سیالکوٹ کا مرکزی مجلس عاملہ کا ممبر، بانی رکن اور انچارج "ڈرگ بینک"

(۸) چیئرمین طبی کمیٹی انجمن شیخاں سیالکوٹ

کبھی سوچا نہ تھا کہ پاکستان سے ہجرت کروں گا مگر ملکی حالات نے مجبور کر دیا

(۹) بانی رکن الشیخ جناح میموریل ہسپتال سیالکوٹ

ڈرگ بینک کا اجراء شہر اقبال کا واحد اور منفرد منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچایا اور کامیابی سے چلایا۔ شہر ہلال استقلال کے ہر طبقہ فکر کے افراد نے اسے بے حد سراہا۔ کیونکہ اس سے ہر قوم و نسل کے مستحق مریض کو اس کی مرض کے مطابق ادویات مہیا کی جاتی تھیں خواہ وہ کتنی ہی مہنگی کیوں نہ ہوتیں۔ اس کی کامیابی کے بعد الشیخ جناح میموریل ہسپتال کا منصوبہ شروع کیا بد قسمتی سے اسے منفی سیاست نے آدھوچا لہذا کنارہ کشی میں ہی عافیت سمجھی۔ اس کے علاوہ بیوگاں، مستحق طلباء اور طالبات کے وظائف کا اجراء بذریعہ منی آرڈر گھر پہنچانے کا اہتمام کیا تاکہ کسی کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔ یہ بھی کامیابی نصیب ہوئی۔ اس میں میرے ساتھ جن شخصیات کا بے پناہ تعاون مجھے نصیب رہا ان کے چند نام تحریر کر رہا ہوں۔ حاجی اللہ رکھا سونی مرحوم، حاجی عنایت اللہ رتوانہ مرحوم، شیخ ضیاء الرحمن مرحوم، ڈاکٹر شیخ عبداللطیف مرحوم، ڈاکٹر شیخ حبیب الرحمن مرحوم، محمد اللہ ان تمام منصوبوں کے اجراء کی منصوبہ بندی کا شرف احقر کو حاصل ہے۔

(۱۰) اولڈ یو ایسوی ایٹن گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول سیالکوٹ



اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے صدر کی حیثیت سے کئی سال کام کرنے کا موقع ملا۔ خدا کے فضل اور دوستوں کے تعاون سے ایک جذبہ اور ولولہ کے ساتھ نئی جہتوں میں کام کیا (جو کبھی پہلے نہ ہوا تھا اور نہ ہی اس کے بعد ہوا ہے) جس کا بے پناہ فائدہ سکول کو، اساتذہ کرام کو، سٹاف اور طلباء کو پہنچا۔ مثالی دور تھا اور مثالی کام ہوئے۔ ادارہ کی ضروریات (نئے کمروں کی تعمیر، پرانی بلڈنگ کی مرمت و رنگ و روغن، کچھے، ٹیوب ویل، راستوں کو پختہ کرنا، ہال کی تزئین و آرائش وغیرہ وغیرہ) اساتذہ کی بہبود کے لئے خصوصی فنڈ اور پروگرام، سٹاف کی ضروریات اور طلباء کے بہبود کے متعدد نصابی، ہم نصابی اور غیر نصابی پروگرام شامل ہیں اور جن میں ہونہار طلباء کے لئے میڈلز، انعامی کپ، نقد انعامات، کتب اور وظائف بھی شامل تھے۔ مستحق اور نادار طلباء کے لئے یونیفارم، سائیکلیں اور نقد وظائف مہیا کرنے کا اہتمام ہوتا تھا۔ ان پروگراموں کے تسلسل کی وجہ سے یہ ادارہ ملک بھر میں منفرد حیثیت اختیار کر گیا۔ اس کی مختلف تقاریب کے مہمان خصوصی صدر پاکستان، چیف جسٹس آف پاکستان، مرکزی اور صوبائی وزراء، وائس چانسلر (یونیورسٹی)، چیئرمین تعلیمی بورڈ، اعلیٰ سول اور ملٹری افسران، معروف صنعتکار اور ڈاکٹر صاحبان ہوتے تھے۔ آج بھی اس دور کو سنہری دور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مجھے اس سلسلہ میں جن افراد کا بے پناہ تعاون میسر رہا ان میں سے چند یہ ہیں۔ چوہدری محمد اکرام صاحب، ڈاکٹر محمد اکرم قریشی، ڈاکٹر ایم اورلیس قریشی صاحب، پروفیسر محمد حسین مرحوم، داؤد چٹھہ صاحب، ممتاز ڈھوڑی صاحب، پروفیسر ریاض صادق صاحب، انور قریشی مرحوم، پروفیسر اختر نواز صوفی صاحب، پروفیسر خالد پرویز صاحب، زکریا صاحب اور کئی نام

جین والوں کی ایمانداری ہی وہ راز ہے جس سے اس قوم نے بے پناہ ترقی کی ہے

(11) سابق صدر پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن ضلع سیالکوٹ، سابق نائب صدر PMA پنجاب، سابق نائب صدر PMA ضلع سیالکوٹ، ممبر صوبائی کونسل PMA پنجاب، ممبر مرکزی کونسل PMA پاکستان، چیف ایکشن، کمشنر PMA سیالکوٹ، ممبر ایکشن کمیشن پنجاب۔

PMA نے سیالکوٹ کو فعال بنانے میں اہم کردار ادا کیا جس کی بدولت PMA سیالکوٹ ملک بھر کی چند بڑی فعال ایسوسی ایشنوں (کراچی، اسلام آباد، لاہور) میں شمار ہونے لگی۔ اعلیٰ کارکردگري کی بناء پر تاریخ میں پہلی دفعہ سیالکوٹ سے PMA پنجاب کے صدر محترم ڈاکٹر اکرم قریشی منتخب ہوئے اور خوب کام کیا۔ PMA پنجاب کے نائب صدر ہونے کی ذمہ داری بھی میرے پاس رہی۔ PMA پنجاب اور پاکستان کے اجلاس میں بھرپور نمائندگی کرنے کا شرف حاصل رہا۔ خواہ وہ اجلاس کوئٹہ میں ہوا یا کوٹ عبداللہ یا پھر کراچی، پشاور، اسلام آباد، ملتان، لاہور، گوجرانوالہ میں جہاں کہیں بھی ہوا۔ پی ایم اے کے تحت فلاحی منصوبوں اور پروگراموں کے عملی جامہ پہنانے میں اپنا رول ادا کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا ہر کام میں بھرپور شرکت رہی۔

۱۹۷۱ء کی جنگ اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں کرفیو اور ایمر جنسی

کے باوجود مجھے بھرپور خدمت کا موقع ملا

(12) صدر فیملی فزیشن فورم سیالکوٹ کی حیثیت سے میں نے اہم کام کئے ہیں۔ متعدد تعلیمی ریسرچ پروگرام کا انعقاد کیا۔ ڈاکٹر صاحبان کی بہبود (ڈاکٹر، مریض، لواحقین) کے تعلق پر خصوصی پروگرام، معلوماتی پمفلٹ شائع کر کے عوام میں تقسیم کرائے۔ اللہ مت میڈیکل گزٹ کا اجراء بھی میرے دور میں ہوا۔ اس کے علاوہ اعزازی مشیر سیالکوٹ میڈیکل کمپلیکس سیالکوٹ، ممبر گورننگ باڈی علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ، ممبر مجلس عاملہ انجمن بہودی مریضوں گورنمنٹ سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ، ممبر ٹی بی ایسوسی ایشن ضلع سیالکوٹ، جن لوگوں کا بھرپور ساتھ رہا ہے ان میں ڈاکٹر محمد اکرم قریشی، ڈاکٹر محمد تسلیم، ڈاکٹر منظور احمد، ڈاکٹر محمد اشرف اراکین، ڈاکٹر اورلیس قریشی صاحب، ڈاکٹر عتیق افضل صاحب، ڈاکٹر صاحبزادہ ظلیل الرحمن، ڈاکٹر بشیر احمد خان مرحوم، ڈاکٹر محمد عاتقیر مرحوم و دیگر۔

(13) چیئرمین اصلاحی کمیٹی محلہ کھٹیاں سیالکوٹ

(14) ممبر ضلعی تعلیمی کمیٹی ضلع سیالکوٹ







حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمہ اللہ سے۔

☆ کوئی خوبی؟

○ مجھ میں کوئی خوبی نہیں ہے مگر صرف ایک بات پر فخر ہے کہ میں سیدنا محمد عربی ﷺ کا غلام اور امتی ہوں۔ کچھ لوگوں کا حسن ظن ہے کہ مجھے حقیر اور مالاکی کو بھی پسند کرتے ہیں۔

☆ آپ کی پسند؟

اقبال، قائد اعظم، ڈاکٹر مہاتیر محمد، عقاب، تھر، مچھلی، آم، گلاب اور حجر اسود پسند ہیں

○ پسندیدہ شخصیات: حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ۔ حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ۔ حضرت قائد اعظم رحمہ اللہ، اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ، والد ماجد الحاج شیخ فضل الہی رحمہ اللہ، ڈاکٹر مہاتیر محمد، پسندیدہ کتاب: قرآن حکیم، پسندیدہ کام: جس سے اللہ راضی ہو، پسندیدہ انسان: جو کسی کو دکھ نہ دے، پسندیدہ بات: جس سے دوسروں کا بھلا ہو، پسندیدہ ملک: پاکستان، پسندیدہ شہر: مدینہ منورہ، پسندیدہ لوگ: شریعت کے پابند، پسندیدہ سیاسی رہنما: مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ، پسندیدہ مسجد: مسجد نبوی شریف، پسندیدہ لباس: شلوار قمیض، شروانی، پسندیدہ رنگ: سفید، ہلکا براؤن، پسندیدہ ٹوپی: جناح کپ، پسندیدہ مشغلہ: خدمت خلق، پسندیدہ آنکھ: جس میں حیا ہو، پسندیدہ ہاتھ: جو کبھی کسی کے لئے بددعا کے لئے نہ اٹھیں، پسندیدہ عالم: شیخ الحدیث حافظ محمد عالم سیالکوٹی رحمہ اللہ، پسندیدہ حیر: حیر طریقت، رہبر شریعت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ، موہری شریف، پسندیدہ شاعر: علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ، پسندیدہ نعت گو شاعر: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، ظہوری قصوری، پسندیدہ ادیب: علامہ محمد صادق قصوری، نسیم حجازی، پسندیدہ مزاحیہ ادیب: ڈاکٹر شفیق الرحمن مرحوم، پطرس بخاری مرحوم، پسندیدہ مقرر: شورش کاشمیری

مرحوم، پسندیدہ مزاحیہ شاعر: مسعود احمد مسعود، پسندیدہ ڈاکٹر: استاد محترم محمد انور (ماہر امراض بچکان) لاہور، پسندیدہ حکیم: حکیم خادم علی سیالکوٹی رحمہ اللہ، پسندیدہ دوست: رانا ملک داد مرحوم اگوکی، پسندیدہ پتھر: حجر اسود، پسندیدہ پھول: موتیا، گلاب، پسندیدہ خوشبو: رات کی رائی، پسندیدہ پھل: آم، کھجور، پسندیدہ بھری: کدو، کرلیہ، چونگیاں، پسندیدہ دال: چنے کی دال، پسندیدہ گوشت: مچھلی، پیڑ، پسندیدہ جانور: ہرن، پسندیدہ پرندہ: عقاب، پسندیدہ حافظ قرآن: استاد محترم حافظ محمد رمضان (جنہوں نے اس سال ۷۰ء میں محراب سنائی)، پسندیدہ قاری: قاری باسط، قاری صداقت، پسندیدہ پہاڑ: ناگا پریت، پسندیدہ جنگل: Red Woods امریکہ، پسندیدہ میدان: میدان عرفات، پسندیدہ دریا: دریائے ٹیگر

تمام کشتیوں میں بدعنوانی اور بددیانتی عروج پر ہے

(لندن)، پسندیدہ ٹیل: سان فرانسسکو (امریکہ)، پسندیدہ علم: علم دین و طب، پسندیدہ پیشہ: طب، پسندیدہ انیس پورٹ: ریاض (سعودی عرب)، پسندیدہ بیج (سندری کنارہ): مہاسہ (کینیا)، پسندیدہ باغ: ہائیڈ پارک لندن، پسندیدہ نعت خواں: قاری وحید ظفر قاسمی، لیاقت علی لیاقت، پسندیدہ مرد درویش: محترم سید منیر حسین شاہ صاحب (جا کے چیمہ)، پسندیدہ ہوٹل: پیکنگ ہوٹل چائنا، پسندیدہ وادی: وادی کاغان، پسندیدہ صحرا: تھر سندھ، پسندیدہ ریلوے سٹیشن: پیکنگ (چین)، پسندیدہ اولد ہوائے: داؤد پٹھان، پسندیدہ ساتواں عجوبہ: دیوار چین، پسندیدہ فیملی فزیشن: ڈاکٹر منظور احمد، ڈاکٹر اور یس قریشی، ڈاکٹر اکرم قریشی، ڈاکٹر عتیق افضل، پسندیدہ نوجوان ادیب و صحافی: ملک محبوب الرسول قادری، پسندیدہ وکیل: قائد اعظم محمد علی جناح، حسین شہید سہروردی، پسندیدہ صنعت کار: سمگل خاندان، پسندیدہ استاد: پرائمری



ماسٹر احمد صاحب ہیڈ ماسٹر دھارووال سکول، ٹانوی: ماسٹر یوسف قریشی صاحب، ماسٹر غلام نبی صاحب، ماسٹر چوہدری اکرم صاحب، احمد حسین صاحب، کالج: پروفیسر حامد رضا صدیقی صاحب، لیاقت حسین صاحب، میڈیکل کالج: پروفیسر امیر الدین صاحب، پروفیسر عبدالعزیز صاحب، خواجہ صادق حسن صاحب ..... پسندیدہ کھانے: دیہی اور چائیز ..... پسندیدہ ڈش: پائے چاول (سفید) ..... پسندیدہ سویٹ ڈش: گاجر کا حلوہ، کھیر ..... پسندیدہ مٹھائی: برنی، میسو ..... پسندیدہ مشروب: سلکچین ..... پسندیدہ ڈرائی فروٹ: بادام، کاجو ..... پسندیدہ ہال: گریٹ ہال (چھن) ..... پسندیدہ چیزیا گھر: نیروبی + کینیا ..... پسندیدہ میوزیم: مادام تساد میوزیم (لندن)، سائکس میوزیم ہسٹری میوزیم (لندن)

☆ آپ کا پیغام؟

○ پوری قوم اور ملت اسلامیہ سے ایک ہی گزارش ہے کہ خدا را اپنی سمت درست کریں۔ اپنے اندر خوفِ خدا اور حبِ رسول ﷺ پیدا کریں جذبہ حب الوطنی کو بیدار کریں۔ حلال و حرام میں تمیز کریں۔ خیر اور شر کی پہچان کریں۔ شریعت محمدی ﷺ کو اپنائیں۔ اپنی ذمہ داریاں ایمان داری اور لگن سے نبھائیں۔ قومی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دیں۔ ملکی مذہبی خاندانی اور معاشرتی تقاضے پورے کرنے کے لئے دیانت دارانہ کوششیں جاری رکھیں۔ باقی معاملات اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ ان شاء اللہ پھر دیکھیں ہر سORB رحم کی رحمتیں اور برکتیں آپ کا استقبال کریں گی اور ہمارا دین اور ہماری دنیا بھی سنور جائے گی (ان شاء اللہ)۔

تلخ تجربات کی بناء پر کنارہ کشی ہی بہتر سمجھی

☆ ولی خواہش و تمنا؟

○ بقول اقبال رحمہ اللہ ۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

وُعا: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں.....

کامل ایمان اور سچا یقین تیرا ذکر کرنے والی زبان.....

کشادہ رزق اور حلال و پاک روزی.....

عاجزی کرنے والا دل اور سچے دل کی توبہ.....

موت سے پہلے کی توبہ، موت کے وقت کا آرام.....

مرنے کے بعد مغفرت و رحمت، حساب کے وقت معافی.....

جنت میں داخلہ اور دوزخ سے نجات.....

یہ سب کچھ مانگتا ہوں تیری رحمت کے وسیلہ سے.....

اے بڑی عزت والے، بڑی مغفرت والے.....

اے پروردگار عالم مرے علم میں اضافہ کر.....

اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما دے (آمین).....

اور ہر اُس چیز سے پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے حبیب ﷺ نے پناہ

مانگی.....

صرف تیرا فضل اور تیرے حبیب ﷺ کی خصوصی نظرِ کرم ہمیشہ چاہیے۔ آمین ثم

آمین

☆ کلام اقبال سے پسندیدہ رباعی:

اے اللہ! تیرا فضل اور تیرے حبیب ﷺ کی خصوصی نظرِ کرم ہمیشہ چاہیے

○

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

روزِ محشر عذر ہائے من پذیر

گر تو ی بنی حسابم ناگزیر

از نگاہِ مصطفیٰ ﷺ پنہاں بگیر



دینی و عصری تعلیم و تربیت کی عظیم درس گاہ

## جامعہ قادریہ تعلیم القرآن

بانی و ناظم اعلیٰ

مین بازار ماڈل کالونی نمبر 2 والٹن روڈ لاہور کینٹ

شعبہ جات

حفظ و ناظرہ، تجوید و قرأت، ترجمہ و تفسیر  
عالمہ فاضلہ کورس، دستکاری سکول

قادریہ سکول سسٹم

قادریہ کمپیوٹر سنٹر

ہاسٹل کا اعلیٰ انتظام ہے

داخلہ  
جاری ہے

غلام مصطفیٰ رضاء القادری

بانی و ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ تعلیم القرآن (ٹرسٹ)

ماڈل کالونی نمبر 2 والٹن روڈ لاہور

042-5820942, 8503011, 0333-4278367

سجادہ نشین و خلیفہ اول حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ

تذکرہ حضرت شیخ ہندی رحمہ اللہ

تحریر: میاں غلام محمد عمر (اولاد شیخ ہندی رحمہ اللہ)

حضرت شیخ ہندی رحمہ اللہ تقریباً 376ھ میں لاہور میں ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام اسلام قبول کرنے سے پہلے رائے راجو تھا۔ آپ کے گھرانے کا تعلق سورج بنی کشتی راجپوت خاندان سے تھا خاندانی حرب و ضرب کے فن کے علاوہ علم نجوم، ریاضی، اور ہندی مذہبی علوم میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے اپنی مذہبی عبادت و ریاضت کے سبب استدراجی قوت کے مالک تھے۔ ان تمام خوبیوں کے ہوتے ہوئے بھی توحید سے نا آشنا تھے۔ جب داتا صاحب رحمہ اللہ تبلیغ اسلام کی خاطر لاہور تشریف لائے تو یہاں کفر و شرک کا بازار گرم تھا۔ حاکم لاہور بھی اپنی استدراجی قوت کی وجہ سے بہت زیادہ مشہور تھا۔ وہ سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے بیٹے سلطان مسعود کی طرف سے پنجاب کے نائب حاکم اور حاکم لاہور کے عہد سے پرفراز تھا۔ جب داتا صاحب رحمہ اللہ لاہور تشریف لائے تو آپ رحمہ اللہ نے دریائے راوی کے کنارے ایک بلند ٹیلے پر قیام فرمایا اس مقام کے قریب ہی حاکم لاہور کا ڈیرہ تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ اس کے ڈیرے کے قریب ہی ایک بزرگ ہستی قیام پزیر ہے اور مخلوق خدا ان کی طرف راغب ہو رہی ہے تو وہ غصے سے آگ بگولا ہو گیا اس نے اپنی استدراجی قوت کے زور پر داتا صاحب رحمہ اللہ کو مغلوب کرنے کی کوشش کی لیکن داتا صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کرامات سے اس کی استدراجی قوت کو زائل کیا اور اپنی نظر عنایت سے اس کی ظاہری و باطنی حالت بدل کر دکھادی اور اسے حق سے آشنا کر کے دائرہ اسلام میں داخل کر دیا اور اپنی بیعت سے سرفراز فرمایا۔

جب نظر لطف و کرم کی شیخ ہندی پر پڑی  
کر دیا قطرے سے دریا آپ نے یا گنج بخش

حاکم لاہور کے اسلام قبول کرنے پر اس کے خادم اور دیگر غیر مسلم لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے سب سے پہلے جس غیر مسلم کو داتا صاحب رحمہ اللہ نے دین اسلام قبول کر دیا وہ خوش نصیب شخص حاکم لاہور یعنی حضرت شیخ ہندی رحمہ اللہ تھے داتا صاحب رحمہ اللہ نے آپ کو اپنا واحد خلیفہ اور جانشین بناتے ہوئے آپ کا نام شیخ ہندی رحمہ اللہ (یعنی ہند کے شیخ) رکھا۔ اس لیے آج بھی آپ اسی نام سے مشہور ہیں۔ داتا صاحب رحمہ اللہ نے بنفس نفیس حضرت شیخ ہندی رحمہ اللہ کی ظاہری و باطنی تربیت فرمائی۔ آپ رحمہ اللہ نے جب جویری مسجد تعمیر کروائی تو اس مسجد سے متصل دو حجرے اپنے اور اپنے مرید خاص حضرت شیخ ہندی رحمہ اللہ کے لیے تعمیر کروائے حضرت شیخ ہندی رحمہ اللہ نے داتا صاحب رحمہ اللہ کے زیر سایہ عبادت و ریاضت اور مجاہدے کے



حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے و فیض خاص حاصل کیا جو شاید کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ 465ھ میں جب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس دنیا فانی سے پردہ فرمایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین و تدفین اور نماز جنازہ پڑھانے کا اعزاز بھی حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے مشن کو جاری رکھنے کا فریضہ سرانجام دیا جو پوری مسجد داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں 21 سال امامت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اور بے شمار غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تبلیغ سے برصغیر میں اسلام دور دور تک پھیل گیا حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے 110 سال کی طویل عمر پائی اور 486ھ میں اس دنیا فانی سے پردہ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے مشرق کی جانب چار قدم کے فاصلے پر غلام کرکشی کے اندر واقع ہے۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہر سال 4 ربیع الاول شریف کو نہایت عقیدت اور احترام سے منایا جاتا ہے۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب چلانے کے لیے ضیف العری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شادی کا حکم فرمایا۔ حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کی تعمیل فرمائی۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاں واحد فرزند جمیل عطا فرمایا جن کا نام داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ لطفی رحمۃ اللہ علیہ رکھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ تعلیم داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے ولی کامل کے مشفق اور علم پرور سایہ سے شروع ہوا۔ اپنے والد بزرگوار سے بھی دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ بڑے متقی، پرہیزگار، عابد و زاہد بزرگ تھے۔ اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد جو پوری مسجد میں امامت اور تبلیغ دین کے لیے ساری زندگی وقف کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند واحد حضرت شیخ عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سوم سجادہ نشین ہوئے۔ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف سب سے پہلے حضرت شیخ عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر کرایا اور ارد گرد جوہر و بھی پختہ کروایا۔ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چلے گئی کرتے آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مصاحب اور میزبان ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کی 12 پشتوں تک ایک ہی اولاد نرینہ ہوتی تھی۔ عہد شہنشاہ اکبری میں بارہویں پشت کے بزرگ حضرت شیخ لطیف اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل سے اولاد میں برکت کے لیے دعا کی جو قبول ہوئی اور پھر اولاد شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ میں اضافہ ہوتا گیا جو آج تک جاری ہے۔ حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں بہت سے ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہم پیدا ہوئے ہیں جن کا طوالت کی وجہ سے یہاں ذکر نہیں کیا جاسکتا۔ 465ھ بمطابق 1044ء سے لیکر 1381ھ بمطابق 1960ء تک درگاہ مقدسہ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بجاوہ اولاد شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل رہی حضرت شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد تقریباً ہزار سال سے حوازی گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے قرب و جوار میں مقیم ہے غالباً یہ لاہور کا قدیم ترین خاندان ہے۔ پہلے سجادہ نشینوں کو داتا دربار رحمۃ اللہ علیہ کے احاطے میں دفن کیا جاتا تھا لیکن 1960ء میں جگہ کی قلت کے باعث اب نزدیک قبرستان جوہر آذرغیب رحمۃ اللہ علیہ میں دفن کیا جاتا ہے۔

### ایک طالب علم و تلمیذ کا تاثر

ایک عالم ربانی

## سیّدی استاذ العلماء بندیا لوی مدظلہ

تحریر..... صاحبزادہ قاری محمد بلال الہاشمی

استاذ العلماء و پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ محمد عبدالحق بندیا لوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بندیا ل شریف بلاشبہ اسلاف کی عظیم یادگار اور باعلیٰ ہستی ہیں آپ کی شخصیت کے بارے میں میرے والد قبلہ الحاج علامہ مفتی محمد شفیع الہاشمی اکثر ذکر فرماتے ہیں کیوں کہ میرے والد صاحب فاضل بندیا ل ہیں اور آپ کے منظور نظر بھی حضرت کے بہت پیار کرنے والے ہیں بندیا ل کی سرزمین اور قبلہ پیر صاحب سے دلی محبت فرماتے ہیں جب مجھے قرآن پاک حفظ کرنے کے لیے بندیا ل داخلہ کرایا تو فرمایا کہ ”بیٹا! میرا دل چاہتا ہے پڑھنا تو تم نے ہے لیکن پڑھائی کے ساتھ ساتھ بندیا ل میں میرے استاد گرامی کی خدمت کرو ان سے دعا کرو۔ یاد رکھو مولوی عبدالحق خدا کا دلی ہے شریعت کا پابند ہے ان کی قدم پوی کرتے رہو بندیا ل کی دال کھاؤ ان شاء اللہ تمہیں بہت فیض ہوگا یہاں کے لشکر میں دعا اور برکت ہے یہاں علم پڑھایا نہیں پلایا جاتا ہے“ جب میرا جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیا ل داخلہ ہوا تو میں نے قرآن پاک یہاں سے حفظ کیا اس سلسلہ میں تین سال پڑھتا رہا لیکن میں حیران ہوں کہ اپنے پیر و مرشد استاذ العلماء مولانا محمد عبدالحق بندیا لوی مدظلہ کی ایک نماز بھی کبھی قضا نہیں ہوئی اور آپ کے صاحبزادگان بھی ماشاء اللہ جماعت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں بے شک یہ میرے مرشد کی اچھی تربیت ہے میرے والد صاحب قبلہ اکثر فرماتے ہیں کہ میرے استاد حضرت استاذ العلماء نے مجھے ایک دن حکم فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے تم دین کا کام میانوالی میں شروع کرو اور بہت شاندار جامعہ بناؤ تو اس ارشاد کی تعمیل میں میں نے جامعہ العرکندیاں کے نام سے ادارہ کی بنیاد رکھی اور اس کی پہلی اینٹ یعنی سنگ



بنیاد اپنے استاذ گرامی سے ہی رکھوایا الحمد للہ آج ضلع میانوالی کی مشہور اور مرکزی درس گاہ جامعہ العر آپ کی دُعاؤں کا فیضان ہے۔ استاذ العلماء کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے طلباء کے ساتھ ہمیشہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ شفقت سے پیش آتے طلباء کو محبت سے پڑھاتے اور اکثر مالی طور پر ان کی مدد بھی فرماتے رہتے جب کبھی آپ کے پاس کوئی شاگرد حاضر ہوتا زیارت کے لیے قدم پوی کے بعد آپ کی عادت مبارکہ ہے کہ ہر لحاظ سے تربیت فرماتے آپ کی عادت مبارکہ یہ ہے کہ احادیث مبارکہ سناتے اور یوں ان کی ہمیشہ عقائد کی درنگی کی کوشش ہوتی ہے اکثر فقہی مسائل پر گفتگو فرماتے ہیں اور اگر آپ کی محفل میں انسان بیٹھتا ہے تو رقت انگیز نظر دیکھنے کو ملتا ہے آپ کئی دفعہ ذکر رسول ﷺ میں مشغول رسول ﷺ کے سبب سے روتے ہیں محفل میں سب لوگ بھی رونے لگ جاتے ہیں اور کئی دفعہ آپ کو دھاڑیں مار کر روتے بھی دیکھا گیا ہے آپ طلباء کو ایسا جامِ عشق رسول پلاتے ہیں کہ طلباء آپ کی محفل اور آپ کی باتوں کو ہمیشہ یاد کرتے رہتے ہیں کئی دفعہ آپ فرماتے کہ تم بندیا لوی ہو بندیاں میں پڑھنا والا عقیدہ و عمل کی بندیاں لگی تلوار ہوتا ہے بدعقیدہ لنگی تلوار کا سامنا کبھی نہیں کر سکتا اپنے عقیدے کی اسے موت نظر آتی ہیں ایک دفعہ کنڈیاں سے کئی دوست مرید ہونے آئے انہوں نے مجھے کہا کہ اللہ کے ولی کی کرامت دیکھنی ہے ہم سب نے کہا ٹھیک ہے ہر بندہ تعویذ لے گا لیکن بلال تمہیں تعویذ پیر صاحب خود دیں تم نے مانگا نہیں بندیاں پہنچے سب نے اپنا اپنا مدعا بیان کیا حاجت تکلیف وغیرہ بیان کی اور اس کا تعویذ لیا پیر صاحب نے سب سے پہلے مجھے تعویذ عنایت فرمایا حالانکہ میں نے اُن سے نہیں مانگا تھا سب دوست حیران ہو گئے ایک دفعہ ڈیرہ اسماعیل خان ایک دوست کی شادی تھی اپنی گاڑی پر بیٹھے دامان کے علاقہ میں راستہ بھول گئے یہاں پر ایک گھٹنہ لگتا تھا وہاں پر چار گھٹنہ لگ گئے مسلسل سفر راستہ بھول گئے آخر ماپوں ہو کر پیر و مرشد کو زور زور سے پکارا مدد کے لیے ایک لائٹ نظر آئی رات کے ۲ بجے تھے جب لائٹ کے پاس گئے ایک شخص کھڑا پوچھتا ہے کہاں جاتا ہے؟ ہم نے کہا راستہ بھول گئے فلاں دوست گاؤں کا نام علی داگرہا اور وہاں ایک دوست اللہ بخش کی شادی تھی وہاں شرکت کرنی تھی کہا کہ تم ٹھیک جگہ

پہنچ گئے ہو جس کی شادی ہے میں اس کا چچا ہوں ہم نے کہا کہ ہم راستہ بھول گئے تھے لیکن پیر و مرشد نے راہ دکھایا ہے ورنہ ہاں پہنچ نہ پاتے بے شک یہ واقعہ ہمیں پوری زندگی نہیں بھولے گا اس دن پیر چلا کہ اللہ کے ولی اسی کی دی ہوئی توفیق سے اپنے ارادت مندوں کی مدد کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ محض اتفاق یا خوش فہمی ہرگز نہیں بلکہ واقعی اللہ کے محبوب بندے کا تعارف ہے۔

اس کے علاوہ کئی دفعہ جب بھی ہم آپ کی کرامتیں گاہے بہ گاہے دیکھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ بے شک اللہ کا ولی اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اسی کا مظہر ہوتا ہے میرے والد قبلہ آج کل برطانیہ میں گزشتہ ۱۸ سال سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں وہ اکثر فرماتے ہیں کہ میں نے یوں کے کی سرزمین کے علاوہ دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کی خدمت کے لیے سفر کیا لیکن اللہ کی دھرتی پر اللہ کے ولی دیکھے ہیں مولوی عبدالحق استاذ العلماء ان جیسا شریعت کا پابند اور طریقت کا شہنشاہ کم ہی نظر آئے گا آپ فرماتے ہیں اللہ کی دھرتی پر سب سے زیادہ پیار اور سب سے زیادہ محبت مجھے استاذ العلماء مولانا محمد عبدالحق اور اُن کے صاحبزادے مظہر الحق سے ہیں آپ کے صاحبزادے تو ماشاء اللہ سارے دین دار ہیں لیکن صاحبزادہ مظہر الحق آپ کا حقیقی جانشین اور آپ کی حقیقی تصویر ہے۔ دُعا ہے خداوند کریم استاذ العلماء کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے شک آپ کا وجود اہل سنت کے لیے عظیم سرمایہ ہے اور اہل سنت آپ کے دم قدم سے اس علاقے میں عزت و وقار اور علم و عمل کے حوالے سے آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ آپ نوجوانوں اور علماء کی سرپرستی فرما رہے ہیں اور خطے میں علماء کی کثیر تعداد فاضل بندیاں ہے بے شک علماء اور مدارس کی سرپرستی اور آپ کی دُعاؤں کا اثر ہے کہ واقعی آپ علماء کی جان ہیں کئی مدارس آپ کے شاگرد چلا رہے ہیں اللہ کرے ہماری مقامی درس گاہ جامعہ العر کنڈیاں ضلع میانوالی بھی دن دو گنی رات چو گنی ترقی کرے۔ ہم اس مادر علمی کو بھی آپ ہی کا فیضان نظر اور دُعاؤں کا ثمر سمجھتے ہیں۔ (آمین)



# مسلم ہینڈز انٹرنیشنل

دنیا کے 34 ممالک میں فعال اور منظم نیٹ ورک کے ساتھ انسانی خدمت کے جذبے سے مصروف عمل

مکمل امداد: فلسطین، یمن، بحیرہ آسام، افغانستان اور عراق کے لئے اسلحہ، کھانا، ادویات اور خوراک

میڈیکل سہولیات: صرف گزشتہ سال میں 3 لاکھ سے زائد افراد مستفید

آؤٹ سپلائر شب سکیم: یتیموں، نادار یتیم بچوں کے لیے ماہانہ تعلیمی وظائف اور کھیل کے لیے ماحولیات

ووکیٹل ٹریننگ: ہر سال یتیموں، ناداروں اور کمزور لوگوں کے قابل بنانا

تعلیمی سہولیات: نیٹ ورک میں شامل تقریباً تمام ممالک میں بنیادی تعلیم کے اداروں اور کچھ پیشہ ور مشورہ کا قیام

صاف پانی کی سہولیات: سالانہ یتیموں، ناداروں، کمزوروں اور پائپ لائن کے ذریعے لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی

شرعیات: ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر لاکھوں مہاجرین اور قریہ و مساکین کے لیے قربانی کا اہتمام

تعمیر مکانات: جنگ اور قدرتی آفات کے لیے یتیموں، مسکینوں کی تعمیر

اس کے علاوہ انسانی خدمت کے کئی منصوبہ جات جن میں زکوٰۃ، صدقات اور خیرات کی صورت میں آپ کی مستقل امداد کی اشد ضرورت ہے  
برائے مہربانی اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں

Make all cheques and postal orders payable to

**MUSLIM HANDS** and send to:

148-164 Gregory Boulevard, Nottingham, Ng7 5JE (uk)

Information/Donation Line: +44 (0) 115 9117222

Donate on line: [www.muslimhands.org](http://www.muslimhands.org)

تاریکین وطن میں خدمت اسلام اور خدمت انسانیت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے

مرکز اہل سنت و جماعت میں کسی تفرقہ بازی کی کوئی گنجائش نہیں

مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ سخاوت، علم، عمل، حق گوئی، نور بصیرت

اور حسن اخلاق میں اپنی مثال آپ تھے

مذاکرات کی ٹیبل پر دلائل کی روشنی میں امت کو جوڑنے کا فریضہ سرانجام دیا جائے

میرے ہاتھ پر پچیس تیس افراد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکے ہیں

یو اے ای کے مقبول خطیب

مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی کے استاذ حضرت علامہ

## حافظ محمد عارف گولڑوی

سے ایک اہم انٹرویو

ملاقات..... ملک محبوب الرسول قادری

عرب امارات میں اسلام اور اہل اسلام کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دینے والے ادارہ مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی کے استاذ خطیب اور ہر دلعزیز شخصیت حضرت علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی نے کہا ہے کہ عرب امارات میں بہت سارے مسائل اور مشکلات کے باوجود اسلام کے لئے جدوجہد کرنے اور خدمات سرانجام دینے کا جذبہ اور دلولہ موجود ہے۔ تاریکین وطن مسلمانوں میں خدمت اسلام اور خدمت انسانیت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور وہ ایسی سرگرمیوں میں حصہ لے کر قلبی و روحانی مسرت محسوس کرتے ہیں۔ وطن سے دور رہ کر انسان کو رب و رسول ﷺ کی یاد بھی زیادہ آتی ہے۔ خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور دُکھی انسانیت کی خدمت کرنے کا جذبہ قلوب و اذان میں اُجاگر ہوتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اسلامک میڈیا سنٹر لاہور میں دیے جانے والے



اپنے ایک مفصل انٹرویو میں کیا۔

وطن سے دور رہ کر رب و رسول ﷺ کی یاد بھی زیادہ آتی ہے اور خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے

انہوں نے کہا کہ مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی فروغِ اسلام کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دے رہا ہے اور ہم نے مختلف جہتوں میں کام کا آغاز کر دیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہر حوالے سے ہماری کوششیں ثمر بار ثابت ہو رہی ہیں الحمد للہ میں ٹیلی ویژن کے کیو چینل حق چینل پر دینی اور شرعی رہنمائی کے پروگراموں میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے مسلسل باقاعدگی کے ساتھ شرکت کرتا ہوں اور اپنی خدمات پیش کرتا ہوں تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ میں نے مسلسل چھ گھنٹے کیو ٹی وی پر لائیو پروگرام بھی چلایا ہے۔ یہ ایک ریکارڈ ہے اور اس کے اعتراف کے طور پر کیو ٹی وی چینل کی طرف سے مجھے تعریفی و اعزازی سند بھی دی گئی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رمضان میں نماز تراویح کے اندر روزانہ تلاوت کی جانے والی قرآنی آیات کی باقاعدہ طور پر ہر روز مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی میں تفسیر بیان کرنا میرا ہر روز کا معمول ہے۔ میں ماہِ صیام میں یہ تفسیر نصف گھنٹہ بیان کرتا ہوں اور گزشتہ چھ سال سے مسلسل یہ خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ ویسے یہ مرکز گزشتہ پچیس سال سے اپنی گراں قدر جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں یہ اہل سنت کا واحد مرکز ہے جو اپنے قیام سے لے کر اب تک ہفتہ بھر میں پورے تسلسل کے ساتھ دو پروگرام منعقد کرتا ہے ایک پروگرام تو ہر ہفتہ کو تفسیرِ قرآن کریم اور دوسرے فقہ پر مبنی ہوتا ہے جس میں لوگوں کی ضرورت کے مطابق لیکچرز کا اہتمام کرنے کے علاوہ علمی و اعتقادی حوالے سے انفرادی گفتگو کو دور کرنے کے لئے سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں جبکہ دوسرا پروگرام ہر جمعرات کو روحانی حوالے سے منعقد کیا جاتا ہے اس پروگرام میں طریقت کے سلاسل اربعہ کے بزرگانِ دین کے طریقہ کے مطابق ختمِ خواجگان شریف، محفلِ ذکر، تلاوت و نعت، خطابات کے پروگرام اور وسیع پیمانے پر باوقار نگر شریف کا انتظام کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں پروگرام نمازِ عشاء کے بعد منعقد کئے جاتے ہیں۔

علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی نے کہا کہ ہم مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی میں بچوں کو قرآن کریم کی فی سبیل اللہ تعلیم بھی دیتے ہیں جس کا سلسلہ سال بھر جاری رہتا ہے نیز اگر کوئی شخص دینی تعلیم، درسِ نظامی یا شرعی کورسز کا شوق رکھتا ہو تو ہم اُس کے لئے فردا فردا تدریس کا انتظام بھی کر دیتے ہیں انہوں نے بتایا کہ ہمارے ہاں نماز تراویح میں ہر سال باقاعدگی کے ساتھ تلفظ کے تحفظ کے ساتھ اور تجوید و قرأت کے اصول و ضوابط کی رعایت سے قرآن کریم سنانے کا انتظام کرنا اور پھر قرآن مجہی کے لئے تلاوت کردہ قرآنی حصے کی تفسیر و تشریح کا عام فہم انداز میں بیان ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ انہوں نے بتایا

خدا کا شکر ہے کہ ہر حوالے سے ہماری کوششیں ثمر بار ثابت ہو رہی ہیں

کہ مرکز اہل سنت و جماعت میں کسی تفرقہ بازی کی کوئی گنجائش نہیں ہم اصلاحِ احوال اور اصلاحِ عقائد کے لئے بلا امتیاز جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس مرکز سے دین سیکھنے والے بہت سارے خوش نصیبوں نے اس وقت خطہ کے مختلف علاقوں میں دینی خدمات سرانجام دینا شروع کر رکھی ہیں۔ علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی کے مطابق اس وقت تک اس ادارہ سے ہزاروں لوگ استفادہ کر چکے ہیں جبکہ کیو ٹی وی چینل اور حق ٹی وی چینل کے حوالے سے اس ادارے کے ساتھ لاکھوں لوگوں کی فکری و نظری وابستگی پیدا ہو چکی ہے انہوں نے بتایا کہ حضرت قائد اہل سنت قبلہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کی زیارت اور پہلی ملاقات کا شرف مجھے اُسے وقت ملا جب میں طالب علم تھا اور حضرت قائد اہل سنت منڈی بہاؤ الدین میں ایک جلسہ سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اُس زمانہ میں ریڈیو پاکستان پر قرآن کریم کے شہینہ کی تلاوت نشر کی جاتی تھی اور ہم دینی طالب علم ہونے کے ناطے اُس شہینہ کی تلاوت کو بڑے غور اور خاص اہتمام کے ساتھ سنتے تھے حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کی تلاوت میں نے سب سے پہلے ریڈیو پاکستان پر سنی پھر انہیں ملنے کا شوق پیدا ہوا جب ہم مولانا سے ملے اُن کا خطاب، تلاوت اور پھر اُن کی باتیں سنی، انہیں قریب سے دیکھا تو سچی بات یہ ہے کہ ہم اُنہی کے ہو کر رہ گئے۔ میں نہایت دیانتداری سے یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت نورانی صاحب میں وہ تمام



خوبیاں موجود تھیں جو کسی ایک کامل انسان میں موجود ہوتی ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ سخاوت، علم، عمل، حق گوئی، نور بصیرت اور حسن اخلاق میں اپنی مثال آپ تھے اور درویشی کی طرف اُن کا طبعی میلان اُن کی عظمت کی روشن دلیل تھا یہ فقط میرے الفاظ ہیں مگر حضرت نورانی کی ذات و شخصیت ان الفاظ سے کہیں بلند ہیں جسے میں بیان کرنے کی حیثیت و طاقت نہیں رکھتا۔ میں اُن کا مرید نہیں ہوں میری بیعت تو شاعر ہفت زبان حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی سجادہ نشین گولڑہ شریف سے ہے لیکن میں بہت سے مریدوں کی نسبت حضرت نورانی سے زیادہ پیار رکھتا ہوں اور بے لوث گہری عقیدت بھی۔

میں نے مسلسل چھ گھنٹے کیوٹی وی چینل پر لائیو پروگرام بھی کیا ہے

علامہ محمد عارف حسین گولڑوی نے بتایا کہ میں پانچ سال پہلے حضرت شاہ نصیر گیلانی کے ہاتھ پر بیعت ہوا میرا آبائی تعلق ضلع سرگودھا کے گاؤں میانی سے ہے اور میں مغل جٹ خاندان کا ایک فرد ہوں میرے والد گرامی مرزا غلام رسول اپنے علاقہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جانے والی شخصیت ہیں جبکہ میرے استاد حضرت مولانا مفتی محمد رفیق میانوی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی متقی، پرہیزگار، صاحب بصیرت، صاحب عمل ہستی تھے۔ میں اپنی زندگی میں سب سے زیادہ اُن ہی کی ذات سے متاثر ہوا ہوں۔ اگر انہیں سادگی و متانت کا پیکر جمیل کہا جائے تو اُن کی شخصیت پر سو فیصد درست ثابت ہوتا ہے۔ میرا شوق تھا کہ میں انہیں کا بیعت ہوتا مجھے اُن کے فرزند صاحبزادہ مفتی محمد شفیق صاحب اپنے ساتھ گولڑہ شریف لے گئے اور انہوں نے کہا کہ آپ میرے پیر کے مرید بن جاؤ۔ میں نے سوچا کہ اگر وہ میرے استاد سے زیادہ متقی شخصیت ہوئی تو اُن کے ہاتھ پر بیعت کروں گا مگر جب میں وہاں پہنچا تو میں نے حضرت پیر نصیر الدین کو دیکھتے ہی بلا توقف اُن کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا اور مرید ہو گیا یعنی میں نے حضرت شاہ نصیر کا چہرہ دیکھتے ہی بیعت کر لی کہ اُن کا چہرہ حق گوئی اور صداقت کا علامتی نشان محسوس ہوتا ہے۔ گویا میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا استاد بھی باکمال ہے اور میرا پیر بھی باکمال ہے۔

علامہ محمد عارف گولڑوی نے کہا کہ میں نے حضرت شاہ صاحب کی کتابوں کا

مطالعہ کیا ہے وہ نظم میں بھی بے مثال ہیں اور نثر میں بھی مثالی قلم کار ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت شاہ نصیر الدین عظیم صحابی شاعر دربار رسالت حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شعر و سخن کی زبان میں بارگاہ رسالت ﷺ میں گہائے عقیدت و نعت پیش کرتے ہیں اور اس باب میں اُنہی کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں نعت، سرور کائنات ﷺ کی تعریف، توصیف اور مدحت ہے جو صحابہ کی سنت اور خدا کا مشا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعر کی زبان میں منکرین رسالت کے سوالوں کے جوابات دیا کرتے تھے حضرت شاہ نصیر نے بھی اس سنت کو ساڑھے چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود زندہ رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے اُستادہ میں مثلاً حضرت مفتی اعظم مفتی محمد رفیق رحمہ اللہ ہی کو لیں یہ خاندان پندرہ نسلوں سے دین کی خدمت کر رہا ہے بلکہ اُن کی پندرہ نسلیں مفتی ابن مفتی ابن مفتی ہیں۔ اس خاندان کو عظیم ولی اللہ حضرت میاں میر بھیروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دُعا ہے کہ اس خاندان میں ایک نہ ایک ولی اللہ ہر دور میں موجود رہتا ہے۔ حضرت مفتی غلام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے اور وہ حضرت غلام محی الدین قصوری رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے تھے۔

مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی میں مفت تعلیم قرآن، فقہی و شرعی راہنمائی اور تدریسی خدمات سرانجام دی جاتی ہیں

علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی نے کہا کہ مفتی غلام مرتضیٰ میانوی رحمہ اللہ نے قادیانیوں سے بہت سارے مناظرہ کامیاب کئے اور یہ وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں تاجدار گولڑہ فاتح قادیان حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ ارشاد فرماتے تھے کہ مجھے اس جوان پر فخر ہے کیونکہ حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمہ اللہ کی نیابت میں منکرین کے مستورات کے جوابات بھی دیتے تھے اور وہ انجمن نعمانیہ لاہور کے صدر بھی رہے اور بادشاہی مسجد کے خطیب بھی ہے۔ یہ بزرگ بھی میرے اُستاد کے خاندان ہی کے بزرگ ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر کے دربار میں کسی شرعی مسئلہ پر اگر اس خاندان کے کسی بزرگ کی مہر ہوتی تھی تو اُسے کوئی چیلنج نہیں کر سکتا تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے اس خاندان کے افراد کو مفتی بنا



کر مختلف علاقوں میں متعین کیا تھا اور یہ علمی سلسلہ آج تک جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت میرے استاد کی عظیم یادگار اُن کی درس گاہ ”مدرسہ عربیہ رضویہ علوم المرتضیٰ میانی شریف ضلع سرگودھا“ کی صورت میں موجود ہے جس میں آپ کے فرزند حضرت صاحبزادہ مفتی محمد شفیق مہتمم ہیں۔ درسیات اور حفظ کے تقریباً ایک سو طلبہ اپنے آپ کو زیورِ علم سے آراستہ و بیزار کر رہے ہیں۔ فقہی اعتبار سے میانی شریف علاقہ کا مرکز ہے اور سارے خطہ میں اُس کا فتویٰ چلتا ہے۔ حضرت مفتی محمد رفیق مرحوم بہت سارے فنون کے ماہر تھے انہیں طب، تعویذات، عملیات اور فقہ پر عبور حاصل تھا اور کمال درجہ رکھتے تھے۔

میرے استاد حضرت مولانا مفتی محمد رفیق میاں نوری رحمہ اللہ انتہائی متقی

پرہیزگار صاحب بصیرت اور صاحب عمل ہستی تھے

ایک سوال کے جواب میں حضرت علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی نے کہا کہ کسی کو کسی سے اختلاف ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں اور نہ ہی یہ بُری بات ہے لیکن علمی اختلاف کو ذاتیات پر لے جانا بہت بُری بات ہے کم از کم یہ انسانیت کے تقاضوں سے بے حد متصادم ہے مجھے افسوس ہوتا ہے کہ حضرت شاہ نصیر الدین گولڑوی جیسے عظیم محقق اور قابل و اہم شخصیت سے نہایت عامیانہ انداز میں اختلاف رائے کا اظہار کیا گیا اُن کے موقف سے ہم آہنگی نہ رکھنے والوں کو کم از کم اخلاقی قدروں کو پیش نظر ضرور رکھنا چاہیے بلکہ میں تو تمام اسلامی مکاتب فکر کے درمیان اختلافات کے حوالے سے بھی یہی موقف رکھتا ہوں کہ مذاکرات کی ٹیبل پر دلائل کی روشنی میں فیصلے کئے جانے چاہئیں تاکہ امت کو توڑنے کی بجائے جوڑنے کا فریضہ سرانجام دیا جاسکے ہم نے مرکز اہل سنت و جماعت ابوظہبی میں ایک بہت بڑی لائبریری قائم کر رکھی ہے اور سچی بات یہ ہے کہ پورے یو اے ای میں اُس جیسی لائبریری کسی کے پاس نہیں پاکستان، انڈیا، بنگال اور دنیا کے دوسرے خطوں کے اُردو بولنے والے لوگوں کی بھاری اکثریت اسی مرکز کی اس تاریخی لائبریری سے استفادہ کرتی ہے وہاں سے لوگ لٹریچر اپنے گھروں کو بھی لے جاتے ہیں اس طرح کے ادارے دنیا بھر میں قائم ہو جائیں تو جہالت، بدی اور بد عقیدگی کے خاتمہ کے لئے بڑی مدد مل سکتی

ہے یو اے ای کی یہ لائبریری چلانے والے خوش نصیب انسان کا تعلق آپ کے شہر لاہور سے ہے اور وہ اس لائبریری کے صدر محمد عارف بٹ ہیں۔ لائبریری کے دیگر ذمہ دار احباب میں راجا طارق، حاجی عبداللطیف انڈین، حاجی عبداللطیف قادری پاکستانی، جاوید قریشی، شوکت قادری، زاہد حسین چشتی، حاجی محمد شہباز بدر الدین بنگالی سمیت شخصیات شامل ہیں۔ الحمد للہ میں اس لائبریری کا ہولی سولی انچارج ہوں اور ذمہ دار ہوں اور خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔

مفتی غلام مرتضیٰ میاں نوری رحمہ اللہ نے قادیانوں سے بہت سارے کامیاب مناظرے کئے

ایک سوال کے جواب میں علامہ حافظ محمد عارف گولڑوی نے بتایا کہ خدا کا شکر ہے میرے ہاتھ پر بچپن یا تین افراد کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکے ہیں میں نے ہندوؤں کو مسلمان کیا، سکھوں کو مسلمان بنایا، یہودیوں کو بھی مسلمان بنایا اور کہیں عیسائیوں نے بھی میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اُن سب کی دستاویزات اور تحریریں میرے پاس ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ ایک بڑا عذاب یہ ہے کہ ہم مسلمان کر کے چھوڑ دیتے ہیں اُن کی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہیں کر سکتے نتیجتاً وہ لوگ مرتد ہو جاتے ہیں اور واپس اپنے آبائی مذہب کی طرف رجوع کرتے ہیں ہم نے اس مقصد کے لئے ابوظہبی میں یہ کوشش شروع کی ہے کہ ان نو مسلموں کی تعلیم و تربیت اور معاشرہ میں اُن کی ایڈجسٹمنٹ کے لئے کوئی ٹھوس اور مستقل کام کیا جائے۔ ابھی پچھلے ہی دنوں ایک انڈین ہندو لڑکا مسلمان ہوا ہم نے اس کا نام محمد احمد رکھا ہے۔ میں نے اُسے بنیادی اسلامی تعلیمات، عقائد و معمولات سے آشنا کیا خدا کا شکر ہے کہ وہ عمرہ کے لئے حجاز مقدس روانہ ہو گیا اب وہ عمرہ کر کے آگیا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ دین اسلام پر عمل پیرا ہے اور اچھے انداز میں حالت اسلام میں مسلمانوں کے اندر زندگی گزارنے کی کوشش کر رہا ہے اللہ تعالیٰ ان نو مسلموں کو استقامت اور مسلمانوں کو عمل صالح و اتحاد و اخوت کی عظیم نعمت عطا فرمائے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری ویب سائٹ وزٹ کرنے والے ہمارے عزائم اور پروگرام سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں جس کا ایڈریس یہ ہے۔



حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ

## جیسا کہ میں نے دیکھا

تحریر..... ملک محبوب الرسول قادری

ایک شیخ طریقت ایک عالم دین ایک باعمل ہستی ایک معروف مصنف ایک متفق محقق ایک ماہر مدرس ایک غیر جانب دار موزع ایک دینی صحافی ایک سماجی شخصیت سیاسی بصیرت کی حامل ایک روحانی مشنری بزرگ..... یعنی.....

ایک جلوے میں ہزاروں دلولوں کی کائنات

یہ ہے وہ عظیم انسان۔ جسے آج دنیا حضرت ضیاء الامت جیش پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے آج کی نشست میں حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کے حوالے سے میں اپنی یادداشتوں کو قلمبند کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

عالم ۹۳-۱۹۹۲ء کا موسم بہار تھا طلع خوشاب کے صحت افزاء مقام وادی سکون سیکر کے باغیں دیہاتوں میں کھیلوں میلوں اور دینی پروگراموں کا ماحول بنا ہوا تھا۔ اسی وادی کے راولپنڈی خوشاب روڈ پر واقع گاؤں پیل کی مین سڑک سے ذرا ہٹ کے ایک مسجد اور ملحقہ قرآنی مدرسہ کے باہر مجلس میلاد کا اہتمام کیا گیا۔ مقامی علماء موجود تھے اور مجھے نقابت کے فرائض سونپے گئے تلاوت قرآن حکیم اور نعت سرور کونین ﷺ کے بعد مختصر خطبہ استقبالیہ پیش کیا گیا اور حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ نے نہایت دھیمے اور دلپذیر انداز میں خطبہ مسنونہ کے بعد سرور عالم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کے موضوع پر اظہار خیال فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ چھوٹے بڑوں کا احترام کریں اور بڑے چھوٹوں پر شفقت و پیار کا رویہ اختیار کریں تو ہمارے معاشرے سے نفرتوں کا خاتمہ یقینی بن سکتا ہے اور ہم اسلامی نظام معاشرت کو جاگتی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ضروری ہے کہ بیٹا ماں کا ادب کرنے بیٹی باپ کی نگریم بجالائے۔ بیوی خاوند کی خدمت کرے خاوند بیوی کے حقوق ادا کرے۔ استاد شاگرد کو دلجمعی و دلچسپی سے پڑھائے

## درس نظامی عصری علوم

عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا اویس وقت

قبلہ عالم شہداء معرفت حضرت خواجہ گوہر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم جامعہ اویسیہ گوہریہ (رجسٹرڈ)  
بوکن روڈ پکا گڑھاسیا لکھنؤ

مدیر ذہیب عمارت صفائی کا اعلیٰ انتظام اعلیٰ تربیت یافتہ شاف

مرکز تحقیقات اور سہ کا قیام نیز تلاوت و نعت تقریر و نقابت کی عملی تربیت بھی شامل ہے  
دارالافتاء کا قیام طلبہ کی روحانی تربیت کیلئے علم و عرفان اور تصوف و سلوک پر ترقی پختہ تدریس اور خصوصی لکچرز

یکم نومبر سے یکم دسمبر تک نئے سال کا داخلہ جاری ہے

● تنظیم المدارس مکمل کورس (مساوی ائمہ اسلامیات و عربی)

● تجوید و قرأت ● حفظ و تفسیر القرآن

● ترجمہ القرآن اور حدیث اسلامی معلوماتی کورسز

● سکول تعلیم ● دورہ حدیث شریف

● نڈل تابی - اے ● مختصر آغا گوہر یہ نبات القرآن

مستفید گوہر یہاں علامہ شاہد جمیل اویسی گوہروی

ذمہ داری



اور شاگرد جس ہستی سے ایک لفظ بھی سیکھے اس کا احترام بجالائے۔ عوام اہل علم کی قدر کریں۔ ہم اپنے ملک اور دین کے دیئے ہوئے ضابطے پر عمل درآمد کریں۔ قانون شکنی کی روایت کو ختم کر کے قانون کی بالادستی کو قبول کیا جائے۔ نا انصافی اور ظلم کے خاتمے کے لئے معاشرے کے ہر فرد کو اپنے آپ سے یہ معاہدہ کرنا ہے کہ وہ اپنے حقوق و فرائض سے تجاوز نہیں کرے گا۔ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری صاحب نے اپنے سامنے پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ”یہ میرے سامنے بہت بڑا پہاڑ ہے اور اس کے اُس پار ایک اس سے بھی بڑا پہاڑ ہے۔ یہ پہاڑ پتھروں، نمک، کوئلہ، چسپم اور دیگر دھاتوں کا پہاڑ ہے جبکہ اس پہاڑ سے آگے والا اس سے بھی بڑا پہاڑ ”ظلم کا پہاڑ“ ہے۔ جو رسول رحمت ﷺ کی شریعت مطاہرہ کا ماہر اور شناسا ہے اس پہاڑ سے بھی آپ لوگ استفادہ کرو۔ اپنی اولادوں کو بھی اس سے استفادہ کے لئے تیار کرو۔ وہ پہاڑ وہ بزرگ وہ ہستی حضرت استاذ العلماء مولانا عطاء محمد بندیالوی کی ذات گرامی ہے۔ میں بھی ان کا خوشہ چمن ہوں۔ ان کا قدر دان ہوں۔ لوگو! ان ہستیوں کی قدر کر لو! قائدے میں رہو گے۔“

ضلع خوشاب ہی میں مٹھ ٹوانہ سے ذرا آگے ایک دیہات بجاڑ ہے اس گاؤں کی بھاری اکثریت بحیرہ شریف سے روحانی وابستگی رکھتی ہے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ عموماً سال ڈیڑھ سال میں ایک مرتبہ یہاں تشریف لاتے تھے اور یہ ہمیشہ ان کا معمول رہا۔..... ہجار میں وہ جب بھی آتے دو تین دن ضرور قیام کرتے۔ پھر اس خطے کے باسیوں پر ان کی خصوصی شفقت یہ کہ مسجد میں ہر روز باقاعدہ خطاب کرتے اور پانچویں نمازیں مسجد میں پورے اجتماع سے ادا کرتے نماز کے بعد مریدین سے ملنے احوال سے آگاہی حاصل کرتے۔ بچوں کو دم یڑوں کو نصیحتیں حتیٰ کہ کسی کسی کو تعویذ بھی مرحمت فرماتے انتہایہ کہ اکثر مریدین کے گھر تشریف لے جاتے اور دعا فرماتے۔ لیکن ان تمام معاملات میں اپنے متعلقین کی انفرادی تربیت ہمیشہ ان کے پیش نظر رہتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک نشست میں انہوں نے وضو کرنے کا مکمل طریقہ منبر پر بیٹھ کر اس انداز میں بیان کیا کہ تمام شرکاء و حاضرین کے ذہن نشین ہو گیا۔ اسی طرح ایک خطاب صرف نماز سے متعلق تھا اور اس میں نماز کے فلسفہ پر گفتگو نہیں بلکہ آپ نے نیت سے لے کر سلام تک مکمل نماز نہ صرف پڑھنے

کا طریقہ بتایا بلکہ مکمل نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عملاً پڑھ کر دکھایا اور لوگوں کی عملی تربیت اس انداز میں فرمائی جیسے کلاس روم میں ایک ٹیچر اپنے طلبہ کو یا ایک شفیع باپ اپنی اولاد کو سکھاتا ہے۔ اس نشست میں میرے ساتھ ایک فوٹو گرافر دوست محمد نذر (شاب فوٹو سٹوڈیو) بھی تھے۔ آج اس واقعہ کو کم و بیش اٹھارہ سال کا عرصہ بیت رہا ہے مگر جب بھی ہماری ملاقات ہوتی ہے ہم پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا وہ منفرد دلنشین اور پر غلو اس انداز ضرور یاد کرتے ہیں۔ چونکہ اس وقت ہمارا زمانہ طالب علمی تھا اور میں کالج کے ساتھ ساتھ صحافتی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتا تھا تو میں نے اس زمانے میں سب سے پہلا انٹرویو حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ علیہ کا کیا۔ جو نوائے وقت اور منشور میں چھپا۔ حضرت پیر صاحب نے کمال شفقت اور بڑی محبت سے نوازا۔ ہمیں انٹرویو کے لئے وقت دیا۔ سوالات خدا خبر کیسے تھے؟ ان کے جوابات دیئے اور پھر ہماری حوصلہ افزائی اس طرح فرمائی کہ ”بس میرے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں آپ خود رنگ بھر لیتا۔ جو کچھ مجھے آتا تھا میں نے بتا دیا ہے۔ باقی آپ خود ٹھیک کر لیں“ ہم حیران ہوئے کہاں علم و عمل کا کوہ ہمالہ عظیم استاذ مہر تعلیم و فائق شرعی عدالت کا حج ہزاروں علماء کا استاذ اور اس قدر بے نفسی بے غرضی اور انکسار۔ سبحان اللہ

گورنمنٹ کالج جو ہر آباد کے سالانہ کانوینشن میں حضرت پیر صاحب نے ایک سال مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت فرمائی ان دنوں پروفیسر چوہدری اعجاز حسین پرنسپل تھے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر نہایت روح پرور خطاب فرمایا جو ہمارے مادر علمی کی تاریخ کا نہایت اہم باب ہے اسی روز آپ ہی نے کالج کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جب مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت میرا گھر وہ سامنے ہے..... فرمایا..... مجھے یاد ہے ذرا فارغ ہو کر وہاں چلتے ہیں۔ سنگ بنیاد کے بعد دُعا پھر چائے کا اہتمام کالج کے ہوٹل میں تھا اس کے بعد اپنے خادم خاص خلیفہ مختار احمد (مالک الجہاد بھیرہ شریف اور دو مزید ساتھیوں کے ہمراہ) میرے ہاں قدم رنجہ فرمایا۔ انہی دنوں میرے پاس ترکی سے چند عربی، فارسی اور اردو کتابوں کا ایک پیکٹ آیا تھا۔



جسے میں نے اپنی ٹیبل پر بطور خاص رکھا ہوا تھا۔ حضرت پیر صاحب تشریف لائے ان کتابوں کو دیکھتے ہی بہت مسرور ہوئے اور ان کی ورق گردانی شروع کر دی اسی اثناء میں چائے آگئی ہمارے شہر میں غوثیہ مسجد بلاک نمبر ۱۳ کے خطیب مولانا حافظ جان محمد گولڑوی آگئے اور جوہر آباد میں بازار میں ایک نعت خوان حکیم ڈاکٹر معراج الدین قادری (مرحوم) کو کہیں سے خبر ہو گئی وہ بھی پہنچ گئے۔ حضرت سے ملے اور دونوں حضرات نے اپنے ہاں مسجد اور مطب میں پیر صاحب کو لے جانے کا عندیہ ظاہر کیا۔ میں نے کہا کہ آپ خود دعوت دیں۔ جیسے حضرت مناسب خیال فرمائیں وہ بہتر ہے لیکن انہوں نے بار بار مجھ سے اصرار فرمایا حضرت پیر صاحب نے پوچھا کیا مسئلہ ہے؟ میں نے بتایا کہ ایک کی مسجد ہے اور دوسرے کا مطب دونوں آنجناب سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ان کے ہاں جا کر دُعا کی جائے۔ اس آخری شرط والے لفظ سے آپ بڑے مسرور ہوئے مسکرائے اور فرمایا..... ہمارے محبوب صاحب جہاں کہیں گے ہم ضرور جائیں گے..... مگر میری بھی شرط ہے کہ میں چائے وغیرہ کہیں نہیں پیوں گا۔ بس فقط دُعا ہی ہوگی۔ سو آپ جامع مسجد غوثیہ بلاک نمبر ۱۳ جوہر آباد تشریف لے گئے۔ مسجد کے صحن میں کھڑے ہو کر دُعا فرمائی اور پھر ڈاکٹر معراج الدین قادری کے مطب (قادری پسنار سٹور) پر تشریف فرما ہوئے۔ دُعا کے خیر سے نوازا اور پھر ارشاد فرمایا کہ دعوت کو قبول کرنا حضور نبی کریم ﷺ کا طریقہ مبارک ہے اسی سنت پر عمل کی نیت سے آگیا ورنہ مصروفیات بہت زیادہ ہیں اور وقت فارغ نہیں۔ سبحان اللہ۔ آج بھی حضرت پیر صاحب کی ان مشفقانہ نوازشات اور نہایت حکیمانہ انداز میں تربیت..... کہ جہاں بھی جاؤ۔ نیت صالح رکھو اور خالص رکھو۔ اسی سے خیر نصیب ہوگی۔ آج بھی ان باتوں کو یاد کر کے ہم حیرت میں ڈوب جاتے ہیں کہ ہشت پہلو اور ہمہ جہت پس منظر رکھنے والی اس قدر مصروف ترین شخصیت اپنے وقت کو کس قدر عمدہ سلیقے سے استعمال کر کے مخلوق خدا کے لئے فیض رسال رہی آپ انجی محفلوں میں اکبر فرماتے تھے کہ میں جن بھوت نکالنے والا پیر نہیں ہوں دین مصطفیٰ ﷺ کا نقیب ہوں اور زلف مصطفیٰ ﷺ کا اسیر ہوں میرا دوست وہی ہے جو دین کے فروغ اور جہالت کے خاتمے کے لئے میرے مشن کا ساتھی بنے ورنہ مجھے

مرید بنانے کا کوئی شوق نہیں۔

فیاء القرآن پبلی کیشنز کے منیجنگ ڈائریکٹر صاحبزادہ حفیظ البرکات کے ہاں ان کے دفتر میں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری سے حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو میں بھی ہمراہ تھا۔ اس وقت متعدد علمی موضوعات زیر بحث رہے مثلاً ایک یہ تھا کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو تمہیں میری وجہ سے امن ملتا ہے اور استغفار کے سبب امن ملتا ہے اب میں تو دنیا سے جانے والا ہوں۔ مفتی صاحب نے استفسار کیا کہ اس ارشاد گرامی کا مفہوم کیا ہے؟ پیر صاحب نے فرمایا کہ یہ مسئلہ تحقیق طلب ہے آپ بھی پڑھیں میں بھی دیکھوں گا۔ میں ان کے اس جواب سے مسرور بھی ہوا اور متعجب بھی کہ ہمارے اس ماحول میں تو دو چار حرف پڑھ جانے والا اپنے آپ کو عقل کل اور علم کا سمندر سمجھنے لگتا ہے اور فقط اپنے انداز سے باتیں جوڑ جا کر عقائد کی ایک نئی عمارت کھڑی کر دیتا ہے مگر پیر صاحب نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے تحقیق و جستجو کی طرف متوجہ کیا۔ یہ ان کی دینی غیرت و حمیت اخلاص دیانت داری اور خدا خونی کا ثبوت بھی ہے اور اپنے منصب کے تقاضوں پر مکمل عمل پیرا ہونے کی دلیل بھی۔

یونہی مفتی محمد خان قادری نے اپنی کتاب 'شاہکار ربوبیت' آپ کو پیش کی جو غالباً انہی دنوں چھپ کر آئی تھی۔ پیر صاحب بہت مسرور ہوئے اس کی ورق گردانی کرتے رہے اور فرمایا کہ میں 'فیاء النبی' کا جو کام کر رہا ہوں اس کی ایک جلد اسی منہج پر صرف شامل پر مبنی لکھوں گا۔ دیگر سیرت نگاروں نے اس طرف بہت کم توجہ دی ہے۔ یہ کتاب شاہکار ربوبیت اس حوالے سے میرے استفادہ کا باعث بنے گی۔ پیر صاحب نہایت خلیق دھیمے مزاج کے مالک اور دوسروں کی حوصلہ افزائی کرنے والے عظیم انسان تھے۔

ایسے ہی بینار پاکستان کے تاریخی سبزہ زار میں جماعت اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام انسانوں کے ٹھانڈیں مارتے سمندر سے حضرت پیر صاحب مرحوم کا تاریخی محضر دلوں میں اتر جانے والا خطاب آج بھی لوح قلب پر محفوظ ہے۔ اس کی یادیں پوری طرح



تروتازہ ہیں۔

سیال شریف کی عظیم خانقاہ رات کا وقت اور رمضان کا مہینہ یہ غالباً ۱۸ رمضان شریف کی شب تھی حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ کے سالانہ عرس مبارک کا موقع تھا۔ حضرت علامہ العصر صاحبزادہ عزیز احمد سجادہ نشین مکان شریف (کفری) حضرت پیر سید برکات احمد شاہ جلال پوری، حضرت پیر سید مراتب علی شاہ گجرات، مولانا عبدالعزیز چشتی گوجرانوالہ پیر خضر حسین چشتی منڈی بہاؤ الدین، مولانا قاضی غلام رسول غازی سیالوی (چنیوٹ) سمیت بہت سارے مشائخ و علماء کا اجتماع غیر تھا اور آستانہ عالیہ سیال شریف کے حوالے سے کسی مسئلہ پر دو آراء سامنے آئیں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ کھڑے ہوئے اور اپنے گلے میں ایک رومال ڈال کر دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور فرمایا کہ ”اس آستان عظمت نشان سے ہمیں تو خیر کے سارے پہلو نصیب ہوئے ہیں مجھ فقیر بے توقیر کی تو اس آستان شریف سے مختلف کوئی رائے نہیں میں اس خانقاہ کا خادم تھا ہوں اور ہمیشہ رہوں گا۔“ اس کے بعد معاملہ خود بخود ختم ہو گیا اور سبھی نے حضرت پیر صاحب کے موقف کی حمایت میں دُعاے خیر پر مجلس کو برخاست کر دیا۔ یوں آپ اپنے پیر خانہ پر بھی وحدت، پیار اور اخوت کا علامتی نشان سمجھے جاتے تھے۔

انوار رضا لاجپوری جوہر آباد میں حضرت پیر صاحب قبلہ چھ مرتبہ تشریف لائے اکثر بجا جاتے ہوئے یا واپس تشریف لاتے ہوئے آپ نے کرم فرمایا جب آئے اپنی حکیمانہ گفتگو سے کتابوں کے ذوق و شوق میں اضافہ کر گئے میں بجا طور پر سمجھتا ہوں کہ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب دوستی سکھائی اور حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری نے کتاب شناسی کا شعور بخشا اور ان دونوں خوبیوں نے مل کر ہم جیسوں کو بھی صاحب کتاب بنا دیا۔ خداوند متعال ان تمام حضرات کو جزائے جزیل عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

## رضائے مصطفیٰ پاک و ہند کے علماء و مشائخ کی نظر میں

از..... رئیس التحریر علامہ محمد حسن علی رضوی (ملی)

الحمد للہ ماشاء اللہ اہلسنت و جماعت کا بین الاقوامی محبوب ترجمان ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ (گوجرانوالہ) جنوری ۲۰۰۸ء کے شمارہ سے اپنی اشاعتی عمر کی ۵۰ ویں منزل میں قدم رکھ چکا ہے۔ ”رضائے مصطفیٰ“ آج سے ۴۹ سال قبل بنیاد گار اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ، امام اہلسنت نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کی زیر سرپرستی اور پاسان مسلک رضا، نائب محدث اعظم پاکستان مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیر نگرانی و مولانا الحاج محمد حفیظ نیازی کی ادارت میں شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، حضور نبی کریم ﷺ کی نظر رحمت، سیدنا غوث اعظم و سیدنا امام اعظم قدس سرہما کے ظل عاطفت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے روحانی تصرف اور محدث اعظم پاکستان کی روشن کرامت اور دُعاؤں کی برکت ہے کہ ”رضائے مصطفیٰ“ عالمی سطح پر مذہب حق اہلسنت و مسلک اعلیٰ حضرت کی گونجدار آواز و سنیت، حقیقت و رضویت کا بے باک ترجمان ہے۔ اتنی طویل مدت یکساں حالت و کیفیت میں اپنی مستقل مزاجی اور نصب العین کی پختگی کے ساتھ باقاعدگی سے جاری رہنا عقائد و باطلہ و نظریات فاسدہ کا مسلسل تقاب کرنا، اصلاح معاشرہ میں بھرپور کردار ادا کرنا، اپنی بیگانوں پر بے لاگ تبصرہ و تعمیری اصلاحی تنقید کرنا، مذہب اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف پھیلائے گئے زہریلے و مذموم پراپیگنڈہ کا استیصال کرنا، اہلسنت کی دینی مذہبی تعلیمی تالیفی و اشاعتی سرگرمیوں سے متعارف کرانا۔ یہ سب ”رضائے مصطفیٰ“ کا حصہ و خاصہ ہے۔ ”رضائے مصطفیٰ“ کی اہمیت کا اندازہ اس



ماہنامہ ”اعلیٰ حضرت“ جاری کرالیں۔“

بریلی شریف میں مختلف سنی ادارے اور ہندوستان کے بہت سے سنی جرائد و رسائل ”رضائے مصطفیٰ“ کے مضامین کو کتابی شکل میں یا اپنے اپنے رسائل میں شائع کرتے رہتے ہیں اور رضائے مصطفیٰ کی محبوبیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہندوستان سے ہندی اور اردو زبانوں میں بھی ”رضائے مصطفیٰ“ جاری ہو چکا ہے۔

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجپیری قدس سرہ کے آستانہ عالیہ رضوی گل رضوی منزل حضرت مفتی اعظم کی نشست گاہ پر بھی ”رضائے مصطفیٰ“ کا پوسٹر لگا ہوا تھا اور دارالخیر اجپیر شریف میں ”رضائے مصطفیٰ“ ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔

آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (اعلیٰ حضرت کے پیر خانہ) پر فقیر کی حاضری ہوئی تو خانوادہ عالیہ برکاتیہ بزرگان و صاحبزادگان کو ”رضائے مصطفیٰ“ کا شیدائی پایا۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یو پی کے علمی مرکز میں علماء طلباء اور اساتذہ بہت ذوق شوق سے ”رضائے مصطفیٰ“ کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کے منتظر رہتے ہیں۔ مدینہ العلماء گھوڑی شریف میں صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت کے آستانہ پر اور پچلی بھیت میں شیر پیشہ اہلسنت علیہ الرحمہ کے آستانہ شمتیہ رضویہ پر بھی ”رضائے مصطفیٰ“ کی مقبولیت و محبوبیت کا جلوہ نظر آیا یہاں سجادہ نشین اور اساتذہ کرام ”رضائے مصطفیٰ“ کو مسلک اعلیٰ حضرت کا عظیم و بے باک ترجمان سمجھتے ہیں اور اس کے منتظر رہتے ہیں۔

دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف کے ماہنامہ ”فیض الرسول“ اور رام پور کے بعض ماہنامہ رسائل میں اور رسالہ ”دامنِ مصطفیٰ“ بریلی شریف فقیر کے پاس آتے ہیں اور میں نے بریلی شریف کی حاضری کے دوران بھی دیکھا ان رسائل اہل سنت نے ”رضائے مصطفیٰ“ کے مضامین بکثرت ”رضائے مصطفیٰ“ نقل کئے ہوئے تھے۔

سے لگایا جاسکتا ہے کہ ”رضائے مصطفیٰ“ کے اجراء کے وقت شہزادہ اعلیٰ حضرت امام العلماء علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ (مفتی اعظم ہند و سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف) نے اپنی نشست گاہ رضوی دارالافتاء اور خانقاہ عالیہ رضویہ میں ”رضائے مصطفیٰ“ کا پوسٹر لگوا دیا ہوا تھا جو بہت دنوں تک لگا رہا۔ مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی شریف اور رضوی دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف کے جلسوں، عرسوں، عید الفطر و عید قربانی کے پوسٹروں میں ”رضائے مصطفیٰ“ کی خریداری و اشاعت کے لئے اہل ہر سال شائع ہوتی رہی۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین قادری رضوی فاضل بہاری قدس سرہ نے پٹنہ بہار سے ”رضائے مصطفیٰ“ کی عارضی بندش کے دوران بار بار بذریعہ خطوط دریافت فرمایا کہ ”رضائے مصطفیٰ“ نہیں آرہا، غالباً اس سے ضمانت طلب ہوئی، بہت اچھا رسالہ ہے یہاں پٹنہ بہار میں بہت لوگ اس کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ ”رضائے مصطفیٰ“ آپ لوگوں کی اچھی نمائندگی کر رہا ہے۔“ مفتی محمد صادق صاحب مدظلہ کے نام ایک مکتوب میں ملک العلماء رقم طراز ہیں کہ ”میرا ارادہ تھا کہ رضائے مصطفیٰ کی خریداری کے متعلق جناب سے خط و کتابت کروں کہ گرامی نامہ موصول ہوا۔ جس میں یہ خوشخبری سنائی کہ رضائے مصطفیٰ ”لاؤڈ اسپیکر نمبر“ سے آپ کے نام جاری کر دیا گیا ہے اور اسی طرح آپ کے نام پہنچتا رہے گا، جزاکم اللہ تعالیٰ میں اس بات کے بدلے خریدار بنانے کی کوشش کروں گا۔“ (بحوالہ ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ ۱۱ رجب ۱۳۸۰ھ)

اعلیٰ حضرت، مفسر اعظم علامہ محمد ابراہیم رضا جیلانی علیہ الرحمۃ مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی شریف نے فقیر راقم الحروف کو بذریعہ مکتوب چند بار حکم فرمایا کہ ”رضائے مصطفیٰ“ سے ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی کا تبادلہ کرا دیں تاکہ ہندوستان کے خریدار دفتر نامہ ”اعلیٰ حضرت“ بریلی میں چندہ ارسال کر کے پرچہ جاری کرالیں اور ماہنامہ ”اعلیٰ حضرت“ کے خریدار دفتر رضائے مصطفیٰ کو جرائدالہ میں سالانہ چندہ جمع کر کے



اہل سنت کے ایک نہایت متصحب عالم دین، محقق و مصنف علامہ بدر الدین احمد قادری رضوی گھور کچھوڑی علیہ الرحمۃ نے کئی بار فقیر کو حکم فرمایا کہ ”رضائے مصطفیٰ“ میرے نام آتا بند ہے آپ جاری کرائیں۔“ اس طرح رضا اکیڈمی دودھ بازار بمبئی کے سرگرم و فعال کارکن فقیر کو اجیر مقدس کے عرس کے موقع پر پہلے تو ”رضائے مصطفیٰ“ کی دینی مسلکی خدمات کی بہت تعریف کی انہوں نے ”رضائے مصطفیٰ“ کے بعض مضامین چھوٹے چھوٹے پوسٹروں پمفلٹوں کی صورت میں چھپوار کئے تھے۔

”رضائے مصطفیٰ“ درگاہ چار قطب ہنسی ضلع حصار میں بھی دیکھا گیا وہاں متوالی صاحب کے بھائی حکیم پیر فضل الرحمن جمالی نعمانی نے بتایا کہ ”رضائے مصطفیٰ“ نے یہاں کے لوگوں کو وہابی تبلیغ جماعت کے دام سے بچا لیا ہے۔

حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد صاحب علیہ الرحمۃ سجادہ نشین آستان عالیہ کچھوچھ شریف نے ”رضائے مصطفیٰ“ کے مسئلہ لاؤڈ سپیکر پر نماز کے عدم جواز اور رویت ہلال نمبر دیکھے تو بہت پسند فرمائے اور فقیر کو ”رضائے مصطفیٰ“ کی تائید میں فتاویٰ مرحمت فرمائے۔

علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی علیہ الرحمۃ نے اپنے میلی کے دورہ کے دوران فرمایا کہ ”مغربی و یورپی ممالک میں ”رضائے مصطفیٰ“ کی مسلکی تبلیغ کا بہت گہرا اثر ہے وہاں کے علماء و مشائخ رسالہ ”رضائے مصطفیٰ“ پڑھ کر مذاہب باطلہ کا رد کرتے ہیں رضائے مصطفیٰ کے مفید مضامین انگلش میں ترجمہ کر کے شائع کئے جاتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں سرکار اعظم، نور مجسم علیہ السلام کی حاضری بارگاہ سے واپس آنے والے حضرات نے فرمایا کہ ”خلیفہ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ مولانا الشیخ محمد ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ خود ”رضائے مصطفیٰ“ کو نہایت اہتمام اور ذوق و شوق سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور مختلف ممالک سے حاضر ہونے والے علماء و مشائخ ”رضائے مصطفیٰ“ کو قدر و محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

”نواسر اعلیٰ حضرت مفتی تقدس علی خاں علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں ”رضائے مصطفیٰ کا

جہ الاسلام نمبر دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ ترتیب اور بہترین مضامین سے مزین ہے مولانا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔“

رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ مفتی محمد صادق صاحب مدظلہ کے نام مکتوب میں رقم طراز ہیں کہ ”بخدمت نقیب مذہب اہل سنت، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت السلام علیکم..... مقدس جریدہ رضائے مصطفیٰ کے ہر شمارے میں جس جرأت مومنانہ کے ساتھ آپ فرقبائے باطلہ کے عکائد و ضلالت کا پردہ چاک کرتے ہیں وہ آپ ہی کے قلم کا حصہ ہے۔ مولائے قدیر آپ کو حقائق حق و ابطال باطل پر اجر جزیل اور جزائے جمیل کی ثلوت و عزت سے سرفراز کرے آمین۔ اس دور ابتلا میں جبکہ اتحاد امت کے نام پر کھلے بندوں اور اعتقادی و عملی نفاق کی ترغیب دی جا رہی ہے ایسے گمراہ کن ماحول میں مسلک حق کے تحفظ کی خدمت بالکل ایسی ہی ہے جیسے کسی نے آمدنیوں کی زد پر چراغ جلایا ہو اور بفضلہ باری تعالیٰ اسے زندہ رکھا ہو۔“

تحریک آزادی کے صنف اول کے رہنما علامہ محمد مہدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”رضائے مصطفیٰ“ نے اپنے مضامین کی جامعیت اور حسن ترتیب کے لحاظ سے ایک مقام حاصل کر لیا ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ ہمارا یہ پرچہ قوم میں سب سے زیادہ کامیاب اور ہر و عزیز ہو آمین۔“

مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ”میں اپنی مصروفیات کے باعث بہت کم رسائل پڑھتا ہوں مگر رضائے مصطفیٰ کو ضرور دیکھتا ہوں ماشاء اللہ رضائے مصطفیٰ کے مضامین بہت عمدہ اور پسندیدہ ہوتے ہیں۔“

یہ چند تاریخی واقعات و تاثرات مدت مدید سے میرے علم میں تھے رضائے مصطفیٰ کی ساگرہ کے موقع پر بجلت، تحریر کر دیے ہیں۔ مذکورہ بالا اکابر و مقتدر علماء و مشائخ کی آرام و حقیقت رضائے مصطفیٰ کے نعرہ حق کی تائید و حمایت ہے۔ (فالحمد للہ علی ذالک)



ماشاء اللہ آئندہ اسمبلی کا ہر اجلاس تلاوت نعت سے شروع ہوگا

## شباباش! صاحبزادہ حافظ حامد رضا..... آفرین

تحریر..... محبوب الرسول قادری

۲۵ جون ۲۰۰۷ء کو مظفر آباد میں آزاد جموں و کشمیر قانون ساز اسمبلی نے وزیر اوقاف صاحبزادہ حافظ حامد رضا کی طرف سے پیش کی جانے والی تجویز کو مکمل اتفاق رائے سے منظور کر کے قانون بنا دیا کہ آئندہ اسمبلی کا ہر اجلاس تلاوت قرآن پاک اور نعت سرور کوئین ﷺ سے شروع ہوگا اور تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہی حضور ﷺ کی نعت شریف کے چند اشعار ضرور پیش کئے جائیں گے۔ صاحبزادہ حافظ حامد رضا (وزیر اوقاف) کی قرارداد پر وزیراعظم آزاد کشمیر سردار عتیق احمد خان نے تائید کی اور قائد حزب اختلاف نے بھی بھرپور تائید و حمایت کی جسے منفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔

یوں آزاد جموں و کشمیر قانون ساز اسمبلی میں تلاوت قرآن حکیم کے ساتھ ہی نعت سرور کوئین ﷺ کے باضابطہ طور پر اہتمام کے ساتھ ایوان میں مستقلاً پڑھے جانے کا ضابطہ تشکیل پا جانا نہایت مستحسن اور خوش آئند امر ہے۔ یقیناً یہ ایسی خبر ہے جس سے اہل ایمان کی روح کو جلا اور تسکین کا سامان اور سارے ایوان کو اللہ تعالیٰ اور اس حبیب پاک کی رمتوں اور فیضان سے وافر حصہ نصیب ہوگا۔ بلاشبہ وزیراعظم آزاد جموں و کشمیر سردار عتیق احمد خان بالخصوص اس ساری جدوجہد کے محرک صاحبزادہ حافظ حامد رضا وزیر اوقاف قائد حزب اختلاف اور پورے ایوان کے تمام اراکین ہدیہ تہریک و مبارکباد کے مستحق ہیں قوم کو ایسے اجتماعی کاموں کے لئے منفقہ اور مشترکہ لائحہ عمل مرتب کر کے ملک و ملت کی خدمت کے باب میں آگے بڑھنا چاہیے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس خطے کو نظام مصطفیٰ ﷺ کی برکات سے لذت آشنا فرمائے۔ آمین

## مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک الزام کی حقیقت

تحریر..... ماہر نیازیات میاں محمد صادق قصوری کے قلم سے

ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف اور اُن کے عدیم النظیر کارنامے محتاج بیان نہیں ہیں۔ موصوف حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ کے تلمیذ رشید، قائد اعظم رحمۃ اللہ کے معتد رفیق اور عالم اسلام کے مایہ ناز مذہبی و سیاسی رہنما ہیں۔ اُن کی زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب ہے جو اپنے اندر اُجالے ہی اُجالے سموئے ہوئے ہے۔ ”تحریک پاکستان“ ہو یا ”تحریک نفاذ شریعت“، ”تحریک بحالی جمہوریت“ ہو یا تحریک ”تحفظ ختم نبوت“ اور ”تحریک انھام مصطفیٰ“ ہو یا ”تحریک تحفظ ناموس رسالت“۔ انہوں نے ہمیشہ مجاہدانہ، قائدانہ اور سرفروشانہ کردار ادا کیا، جس کا زمانہ گواہ ہے اور تاریخ شاہد عادل۔ ..... ۱۹۵۳ء کی ”تحریک تحفظ ختم نبوت“ میں انہوں نے جس قلندرانہ اور عاشقانہ انداز میں خدمات انجام دیں تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔ شاہی قلعہ لاہور میں قید و بند کی صعوبتیں بڑی خندہ پیشانی سے برداشت دیں، چھانسی کی کونٹری کی ایذا رسانیوں کو خوشدلی سے قبول کیا اور پھر انتہائی صبر و استقامت اور عزم و استقلال کا مظاہرہ کر کے یادگار نقوش چھوڑے۔

مگر افسوس کہ حکومت وقت نے اپنی روپیلی مصلحتوں اور مخصوص مقاصد کی خاطر اُن کی کردار کشی کی۔ جیسا کہ (دیوبندی عالم) مولانا تاج محمود احراری فیصل آبادی کے ایک عقیدت مند اقبال فیروز اپنے ایک مضمون بعنوان ”مولانا تاج محمود مرحوم“ مطبوعہ روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور مورخہ ۲ جنوری ۱۹۸۵ء میں لکھتے ہیں۔



”مولانا کی گرفتاری کے بعد انتہائی منظم طریقے سے اُن کی کردار کشی کی مہم اس انداز سے چلائی گئی جس طرح لاہور میں مولانا عبدالستار خان نیازی کے خلاف چلائی گئی تھی۔“

حکومت نے ”تحریک تحفظ ختم نبوت“ کی قیادت کرنے کے جرم میں مولانا نیازی کو گرفتار کر کے اُن کی ایک پرانی تصویر ”سول اینڈ ملٹری گزٹ“ میں شائع کروا دی کہ مولانا نیازی داڑھی منڈا کر برقعہ اوڑھ کر فرار ہو گئے تھے۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ مولانا نے داڑھی ۱۹۴۳ء میں رکھی تھی یہ تصویر اُس سے پہلے کی تھی جو مولانا کے مکان کی تلاشی کے دوران ملی تھی۔ جہاں تک برقعہ اوڑھنے کا تعلق ہے یہ اتنا بودا الزام ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ بھلا اتنے قد کاٹھ کا آدمی برقعہ پہن کر نکلے اور فوراً پہچانا نہ جائے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بالخصوص یہ سب کچھ حکومت کا پروپیگنڈا تھا اور بس۔

روزنامہ ”پاکستان“ لاہور نے اپنی اشاعت ۶ جولائی ۲۰۰۷ء میں صفحہ اول پر ”خصوصی رپورٹ“ کے تحت ”سیاسی تاریخ میں فرار کے واقعات“ کے زیر عنوان سرخی بھائی ہے کہ:

”مولانا نیازی نے شیوکرائی برقعہ پہنا اور روپوشی ختم کر دی۔“ اسی طرح اسی اشاعت میں اکرم شیخ کے کالم ”پس حرف“ میں ”ایک اور برقعہ کی کہانی“ کے عنوان کے تحت پھر انہیں الزامات کو دہرایا گیا ہے۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ جن کے تقویٰ و طہارت، زہد و عبادت، جرأت و استقامت، عزم و استقلال اور جوان مردی اور پامردی اور حق گوئی و بے ہاکی کی شہادت اپنے بے گانے بلکہ غیر ملکی سربراہ بھی دیں اُن پر بے جا الزامات کو دہرانا کسی طرح سے بھی مناسب اور روا نہیں ہے۔ لیبیا کے سربراہ کرنل قذافی جن کے متعلق یہ کہیں۔ ”پاکستان اگر یہ مجاہد عالم اسلام کو دے دے تو دونوں میں کامیابیاں اور کامراناں قدم چومنے لگیں۔“

عراق کے صدر صدام حسین نے کہا ”اُن کی مدبرانہ گفتگو اور اسلامی جذبات میں سے ایک نہ منٹے والے شہید یا مرمو من کی بوباس آتی ہے۔“ سعودی عرب کے شاہ فہد نے کہا کہ ”نیازی صاحب! پاکستان کے ساتھ ساتھ پورے عالم اسلام کے ترجمان ہیں جن کے پورے وجود میں سے اسلام پر مصائب کی دریں اٹھتی ہیں۔“

مولانا نیازی پر ان بے بنیاد الزامات کے رد میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے ذیل میں چند حوالے درج کئے جا رہے ہیں تاکہ احقاق حق اور ابطال باطل کی صورت سامنے آ سکے۔

معروف صحافی اور ادیب منیر احمد منیر روزنامہ ”خبریں“ لاہور مورخہ ۶ مئی ۲۰۰۱ء میں اپنے مضمون ”مولانا عبدالستار خان نیازی“ قسط نمبر ۳ میں لکھتے ہیں ”یہ بات میں نے شروع سے آخر تک دیکھی کہ جب کبھی بڑے بوڑھوں کے ساتھ مولانا عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ کا ذکر چھڑتا تو وہ ایک بات ضرور کرتے کہ ۵۳ء کی ختم نبوت ایجنٹ میں مولانا نیازی مسجد وزیر خان سے داڑھی منڈا کر اور برقعہ پہن کر فرار ہوئے تھے۔ کوئی کہتا دیگ میں چھپ کے بھاگے تھے۔ جب میں نے اشرف توپر کو ان کے انٹرویو پر مامور کیا تو میں نے انہیں اس کی تفصیل دریافت کرنے کا بھی کہا۔ مولانا کی دلیل کافی وزنی تھی کہ اسے قد کاٹھ کا آدمی برقعہ پہن کر نکلے تو پہچانا جائے اور پکڑا جائے اور نہ اس قد کاٹھ کا آدمی دیگ میں سمائے۔ داڑھی موٹے منڈی فوٹو کا ذکر تو میرے ساتھ بہت لوگوں نے کیا اور یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ فوٹو ان کے پاس ہے لیکن میرے اصرار کے باوجود کوئی شخص ایسی فوٹو مجھے پیش نہیں کر سکا۔“

تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور حضرت قائد اعظم رحمہ اللہ کے مخلص رفیق سید امیر الدین قدوائی کے تحت جگر اور معروف صحافی (نوائے وقت جنگ) سید انور قدوائی اپنے ایک مضمون ”مجاہد ملت“ دوسری دنیا کا انسان“ مطبوعہ ”نذر مجاہد ملت“ مرتبہ محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور ۲۰۰۴ء کے صفحہ نمبر ۴۰ پر لکھتے ہیں۔ ”ایک ریاستی جبر اور جھوٹ کی



وضاحت کروں کہ جب مجاہد ملت نے قصور سے گرفتاری دی تو فوجی اور سول حکام نے اسے غلط انداز میں پیش کیا۔ یہ خبر دی گئی کہ مولانا نیازی کو گرفتار کر لیا گیا ہے وہ داڑھی منڈوا کر مسجد وزیر خان سے فرار ہو گئے تھے۔ اخبارات خصوصاً ”پاکستان ٹائمز“ اُن دنوں ملک کا ایک مشہور اخبار تھا اور اُس وقت کے اشتراکی لیڈر میاں افتخار الدین اُس کے مالک تھے اور یہ لیفٹ نظریات کے صحافیوں کا اخبار تھا اس لئے انہوں نے ایک عالم دین کی توہین کرنے کے لئے یہ تصویر نمایاں طور پر شائع کی جبکہ یہ بات سفید جھوٹ اور غلط تھی۔ حضرت مولانا نیازی نے داڑھی نہیں منڈوائی تھی بلکہ یہ جعلی تصویر بنا کر شائع کرائی گئی تھی تاکہ مولانا نیازی کی شخصیت کی توہین کی جاسکے۔

حکیم الامت علامہ اقبال کے معالج خاص شفاء الملک حکیم محمد حسن قرشی مرحوم و مغفور کے فرزند ارجمند اور تحریک پاکستان کے نامور کارکن حکیم آفتاب احمد قرشی مرحوم اپنی کتاب ”مستطاب“ ”کاروانِ شوق“ مطبوعہ لاہور فروری ۱۹۸۴ء صفحہ ۳۷ پر لکھتے ہیں۔ ”لاہور سے نکلنے کے بعد انہیں گرفتار کر لیا گیا اور ان کے بارے میں بڑی غلط قسم کی افواہیں پھیلائی گئیں۔ ان کے سامان کی تلاشی کے دوران اُن کی جوانی کا ایک فوٹو برآمد ہوا تو پولیس نے یہ فوٹو چھاپ دیا اور کہا کہ مولانا نیازی نے داڑھی منڈوا دی تھی۔ یہ الزام قطعی غلط اور بے بنیاد تھا یہ اُن کے بچپن کا فوٹو تھا اس فوٹو میں وہ دبیلے پتلے انسان نظر آتے ہیں اور جس زمانے میں مولانا مسجد وزیر خاں میں تھے ان کا جسم فرہبی تھا۔“

تحریک پاکستان کے معروف کارکن اور فرید العصر حضرت میاں علی محمد خان چشتی نظامی رحمہ اللہ سجادہ نشین بی نو (مدفون بجواز بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ پاکتین شریف) کے مرید باصفا حکیم محمد انور بابر مرحوم اپنے ایک مضمون ”مولانا عبدالستار خان نیازی“ واقعات کا سلسلہ“ مطبوعہ ہفت روزہ ”زندگی“ لاہور بابت ۲۰ نومبر ۱۹۷۲ء ماہنامہ ”ترجمانِ اہلسنت، کراچی“ نظام مصطفیٰ نمبر ”بابت اپریل مئی ۱۹۷۶ء ص ۳۲ اور ہفت روزہ ”الهام“ بہاولپور ”مجاہد ملت ایڈیشن“ بابت ۲۸ مئی

۱۹۸۷ء صفحہ ۳۶ تا ۴۷ پر رقم طراز ہیں کہ ”پولیس نے خفت مٹانے کے لئے میرے مکان سے نیازی صاحب کی زمانہ طالب علمی کی ایک تصویر برآمد کی۔ (نیازی صاحب ۱۹۴۲ء تک داڑھی منڈواتے تھے) اور یہ کہہ کہ اخبارات میں شائع کروا دی کہ نیازی داڑھی منڈوا کر نکل بھاگا ہے۔ بد قسمتی سے اب بھی کئی لوگ پولیس کی اس مکروہ حرکت کو صداقت کا نام دیتے پھرتے ہیں۔“

گجرات کے معروف شاعر اور ادیب سید عارف محمود مجبور رضوی اپنے ایک مضمون ”مجاہد ملت“ پر ایک الزام تراشی کی حقیقت“ مطبوعہ ہفت روزہ ”الهام“ بہاولپور بابت ۲۸ مئی ۱۹۸۷ء کے صفحہ نمبر ۹۳ پر لکھتے ہیں۔ ”اگر انہوں نے داڑھی منڈوائی تو کم از کم ان کے ساتھ پابند سلاسل دیگر مکاتب فکر کے علماء..... اس سنہری موقعہ کو ہاتھ سے کبھی بھی نہ جانے دیتے۔ چونکہ اس مفروضے کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے تحریر یا تقریر کسی موقعہ پر اس کا ذکر (اشارہ ہی سہی) ضروری نہیں سمجھا بلکہ جناب سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب تو اس تمام پروپیگنڈا کے برعکس یہ فرماتے ہیں۔ ”تحفظ ختم نبوت“ کی جدوجہد میں ہماری ساری زندگی گزر گئی ہماری داڑھیاں سفید ہو گئیں لیکن ناموس مصطفیٰ ﷺ کے لئے داروسن کی منزل تک پہنچنے کا جو مقام مولانا عبدالستار خان نیازی کو حاصل ہوا وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکا۔“

اب آئیے خود مولانا نیازی سے اس بے بنیاد الزام کے بارے میں پوچھ لیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔ ”جب ہم نے اسمبلی میں جا کر اراکین اسمبلی کو ختم نبوت کے مسئلے پر ہم خیال بنانے کا فیصلہ کیا تو اس رات میں مسجد سے بالکل چلا گیا۔ یعنی اُس رات بھی مسجد کے اندر نہیں تھا۔ اس لئے برقعہ پہن کر نکلنے کی نوبت کیسے آتی؟ لوگوں کے کہنے کا کیا ہے کوئی کہتا ہے کہ نیازی دیگ میں بیٹھ کر چلا گیا ہے۔ لاہور سے نکلنے وقت البتہ میں نے دیہاتیوں کا سا لباس پہن لیا تھا مگر داڑھی نہیں منڈوائی۔ فینی ڈریس میں داڑھی کے بغیر میری تصاویر چھپی ہیں وہ میانوالی کے علاقائی لباس میں ہیں۔ ان میں میں نے چادر باندھی ہوئی ہے اور سر پر پگڑ ہے اور یہ تصویر تحریک سے پہلے کی ہے۔ داڑھی تو میں نے



۱۹۴۳ء میں رکھی ہے۔ چنانچہ بغیر داڑھی والی تصویر جو میرے دفتر سے میری گرفتاری کے بعد نکلی تو اس کے متعلق کہا گیا کہ میں نے مسجد وزیر خان سے نکلنے کے لئے داڑھی منڈوا دی تھی۔ جب مجھے گرفتار کر کے جیل لے جایا گیا تو وہاں تحریک کے بے شمار کارکنوں اور لیڈروں نے مجھے دیکھا، مگر ان میں کسی نے بھی میری منڈی ہوئی داڑھی نہیں دیکھی۔ حالانکہ اگر میں نے داڑھی منڈوائی ہوتی تو یہ بات چھپی کیسے رہ سکتی تھی؟ مگر کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو یہ کہہ سکے کہ اس وقت میرے چہرے پر داڑھی نہیں تھی۔ تو یہ ساری باتیں محض پروپیگنڈہ اور جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔“

(”میں، مولانا عبدالستار خان نیازی“ مرتبہ اشرف تنویر مطبوعہ لاہور جنوری ۱۹۹۱ء صفحہ نمبر ۳۹-۴۰)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس بات کا ذکر ضرور کیا جائے کہ مقتدر اور اسلام دشمن قوتیں شروع ہی سے نعرہ حق بلند کرنے والوں کی کردار کشی کرتی رہی ہیں اور کرتی رہیں گی۔ کیا اقتدار کے پیجاریوں اور سردارانِ مکہ نے حضور علیہ السلام پر الزام تراشیاں نہیں کیں؟ کیا سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کے جبر و استبداد کا نشانہ نہیں بنے؟ کیا عباسی خلیفہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو داخل زنداں کر کے زہر نہیں دیا؟ کیا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر کوڑوں کی بارش نہیں ہوئی؟ کیا سلطان محمود غزنوی کی کردار کشی نہیں کی گئی کہ وہ سومنات پر چلے کر کے دولت سمیٹنے آیا تھا؟ کیا سلطان اورنگ زیب عالمگیر کو متعصب، ظالم حکمران نہیں کہا گیا؟ کیا حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ پر ”کفر“ کے فتویٰ نہیں لگائے گئے؟ کیا حضرت بابائے قوم قائد اعظم حاسدین و معاندین کی بے جا تنقید اور الزام تراشیوں کے تیر و نشتر سے محفوظ رہے؟..... تو پھر جب کوئی بھی ”مرد حق، مصلح اور خادمِ دین و ملت“ جابر و آمر قوتوں کے قہر و جبر اور ظلم و ستم سے نہیں بچ سکا تو وہاں مولانا نیازی کیسے محفوظ و مامون رہے۔ سچ کہا حکیم الامت رحمہ اللہ نے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز  
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

کچھ یادیں، کچھ باتیں

یادگارِ اسلاف

## مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر..... محمود احمد قادری، سیالکوٹ

مقبوضہ جموں و کشمیر کے علاقہ کنڈی کے لوگ اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہیں کہ انہیں بزرگوں کی شفقت حاصل رہی ان بزرگوں میں ایک مفسر قرآن اور عظیم عالم دین حضرت مولانا نبی بخش حلوائی ہیں۔ آج میں مولانا حلوائی رحمۃ اللہ علیہ کا کشمیر جانے کا سبب عرض کیے جاتا ہوں وہ میرے والد صاحب کے رشتہ میں تایا تھے جو آپ کو پہلی مرتبہ کشمیر (کنڈی) لے کر گئے۔

ان کا مشہور نام تھا جو چھوٹے بڑے سب حاجی تایا تھا، کے نام سے جانتے اور پکارتے تھے ان کا ایک گھریلو ملازم تھا جو عرصہ دراز تک ان کے ہاں رہا آخری ایام میں اپنے گاؤں مالپور چلا گیا مالپور کنڈی کا یہ مشہور گاؤں ہے جہاں کے لوگ بڑے جھاکش و جختی تھے عرصہ پہلے محکم دین نامی ایک شخص جو کہ ایک ہاتھ سے معذور تھا کام چور ہونے کی وجہ سے گھر سے بھاگ نکلا اور کوٹلی کو ہاراں (حال ضلع سیالکوٹ) آ گیا اتفاق سے وہ اہلحدیث مکتب فکر کے مدرسہ میں داخل ہو گیا بارہ سال بعد واپس اپنے گاؤں گیا گاؤں میں محکم دین اب مولوی محکم دین تھا، وہابیت کا پرچار اُس کا نصب العین تھا لوگوں کو ختم، ایصالِ ثواب، گیارہویں شریف اور مزارات پر فاتحہ کے لئے جانے سے منع کرتا۔ نماز جنازہ نئے انداز سے پڑھاتا اور لوگوں سے جگہ جگہ بھگڑا اور فساد اس کا شعار بن گیا۔ اس دوران حاجی تایا تھا کے سابقہ ملازم نے حاجی صاحب کو پیغام بھجوایا کہ میرا وقت آخر آ گیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ مولوی محکم دین اور اس کے حواری میرا جنازہ خراب کریں گے



۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں میرے والد گرامی کی کتابوں میں یہ کتاب ہمارے گاؤں میں ضائع ہوگئی تھی جو اس وقت بھارت کے قبضہ میں آگیا تھا۔ حاجی تایا خٹا کا کچھ عرصہ بعد وصال ہو گیا مولانا حلوانی ان کے گھر تشریف لائے رمضان المبارک کا مہینہ تھا مولانا نے دیکھا کہ حاجی صاحب کے ہمسایہ اور بھتیجا کے گھر دن کے وقت تندور جل رہا ہے مولانا غصہ میں آگئے اور فرمانے لگے کہ ہم سالہا سال سے یہاں آئیں اور یہ لوگ بے دین رہیں چارپائی پر نہ بیٹھے اور اپنے ایک ملنے والے اللہ دین کے پاس موضع کینگ چلے گئے ان سے مولانا حلوانی کا برا تعلق تھا ان کے متعلق مولانا نے کچھ پنجابی اشعار بھی کہے تھے۔

یہاں میں مولانا کی دو کرامات کا ذکر بھی کیے دیتا ہوں مولانا مرحوم نے مناظرہ کے وقت فرمایا تھا کہ ان وہابیوں کے متعلق میں تمہیں یقین دلانا ہوں کہ بڑھیں گے نہیں ایسا ہی ہوا اور دوسرے میاں صاحب دین بڑے نیک پارسا، شب زندہ دار تھے انہوں نے ساری عمر دین مصطفیٰ ﷺ کی اشاعت میں صرف کی۔ فرماتے تھے میں محفل میں موجود تھا مولانا حلوانی نے ذکر مصطفیٰ ﷺ کرتے ہوئے حضور ﷺ کے معجزات بیان فرمائے ایک شخص نے گستاخانہ لہجہ میں حضور ﷺ کی شان میں کوئی بات کی مولانا نے منع فرمایا وہ شخص دوبارہ گویا ہوا یہ شخص پٹانے بنانے کا کاروبار کیا کرتا تھا مولانا حلوانی غصہ میں آگئے اور فرمایا 'او گستاخ رسول' میں اپنے رب کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں میں نبی کریم ﷺ کو چاروں صحابہ کرام کے ساتھ دیکھ رہا ہوں اگر اب تو نے گستاخی کی تو جل کر راکھ ہو جائے گا۔ یہ شخص گستاخی کرتے ہوئے محفل سے اٹھا اور گھر چلا گیا چند گھنٹوں بعد ہی یہ شخص اپنے گھر میں پٹانے بنانے میں مصروف تھا کہ بارود میں آگ لگی اور مکان سمیت جل کر راکھ ہو گیا۔

یا حبیب خدا جو تمہارا نہیں حق نے فرما دیا وہ ہمارا نہیں  
اپنے محبوب کی کوئی توہین بھی خالق دوسرا کو گوارا نہیں

آپ آکر مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ اور آپ خود میرا کفن و دفن کا انتظام کرنا حاجی تایا خٹا کو پیغام ملا وہ اپنے گھر سے مالپور کو چل پڑے جو کہ تقریباً ۸ کلومیٹر دور تھا جب مالپور پہنچے تو تھوڑی دیر بعد ان کا ملازم وصال کر گیا اب تایا خٹا نے اپنے اس ملازم کے لئے اس کے گاؤں ہی میں قبر تیار کروائی مگر نماز جنازہ پر جھگڑا کی نوبت یہاں تک آگئی کہ جنازہ اٹھا کر دوسرے گاؤں لے جانا پڑا اگلے روز تایا خٹا نے کچھ ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ یہ معاملہ اس طرح حل نہیں ہوگا کوئی عالم دین شخص (محکم دین) اس سے بات کرے کہ حق پر کون ہے جنوں سے کسی عالم دین کو بلایا گیا مگر مولوی محکم دین الہمدیٹ اس سے قائل نہ ہوا کیونکہ وہ چالاک اور چرب زبان تھا اب لوگوں کو مزید پریشانی ہوئی۔

اب تایا خٹا بہت پریشان تھے میاں نور مانی جو کہ مولانا نبی بخش حلوانی (لاہور) کے ملنے والے تھے نے مشورہ دیا کہ لاہور سے مولانا نبی بخش حلوانی کو لاؤ وہ اس کا بندوبست کریں گے۔ حاجی تایا خٹا نے میاں نور مانی کو آنے جانے کا خرچہ وغیرہ دے کر لاہور مولانا حلوانی کے پاس بھجوایا کہ تاریخ مقرر کر کے واپس آنا مولانا حلوانی نے تاریخ دی۔ پھر اس مقررہ تاریخ سے ایک ہفتہ قبل علاقہ میں خوب تشہیر کی گئی پانی کے ایک بہت بڑے تالاب جس کے ارد گرد بڑے درخت تھے ان کے سایہ میں مناظرہ ہوا۔ جو تین دن جاری رہا لوگوں کی تعداد کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پانی یعنی شربت کے لئے سو پوری دیسی چینی صرف ہوئی اور کھانے وغیرہ کے انتظامات اس سے الگ تھے۔

مولانا حلوانی نے الہمدیٹ مولویوں اور ان کے حواریوں کو دلائل دے دے کر توبہ کروائی اس طرح مولانا حلوانی اس مناظرہ کے فاتح ہوئے اور یہی کشمیر آنے جانے کا سبب بنا۔ بعد ازاں مولانا سال میں ایک بار ضرور کشمیر تشریف لے جاتے تھے اسی مناظرہ کے بعد مولانا حلوانی نے حاجی تایا خٹا کے کہنے پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "احسان الاموات بالصدقات والاسقاط" رکھا اور اس کتاب کی اشاعت کے تمام اخراجات حاجی تایا خٹا نے برداشت کیے کوشش کے باوجود یہ کتاب مجھے نہ مل سکی





سلطان مسند عرفانی شیخ الاسلام شیخ الاسلام  
فرز جناب مرتضوی تصویر جمال مصطفوی  
ادی ولی و پیر ہونے والا و تاد و فقیر و میر ہونے  
لے ہر جمال بغدادی، لے بدر کمال مخدومی  
مقبول خداوندی القادر سلطان محی الدین رشید  
ہے تاج ولایت کا سر پر تن پر اکرامت کی خدمت  
اک کعبہ بھی پیر چھانے آگاہ خدا بھی چھاتیں  
ہلکو بھی عطا ہو جاؤ لا شاہ شہر جلال ان داتا  
شورش ہے پاک عالمیں ہر سو ضیاء ظہور میں  
تم خواب میں لے بھی جاؤ اور اپنی جھلک دکھا جاؤ  
پیر ہونے تصور کو میری بجائے ضیاء عرفانی  
لمحائیں سجود یقانی لے جلوہ شمس رحمانی  
اہل ہوں یا غار زاہد اقطاب ہوں عالم عابد

عرفان حقیقت کا طالب دیدار محمد کا شیوا  
زاہد ہوں بطیف زبانی شیخ الاسلام شیخ الاسلام

## حضرت سید مظہر حسین قادری بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر: سید محمد عبد اللہ قادری (واہ کینٹ)

حضرت سید مظہر حسین قادری بخاری ابن حضرت سید حسین شاہ بخاری ابن  
حضرت سید محمد کرم شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہم ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ ابھی چند  
سالوں کے تھے کہ والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ والدہ کا نام سیدہ غلام فاطمہ بنت مولوی سید  
محمد چراغ شاہ نقشبندی بخاری (م ۱۸۸۷ء) تھا۔ آپ کے ایک اور بھائی سید خادم حسین  
شاہ ۱۹۱۵ء طاعون کی مرض میں مبتلا ہو کر وفات پا گئے تھے۔ والد ماجد سید حسین شاہ بخاری  
رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوسری شادی کر لی اس سے بھی دو بیٹے ہوئے۔ سید خورشید حسن، سید  
ہادی حسین، سید ہادی حسین بچپن میں ہی وفات پا گئے، سید خورشید حسن (جون ۱۹۹۵ء) کے  
ایک ہی صاحبزادے سید غلام دنگیر (فروری ۲۰۰۲ء) تھے، تین بیٹیاں ہیں، پوتا کوئی نہیں  
ہے۔ حضرت سید مظہر حسین قادری کی والدہ ماجدہ کے بعد ان کی پرورش اُن کے حقیقی  
ماموں جان، حافظ سید محمد عبد اللہ شاہ قادری (م دسمبر ۱۹۳۱ء)، مولوی سید محمد نور اللہ شاہ نور  
سیالکوٹی (م جون ۱۹۳۸ء) اور حکیم سید محمد ظہور اللہ شاہ سیالکوٹی (م دسمبر ۱۹۴۶ء) ساکن  
کشمیری محلہ سیالکوٹ نے کی۔

بچپن سے لے کر عہد جوانی تک سیالکوٹ میں ہی رہے۔ آپ کے نانا جان  
مولوی سید محمد چراغ شاہ (مفتی سیالکوٹ) شاگرد مولانا غلام مرتضیٰ سیالکوٹی، خطیب مسجد  
کبوتراس والی) کے علامہ محمد اقبال کے والد شیخ نور محمد سے گہرے مراسم تھے۔ سید مظہر  
حسین قادری اکثر شیخ نور محمد کی دکان پر بیٹھ جایا کرتے شیخ صاحب، مولوی سید محمد چراغ کا  
نواسہ ہونے کے ناطہ اُن سے بڑی شفقت و محبت فرماتے تھے۔

جناب سید سلطان محمود حسین اپنی تالیف "اقبال کی ابتدائی زندگی" مطبوعہ لاہور



سید مظہر حسین قادریؒ اپنے والد صاحب سید حسین شاہ بخاری اور ماموں حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری کی طرح فوج میں ملازم ہو گئے۔ جب آپ کی رجسٹر عراق پہنچی تو وہاں حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے سجادہ نشین (وقت) سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہو گئے۔ عراق سے واپسی پر سلسلہ قادریہ میں روحانی منازل اپنے حقیقی ماموں حافظ سید عبداللہ قادری (م۔ ۱۹۴۱ء) خلیفہ مجاز حضرت قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہ العزیز آوان شریف ضلع گجرات (م مئی ۱۹۱۹ء) کے ذریعہ ملے کہیں اکثر و بیشتر آوان شریف بھی حاضری دیتے تھے بعض اوقات پایادہ جاتے۔

تو خلیفہ عبدالکلیم نے کہا یہ لپ سنگ والا شعر مکرر ارشاد ہو..... آج سید مظہر حسین شاہ صاحب بوکن ضلع سحمرات سے تشریف لائے ہیں موصوف میری حقیقی چھو بھی کے صاحبزادے ہیں اور میرے خسر بھی، کوئی ساٹھ برس کے پھیر میں ہو گئے بڑے باغ و بہار آدی ہیں۔ آپ کی ہر بات میں ایک شگفتہ مزاح موجود ہوتا ہے۔ بات کو بڑے سلیقہ سے کر جاتے ہیں۔ بڑے زاہد مرتاض ہیں زہد اور شگفتگی بہت کم طبعیتوں میں اکٹھی ہوتی ہے۔“ (سید نور محمد قادری)

میں نے نانا جان سید مظہر حسین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کو بہت قریب سے دیکھا، دن رات وہیں گزرتے بلکہ میں انہی کے کمرہ میں سوتا تھا۔ درویش صفت انسان تھے۔ نمود و نمائش سے دور بھاگتے تھے سادہ لباس پہنتے تھے، 'گریت'، 'قیص'، 'تہمند' سر پر چھ گڑکی چادر ہوتی تھی سر پر رومال بھی باندھتے تھے۔ اُن کی زبان مبارک پر ہر وقت اپنے ماموں



حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری اور ان کے پیرو مرشد حضرت قاضی سلطان محمود قادری علیہ الرحمۃ کا ذکر خیر رہتا تھا۔ آپ فرماتے تھے میں اکثر بوکن سے پیدل آدان شریف بہو قع عرس مبارک حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمہ اللہ تعالیٰ دومی کو ہر سال جایا کرتا تھا اور ان سے روحانی فیض حاصل کرتا تھا۔ قاضی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ عصر حاضر کی عظیم روحانی شخصیت تھے اور حضرت خواجہ اخوند عبدالغفور قادری قدس سرہ العزیز والی (سوات شریف) کے خلیفہ مجاز تھے گجرات میں شہنشاہ گجرات حضرت سید کبیر الدین شاہد ولد دریائی سے بھی فیض یاب ہوتے رہے۔ نانا جان ”ایک رات مجھے فرمانے لگے“ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ روز محشر برپا ہے اور میں پریشانی کے عالم میں کھڑا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مغرب کی طرف سے ایک گھوڑ سوار نمودار ہوا۔ اور جوں جوں میرے قریب آتا گیا۔ تو میں نے غور سے دیکھا تو گھوڑ سوار حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے شاہ صاحب آپ غم زدہ نہ ہوں میں آگیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتری فرمائے گا۔ آپ روحانی باتوں کا بڑے اچھوتے انداز میں ذکر کرتے جو بہت کم لوگوں پر ظاہر ہوتی تھیں۔ یا یوں کہہ لیں کہ لوگوں کو ان کی باتوں کی سمجھ ہی نہیں آتی تھی اگر آتی تو دیر سے آتی تھی۔ کبھی کبھار مجھے فرماتے ”میں نے دیکھا ہے تم رات کو سیالکوٹ میں گھوم رہے تھے حالانکہ یہ معاملہ خود ان کے ساتھ پیش آچکا ہوتا تھا بات کو مخفی کرنے میں بڑے مشاق تھے کبھی ایسی قلندرانہ باتیں کر جاتے کہ سننے والے کو حیرت میں ڈال دیتے تھے۔ ایک دن مجھے فرمانے لگے تم کہاں گئے تھے۔ جواباً عرض کیا باہر گیا تھا، جتنی دیر تم نے لگائی ہے اتنی دیر میں تو میں سیالکوٹ سے ہو کر واپس آجاتا ہوں روحانی طور پر بہت آگے تھے۔ ویسے بھی ولی اللہ کے لئے زمین دو قدم ہوتی ہے زمین کی تانائیں کھینچ کر کم کر دی جاتی ہیں۔

آپ کے نانا جان مولوی سید محمد چراغ شاہ سلسلہ نقشبندیہ ہیں بادی شریف کھاریاں ضلع گجرات کے روحانی پیشوا حضرت خواجہ محمد خان عالم علیہ الرحمۃ کے فیض یافتہ

تھے۔ مولوی سید محمد چراغ شاہ صاحب کے ایک صاحبزادہ حافظ سید محمد شریف بھی بادی شریف میں خواجہ غلام معین الدین ابن خواجہ محمد خان عالم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے۔ آپ کے باقی چار ماموں صاحبان حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری حافظ سید احمد شاہ مولوی سید محمد نور اللہ نور سیالکوٹی (مصنف چشمہ نور تحفہ شیعہ) اور حکیم سید محمد ظہور اللہ شاہ سیالکوٹی حضرت قبلہ عالم قاضی سلطان محمود قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے۔ مولوی سید محمد نور اللہ شاہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے سفر و حضر کے ساتھی تھے سوات شریف تک پایادہ سفر کرتے تھے اپنے پیر خانہ میں بڑے محبوب گردانے جاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے اپنے نانا جان سید مظہر حسین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا سرکار! آپ ہمارے پاس چک ۱۵ شالی کیوں نہیں جاتے؟ تو فرمانے لگے۔ ”میرے ماموں جان حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری (م دسمبر ۱۹۳۱ء) نے اپنی وفات کے بعد مجھے صرف دو دفعہ بلایا ہے اس کے بعد نہ انہوں نے بلایا ہے نہ میں گیا ہوں۔ صرف اتنی سی بات ہے۔“

جب کبھی چک ۱۵ شالی سے میرے والد مکرم سید نور محمد قادری رحمہ اللہ علیہ بوکن آتے تو نانا جان رحمۃ اللہ علیہ سے کہتے حضرت میرے لیے دعا کیا کریں تو فرماتے ”آپ میرے لئے دعا کیا کریں کیوں“ میرے کول سارا فیض تے تھا ڈے گھر دا اے“ وہ اپنے ماموں حافظ سید محمد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد احترام کرتے تھے انہیں اپنا مرشد سمجھتے تھے۔

کبھی کبھار میرے خالہ زاد سید تصدق حسین شاہ نانا جان سے پوچھتے ”با جی“ آپ عبداللہ سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں؟ تو فرماتے ”ایہہ میرے مامے ہور ان دا پتر اے“ راقم کو انہوں نے بہت فیض یاب فرمایا ہے۔ ایک دفعہ میرے والد صاحب نے عرض کیا حضرت ”عبداللہ“ کے لئے بھی دعا کریں فرمانے لگے ”اقبال بڑی دیر نال اوندا اے“..... ان میں زہد و تقویٰ خودداری بلا کی تھی بلکہ قابل رشک تھی۔ ان کے خالی معتقد ملک محمد سعدی ہیں پورا گاؤں بوکن ان کی روحانیت زہد و تقویٰ کا معترف تھا اور اب بھی



ہے۔ آپ کی شادی ”سودرہ“ ضلع سیالکوٹ کے ایک علمی خاندان قاضی علاؤ الدین فاروقی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی ”عصمت جان“ سے ہوئی۔ اولاد نرینہ سے محروم تھے۔ تین بیٹیاں ہیں۔ سیدہ زہرا اقبال زوجہ سید عنایت حسین شاہ بن سید عبدالشکور شاہ بوکن جن کے تین بیٹے سید امتیاز حسین شاہ، سید تصدق حسین شاہ، سید مستنصر حسین شاہ اور تین بیٹیاں ہیں سیدہ زاہدہ پروین، سیدہ شاہ پروین، سیدہ خالہ پروین۔ سیدہ ثریا بیگم زوجہ سید نور محمد قادری بن حافظ سید محمد عبداللہ شاہ چک ۱۵ شمالی گجرات ایک بیٹا، سید محمد عبداللہ قادری (راقم الحروف) تین بیٹیاں سیدہ کوثر بتول، سیدہ نسرین کوثر، سیدہ شفیقہ نسیم۔ سیدہ رضیہ سلطانی زوجہ سید محمد رفیق شاہ بن سید عبدالشکور شاہ رحمۃ اللہ علیہ بوکن گجرات اولاد نرینہ سے محروم ہیں پانچ بیٹیاں ہیں سیدہ راشدہ جبین، سیدہ ممتاز رفیق، سیدہ رفعت، سیدہ صمیمیہ، سیدہ بشری

سید مظہر حسین قادری ۲۹ نومبر ۱۹۷۷ء کو حرکت قلب بند ہونے پر رحلت فرما گئے انسا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ حکیم سید عبدالرحیم شاہ صاحب نے پڑھائی۔ دارالعلوم ضیاء القرآن بوکن، سعید آباد میں حضرت پیر سید عبدالشکور چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف میں بہ سمت مغرب محو استراحت ہیں۔ آپ اعلیٰ اخلاق کے مالک اور پرانی قدروں کے امین اور عہد ساز شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل شانہ اپنے حبیب مکرم نبی رؤف الرحیم ﷺ کے صدقہ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دارالعلوم ضیاء القرآن بوکن کے پرنسپل سید زاہد صدیق چشتی صاحب حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری بھیروی کے فیض یافتہ ہیں، سید زاہد صدیق چشتی صاحب کی والدہ ماجدہ نسیم اختر بنت قاضی رفیع الدین فاروقی سودرہ سیالکوٹ، میری نانی جان عصمت جان کی بھتیجی تھیں۔ ایک ایسا اتفاق ہے کہ آپ (سید مظہر حسین) کے تینوں داماد ایک سال میں ہی رحلت فرما گئے تھے۔ سید محمد رفیق بن حضرت سید عبدالشکور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۱ مارچ ۱۹۹۶ء مدفون دارالعلوم ضیاء القرآن بوکن۔ سید نور محمد

قادری بن حافظ سید محمد عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۳-۱۵ نومبر ۱۹۹۶ء چک ۱۵ شمالی منڈی بہاؤ الدین۔ سید عنایت حسین شاہ بن حضرت سید عبدالشکور شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۶ء مدفون دارالعلوم ضیاء القرآن بوکن۔ آپ کی دو بیٹیاں سیدہ ثریا بیگم، سیدہ رضیہ سلطانی زندہ ہیں۔ ایک بیٹی سیدہ زہرا اقبال ۳۱ مئی ۱۹۷۹ء میں وفات پا گئیں، بوکن کے قبرستان میں دفن ہیں۔

قادر الکلام شاعر جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری (حسن ابدال) انک پاکستان نے ”سید مظہر حسین قادری رحمہ اللہ تعالیٰ“ کا مادہ ”سن رحلت“ ”نور بزم ہداسید مظہر حسین قادری (۱۹۷۷ء)“ سے استخراج کیا ہے جبکہ ان کا قطعہ تاریخ وصال یوں کہا ہے۔

منور اس کی شخصیت کا ہے لاریب ہر پہلو  
وہ اس کا فرد ہے جو خاندان شہور و امجد ہے  
چراغ بزم عرفان و بصیرت جس کو کہتے ہیں  
وہ نانا اُس کا ہے اُس کی فضیلت کی کوئی حد ہے  
جو ماموں اس کا ہے عبداللہ شاہ حافظؒ ہے نام اسکا  
تعالیٰ اللہ مظہر کس قدر خوش بخت و اسعد ہے  
عنایت سے خدا کی نسبتی فرزند ہے اس کا  
محسن کی حسین تصویر جو نور محمدؒ ہے  
فقیر و صاحب کردار، درویش و قناعت خو  
سن وصل اُس کا طارق ”مظہر اوصاف سید“ ہے

ھ ۱۳۹۷

- (۱) مولوی سید محمد چراغ شاہ سیالکوٹی بن سید محمد شاہ بن سید محمود شاہ (م ۱۸۸۷ء) نانا جان۔
- (۲) حافظ سید محمد عبداللہ شاہ بن مولوی سید محمد چراغ شاہ سیالکوٹی (۱۹۳۱ء) حقیقی ماموں۔
- (۳) سید نور محمد قادری بن حافظ سید محمد عبداللہ شاہ قادری (۱۹۹۶ء) داماد ماموں زاد



بسم اللہ الرحمن الرحیم



- President: JAMIAT ULMA-E-PAKISTAN
- Chairman: World Islamic Mission
- Chief Executive: Markazi Jamiat-e-Ahle Sunnat
- V. President: Muttahida Majlis-e-Amal

حوالہ 786/92

بسم اللہ الرحمن الرحیم

- صدر: جمعیت علماء پاکستان
- بانی: ورلڈ اسلامک میشن
- سربراہ: مرکزی جماعت اہل سنت
- نائب صدر: متحدہ مجلس عمل

تاریخ: 31 October 2007

محترمی و کرمی جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب

اسلام شہم و حریمہ اللہ

امید ہے مزاج گرمی مع الخیر ہو گئے۔ گرامی نامہ اور محترمہ پانچر صاحبہ سلہا کا اہم۔ کل۔ کا انتقال عرس شریف سے قبل نظر نواز ہوا۔ عرس شریف کی تیاریوں کی وجہ سے قبل عرس شریف جواب روانہ نہ کر سکا۔ معذرت خواہ ہوں۔ میری جانب سے محترمہ صاحبہ کی خدمت میں مودبانہ سلام اور دعا کا اللہ تبارک و تعالیٰ الکی اس کاوش کو قبول فرماتے ہوئے دنیا و آخرت میں اجر عظیم سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ بہاؤ سید المرسلین ﷺ۔

نورانی ڈائری جب منظر عام پر آجائے تو ضرور روانہ فرمائے گا۔ اللہ رب العزت آپ کی محنت، جدوجہد اور نگرانی کی قدر کو جلا بخشنے آمین ہم آمین۔

احباب و پرسان حال کی خدمت میں سلام پہنچے۔

والسلام



Hazrat S. A. Hussaini Sahib  
Chairman, World Islamic Mission  
President, Jamiat-ul-Ma'arif

شاہ انس نورانی

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف نے اس سال بھی شاندار کامیابی حاصل کی

۳ طلباء سرگودھا یونیورسٹی اور ایک طالب علم پنجاب یونیورسٹی سے کامیاب ہوا

فاضل عالم ادیب عربی کے امتحانات میں کارکردگی مثالی رہی

تنظیم المدارس پاکستان کے زیر اہتمام ثانویہ عامہ کا نتیجہ سونی صدر رہا

۲۷ میں سے ۱۶ نے فرسٹ ڈویژن لی دو طلبہ کے نمبر ۸۰ فیصد سے بھی زیادہ تھے

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف

## تعلیمی سال ۲۰۰۷ء کی کارکردگی کا ایک جائزہ

رپورٹ..... سیکرٹری ادارہ معین الاسلام بیربل شریف

الحمد للہ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے طلباء نے سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس سال بھی شاندار کامیابی حاصل کی۔ نتیجہ میٹرک ۲۰۰۷ء میں انعام اللہ دسمبر ۵۲۳۱۵ نے آرٹس گروپ میں ۶۸۵ نمبر حاصل کر کے تحصیل شاہ پور میں اول پوزیشن حاصل کی جبکہ طالب علم محمد اکرم (موزکھنڈا/ننگانہ صاحب) نے ۶۶۷ ہدایت اللہ (چاندی والا/میانوالی) نے ۶۳۶ سرفراز احمد (منڈی بہاؤ الدین) نے ۶۱۶ عاقب حسین (تھنی/چکوال) نے ۶۱۱ ظفر عباس (چاچہ شریف) نے ۶۱۰ صفدر جاوید (بیربل شریف) نے ۶۰۲ ذوالفقار احمد (اتھرا/جہلم) نے ۵۹۹ شاہ دین (میانوالی) نے ۵۷۷ محمد عرفان (جمھوریاں) نے ۵۵۶ قمر الاسلام (بیربل شریف) نے ۵۵۱ محمد حنیف (فتح پور میر/قائد آباد) نے ۵۴۳ مطیع الرحمن (تھنی سرگودھا) نے ۵۳۲ اور افتخار احمد (بھلول/سرگودھا) نے ۵۱۳ نمبر حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن جبکہ محمد ابوبکر (کوٹ بھائی خان/سرگودھا) نے ۴۹۳ محمد یعقوب (کالا باغ/میانوالی) نے ۴۷۹ ریاض احمد (عینی خیل/میانوالی) نے ۴۷۱ ساجد ندیم (فیصل آباد) نے ۴۶۱ محمد سلیم (شاہ پور شہر) نے ۴۵۹ محمد رضوان جاوید (بیربل شریف) نے ۴۵۰ عمران شہناز (کالا باغ/میانوالی) نے ۴۵۰ ارسلان اقبال (سانگلہ ہل) نے ۴۴۱ آکاش جمیل (خوشاب) نے ۴۲۹ نمبر حاصل کر کے سکیئرڈ ڈویژن حاصل کی۔



فرسٹ ایئر ۲۰۰۷ء (سرگودھا بورڈ) میں طلبہ کی کل تعداد ۹ تھی جس میں سے سات طلباء فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ ظہیر احمد رول نمبر ۹۳۲۱ نے ادارہ اور کالج دونوں اداروں میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔ فرسٹ ڈویژن حاصل کرنے والے طلبہ میں ظہیر احمد (بیربل شریف/سرگودھا) نے ۵۲۵ میں سے ۴۳۴ نمبر، عکلیل احمد (ننگانہ صاحب) نے ۴۰۷ نمبر، محمد عدیل شہزاد (کالا باغ/میانوالی) نے ۳۷۹ نمبر، نعیم الحسن شاہ (منظفر گڑھ) نے ۳۵۶ نمبر، جبار احمد (کوٹ گلہ شریف/چکوال) نے ۳۳۵ نمبر، صفدر اقبال (مکڑوال/میانوالی) نے ۳۳۷ نمبر، خالد محمود (کوٹ پہلوان/سرگودھا) کے ۳۳۳ نمبر شامل ہیں جبکہ محمد آصف (چاچہ شریف/سرگودھا) نے ۳۰۸ نمبر اور احمد علی (بیچیانہ/فیصل آباد) نے ۳۰۲ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ ڈویژن حاصل کی۔

سیکنڈ ایئر ۲۰۰۷ء (سرگودھا بورڈ) میں محمد اللہ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے طلباء کی اپنی سابقہ حسین روایات برقرار رکھتے ہوئے شاندار کامیابی حاصل کی کل ۱۴ طلباء شریف امتحان ہوئے جن میں سے ۱۱ طلباء نے ۷۰۰ سے زائد نمبر حاصل کر کے باقی فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔ تفصیل کے مطابق محمد عمر (چاچہ شریف/سرگودھا) نے ۱۱۰۰ میں سے ۸۳۵ نمبر، محمد آصف (بیربل شریف/سرگودھا) نے ۸۳۲ نمبر، افتخار نواز (جاگیر اٹھوال/اوکاڑہ) نے ۷۶۳ نمبر، محمد عارف اقبال (احمد آباد/میانوالی) نے ۷۵۶ نمبر، محمد یوسف (ڈورے والا/سرگودھا) نے ۷۵۴ نمبر، محمد سجاد (فتح پور میرا/قائد آباد) نے ۷۳۵ نمبر، محمد اسماعیل (جھاواریاں/سرگودھا) نے ۷۳۵ نمبر، شفقت رزاق (جاگیر اٹھوال/اوکاڑہ) نے ۷۲۸ نمبر، محمد امین الکریم (اتھرا/جہلم) نے ۷۲۶ نمبر، ارسلان نواز (جاگیر اٹھوال/اوکاڑہ) نے ۷۲۰ نمبر، محمد اعجاز (چاچہ شریف/سرگودھا) نے ۷۰۲ نمبر لے کر فرسٹ ڈویژن جبکہ ظفر معین (126/R.B) پہاڑنگ) نے ۵۸۶ نمبر اور محمد آصف شہزاد (میانوالی) نے ۵۵۱ نمبر لے کر سیکنڈ ڈویژن حاصل کی۔

بی اے (۲۰۰۷ء) میں ۵ طلباء کی شاندار کامیابی ادارہ کو نصیب ہوئی۔ ۴ طلباء سرگودھا یونیورسٹی اور ایک طالب علم پنجاب یونیورسٹی سے کامیاب ہوا۔ ادارہ کے طالب علم ممتاز احمد نے ۶۱۳ نمبر حاصل کر کے سرگودھا یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن اور گورنمنٹ کالج شاہ پور صدر میں پہلی پوزیشن حاصل کی تمام طلبہ فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے تفصیل کے مطابق طالب علم ممتاز احمد (حضور پور/سرگودھا) نے ۶۱۳ نمبر، محمد اصغر حیات (چاچہ

شریف/سرگودھا) نے ۵۶۳ نمبر، محمد انور (بھلوال/سرگودھا) نے ۵۴۴ نمبر، علی رضا (دھاری بھلیاں/ننگانہ صاحب) نے ۵۳۳ نمبر اور محمد احمد معین (لاہور) نے ۵۱۴ نمبر حاصل کئے۔ فاضل عالم اور ادیب عربی کے تعلیمی سیشن ۲۰۰۷ء میں ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے طلباء کی اپنی سابقہ حسین روایات برقرار رکھتے ہوئے شاندار کامیابی حاصل کی۔ فاضل عربی کے امتحان میں طالب علم محمد طارق (راجہ/خوشاب) نے ۳۶۰ نمبر حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن جبکہ محمد اسلم (صادق آباد) نے ۳۲۶ نمبر اور رضوان افضل (جوہر آباد) نے ۳۱۶ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔

عالم عربی کے امتحان میں طالب علم محمد قصیر نواز (فیصل آباد) نے ۴۵۷ نمبر، ساجد حسین (جنگی/ننگانہ صاحب) نے ۴۴۴ نمبر، محمد شاہ نواز (چنیوٹ/جھنگ) نے ۴۱۳ نمبر، محمد عاصم (لیدھر کلاں/منڈی بہاؤ الدین) نے ۴۰۹ نمبر اور محمد جنید (موڑ کھنڈا/ننگانہ صاحب) نے ۳۷۴ نمبر حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن جبکہ محمد زبیر (بیچیانہ/سرگودھا) نے ۳۴۸ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔

ادیب عربی کے امتحان میں طالب علم سہیل عارف (برخوردار/ننگانہ صاحب) نے ۶۶۳ نمبر، محمد نعیم (روڈہ/خوشاب) نے ۴۰۳ نمبر، راسب خان (اتھرا/جہلم) نے ۳۸۸ نمبر، احمد رضا شاہ (کدھتی/سرگودھا) نے ۳۷۴ نمبر، شفقت رب نواز (کنڈہ/خوشاب) نے ۳۷۲ نمبر، غلام مرتضیٰ (قائد آباد) نے ۳۶۶ نمبر، صدر ودین (آزاد کشمیر) نے ۳۶۲ اور آصف خان (اتھرا/جہلم) نے ۳۶۰ نمبر حاصل کر کے فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔ فریاد علی (نھنڈ نوان/خوشاب) نے ۳۵۵ نمبر، شعیب طرجمان (مانگنا نوالہ/ننگانہ صاحب) نے ۳۵۰ نمبر، فیصل اعجاز شاہ (قائد آباد) نے ۳۴۹ نمبر، محمد عمران (بھلوال/سرگودھا) نے ۳۴۰ نمبر، محمد حنیف (جھنگ) نے ۳۳۳ نمبر، شاہد اقبال (کوٹ بھائی خان/سرگودھا) نے ۳۲۰ نمبر، عرفان عابد (بھکر بار/سرگودھا) نے ۳۱۶ نمبر، محمد اکرام شہزاد (نور پور نون/سرگودھا) نے ۳۱۵ نمبر، محمد فاروق (چ/خوشاب) نے ۳۱۱ نمبر، صداقت علی (ننگانہ صاحب) نے ۳۰۵ نمبر اور شمس الدین (بج/خوشاب) نے ۲۷۲ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی جبکہ طالب علم سجاد احمد (سوڈھی جیوالی/خوشاب) نے تھرڈ ڈویژن میں امتحان پاس کیا۔

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے زیر اہتمام ثانویہ عامہ (میٹرک) کے



امتحانات کا نتیجہ سو فیصد نہایت شاندار رہا۔ کل طلباء ۲۷ نے امتحان دیا فرسٹ ڈویژن ۱۶ طلبہ ممتاز مع الشرف کے ساتھ آٹھ طلباء کامیاب ہوئے واضح رہے کہ دو طلباء نے ۸۰ فیصد سے زائد نمبر لے کر شاندار کامیابی حاصل کی تفصیلات کے مطابق طالب علم راشد عمران ولد محمد صدیق (پنجاب) نے ۵۷۹ نمبر حاصل کیے اور ادارہ میں اول پوزیشن حاصل کی ان کے ۸۲.۷۱ فیصد نمبر تھے۔ محمد عمر ولد محمد نواز (چاچہ شریف) نے ۵۷۱ نمبر حاصل کیے اور ادارہ میں دوسری پوزیشن حاصل کی ان کے ۸۱.۴۰ فیصد نمبر تھے۔ محمد اسماعیل عارف ولد محمد عارف (برخوردار) نے ۵۵۳ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۸۰.۲۷ فیصد نمبر حاصل کئے۔ محمد اکرم ولد محمد اسلم (موڑکھنڈا) نے ۵۴۵ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۸۰.۲۷ فیصد نمبر حاصل کئے۔ قیصر نواز ولد محمد نواز (فیصل آباد) نے ۵۳۰ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۸۰.۲۷ فیصد نمبر حاصل کئے۔ ظہیر احمد ولد محمد نواز (پیر بل شریف) نے ۵۰۳ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۸۰.۲۷ فیصد نمبر حاصل کئے۔ قمر عباس ولد بشیر احمد (ننگرانہ صاحب) نے ۵۰۲ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۸۰.۲۷ فیصد نمبر حاصل کئے۔ محمد بلال ولد امام دین (بھلول) نے ۴۹۸ نمبر حاصل کئے اور ادارہ میں فرسٹ ممتاز مع الشرف ۸۰.۲۷ فیصد نمبر حاصل کئے۔ محمد شہریار ولد محمد عارف (ضلع قصور) نے ۴۶۹ نمبر ساجد حسین ولد حاجی خان محمد (ننگرانہ صاحب) نے ۴۶۵ نمبر محمد جنید ولد ظفر علی (موڑکھنڈا) نے ۴۵۸ نمبر محمد عمران ولد مولا داد (سرگودھا) نے ۴۲۷ نمبر عزیز اللہ (میانوالی) نے ۴۲۲ نمبر عبدالمجید ولد محمد رفیع (کوٹی آزاد کشمیر) نے ۴۲۱ نمبر محمد اعجاز ولد احمد خان (چاچہ شریف) نے ۴۲۱ نمبر اور فریاد علی ولد محمد لطیف (مٹھ ٹوانہ) نے ۴۲۱ نمبر حاصل کر کے فرسٹ (ممتاز) ڈویژن میں کامیابی حاصل کی جبکہ ظفر حیات ولد غوث محمد (کوٹ کبھوہ) نے ۴۱۸ نمبر محمد ناصر ولد محمد اسلم (اتھر جہلم) نے ۳۹۵ نمبر ساجد ندیم ولد پیر محمد (فیصل آباد) نے ۳۸۱ نمبر عارف اقبال ولد غلام حسین (میانوالی) نے ۳۸۰ نمبر محمد زبیر ولد حافظ فتح محمد (پنجابی) نے ۳۷۵ نمبر تصور عمران ولد سیف اللہ (سرگودھا) نے ۳۶۹ نمبر نصب الرحمن ولد قاری احمد یار (بھلول) نے ۳۶۶ نمبر فیصل اعجاز ولد عبدالرشید (قائد آباد) نے ۳۳۸ نمبر محمد اعجاز ولد مولا بخش (بھلول) نے ۳۳۳ نمبر اور عمران فرید ولد غلام فرید (وجہ) نے ۳۳۱ نمبر حاصل کر کے سکیڈ (جید) ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔

تنظیم المدارس کے زیر اہتمام تجوید و قرأت کے دو سالہ کورس میں سے سال اول کے کل ۶۹ طلبہ نے امتحان دیا جن میں سے ۶۳ طلبہ کامیاب ہوئے اور ایک طالب علم فیل ہوا جبکہ ۴ طلبہ کی کپارٹ آئی۔ فرسٹ ڈویژن حاصل کرنے والے طلباء کے نام یہ ہیں کل نمبر ۵۰۰ تھے جن میں سے محمد نواز ولد رحمت علی (چاند پور ننگرانہ صاحب) نے ۳۸۱ نمبر اللہ دتہ ولد کرم الہی (کوٹ بھائی خان / سرگودھا) نے ۳۶۹ نمبر محمد رمضان ولد میاں محمد (حویلی میاں اللہ جویا / سرگودھا) نے ۳۳۹ نمبر محمد رضوان / عبدالغفار صدیق (ننگرانہ صاحب) ۳۷۴ نمبر محمد نعیم الحسن شاہ ولد سید ارشاد حسین شاہ (مظفر گڑھ) نے ۳۳۱ نمبر فیصل شہزاد ولد غلام حسین (چاودہ / سرگودھا) نے ۳۲۹ نمبر ابرار حسین ولد صوفی غلام حیدر (منڈی بہاؤ الدین) نے ۳۲۸ نمبر احمد نواز ولد اللہ بخش (کوٹ بھائی خان / سرگودھا) نے ۳۲۸ نمبر محمد اظہر منیر ولد احمد علی شاہ (فیصل آباد) نے ۳۲۶ نمبر غلام مرتضیٰ ولد حبیب الرحمن (دنگوال / سرگودھا) نے ۳۲۶ نمبر محمد عمران ولد محمد ممتاز (۳۳ شالی / سرگودھا) نے ۳۲۶ نمبر محمد ندیم ولد عبدالقیوم (راولپنڈی) نے ۳۲۳ نمبر محمد اسحاق ولد صوفی محمد یار (روال / سرگودھا) نے ۳۲۲ نمبر محمد اجمل ولد محمد اسلم (پیر بل شریف / سرگودھا) نے ۳۱۷ نمبر محمد جاوید / احمد اصغر (ننگرانہ صاحب) نے ۳۱۶ نمبر محمد ذیشان / احمد نذیر (مٹھ لک / سرگودھا) نے ۳۰۷ نمبر فدا حسین ولد غلام حسین (مٹھ لک / سرگودھا) نے ۳۰۷ نمبر فیصل محبوب ولد محمد محبوب حسین (خوشیدا / سرگودھا) نے ۳۰۵ نمبر ظہور احمد ولد احمد خان (سرگودھا) نے ۳۰۴ نمبر اصغر حیات ولد خضر حیات (کوٹ مغرب) نے ۳۰۳ نمبر احمد مختار ولد نذر حیات (پیر بل شریف / سرگودھا) نے ۳۰۱ نمبر حاصل کئے۔

اسی طرح تجوید و قرأت کے سال دوم ۲۰۰۷ء کے نتائج بھی بہت اچھے رہے۔ کل ۵۳ طلبہ نے امتحان دیا جن میں سے ۴۰ طلبہ کامیاب اور ۱۳ فیل ہوئے جبکہ ۹ طلبہ کی کپارٹ آئی۔ ہدایت اللہ ولد نواز گل (چاندی والا / میانوالی) نے ۸۴۰ نمبر محمد افضال حسن ولد محمد یار (گوبڑ شریف / منڈی بہاؤ الدین) نے ۸۱۸ نمبر غلام سبحانی ولد غلام ربانی (ذریہ اسماعیل خان) نے ۸۰۶ نمبر محمد رمضان ولد محمد جان (عمر خیل / ذریہ اسماعیل خان) نے ۸۰۰ نمبر خالد حسین ولد ظفر حسین (مہوڑیاں / خوشاب) نے ۷۷۹ نمبر محمد ایوب ولد حافظ غلام صدیق (ذریہ اسماعیل خان) نے ۷۷۷ نمبر شیخ محمد عدیل ولد محمد صدیق (کالا باغ / میانوالی) نے ۷۷۲ نمبر محمد آصف شہزاد ولد غلام قادر (میانوالی) نے ۷۷۱ نمبر محمد رفیق



ولد حاجی بشیر احمد (ڈیرہ غازی خان) نے ۵۸ نمبر محمد صفدر جاوید ولد محمد اسلم (بیر بل شریف / سرگودھا) نے ۵۶ نمبر امیر افضل ولد نذر حسین (مہوڑیاں / خوشاب) نے ۵۲ نمبر جبار احمد ولد نذیر احمد (تلہ گنگ / چکوال) نے ۴۸ نمبر محمد ابوبکر ولد احمد یار (کوٹ بھائی خان / سرگودھا) نے ۳۸ نمبر قمر الاسلام ولد محمد نواز طیب (بیر بل شریف / سرگودھا) نے ۳۰ نمبر طاہر حسین ولد غلام شبیر (سرکلان / چکوال) نے ۳۰ نمبر محمد الطاف رضا ولد محمد اسلم (لالہ موسیٰ) نے ۱۹ نمبر محمد عثمان ولد اصل دین (کالا باغ / میانوالی) نے ۱۵ نمبر یار شہزاد ولد نذیر احمد (برج آگرہ / گجرات) نے ۰۳ نمبر محمد اعجاز ولد مرزا خان (بھلول / سرگودھا) نے ۰۳ نمبر غلام مرتضیٰ ولد محمد سرفراز (حویلی اللہ جوایا / سرگودھا) نے ۶۹۴ نمبر محمد غفران محسن ولد اللہ دتہ (فیصل آباد) نے ۶۸۲ نمبر مبشر حیات ولد حفصہ حیات (ڈھاک / خوشاب) نے ۶۶۶ نمبر مظفر اقبال ولد غلام حسین (کوٹ بھائی خان / سرگودھا) نے ۶۶۰ نمبر محمد یعقوب ولد محمد صدیق (کالا باغ / میانوالی) نے ۶۶۰ نمبر حاصل کئے۔

قرآن کریم حفظ ۲۰۰۰ء کی کلاس میں کل تعداد ۲۰۰ تھی جن میں سے ۱۸۹ پاس اور ۸ فیل ہوئے جبکہ ۱۰ طالب علم غیر حاضر رہے اور فرسٹ ڈویژن میں ۹ طلبہ نے کامیابی حاصل کی۔ فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء میں محمد سیف اللہ ولد مولانا بخش (تھنی / سرگودھا) نے اول پوزیشن حاصل کی۔ حسنت احمد ولد احمد یار (کوٹ مغرب / سرگودھا) نے دوم پوزیشن حاصل کی۔ ارسلان نواز ولد محمد نواز (ادکاڑہ) نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ محمد عدنان ولد محمد افضل (کوٹ مغرب / سرگودھا) محمد امجد ولد شیر محمد (دولت والا / سرگودھا) محمد اعجاز ولد محمد ممتاز (مانکے والا / سرگودھا) توصیف احمد ولد مطلوب احمد (اٹھر / ضلع بہلم) نعیم اقبال ولد محمد یار (کوٹ مغرب / سرگودھا) اور محمد تنویر ولد احمد سعید (یکدھی / سرگودھا) نے فرسٹ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔ اس عظیم الشان کامیابی کا سہرا سربراہ ادارہ حضرت پیر طریقت پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین چشتی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ بیر بل شریف کے سر ہی جتا ہے جن کی براہ راست نگرانی اور شانہ روز انتھک محنت کے صلے میں ادارہ کو قابل رشک کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں اور ادارہ کا نام فروغ علم کی دوڑ میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ یہاں ان کے ساتھ نہایت نختی قابل اور مشنری جذبے سے سرشار اساتذہ کرام پر مشتمل ماہرین تعلیم کی عظیم ٹیم اور تمام معاونین ادارہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

کنز الایمان سوسائٹی کی سلور جوبلی تقریبات ۱۹۸۳ء، ۲۰۰۸ء کے سلسلہ میں ۶ ستمبر ۲۰۰۷ء کو کوئٹہ میں منعقدہ

## ”قومی امام احمد رضا کانفرنس“ کی روداد

رپورٹ..... حافظ محمد طاہر سومرو..... سکی بلوچستان

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ ایک عبقری شخصیت ہیں جن کے ہمہ جہت کارناموں سے ملت اسلامیہ کا سرفخر سے بلند رہے گا۔ آپ کے تجدیدی کارناموں سے دین اسلام کو نئی آب و تاب ملی۔ ہر دور میں ملت اسلامیہ کو ایسے فتنوں کا سامنا رہا ہے جو اسلام کو بخ و بن سے اکھاڑ دینا چاہتے تھے لیکن ساتھ ہی ساتھ اللہ رب العزت ہر فتنہ کے خاتمہ کے لئے اپنی بارگاہ اقدس سے کوئی نہ کوئی فرد بھیجتا رہا ہے جس کا کام ملت اسلامیہ کی کئی کئی فتنوں کے بھنور سے نکال کر ساحل تک پہنچا دینا رہا ہے۔ انیسویں صدی میں برصغیر میں انگریزوں نے جس شاطرانہ انداز میں قبضہ کیا اور پھر اسلام کے خلاف پریچ سازشوں کا جال تیار کیا اس سے بچنے کے لئے جس فرد نے سب سے پہلے حقیقی مسائل کا ادراک کیا اور ایک راہ دکھائی وہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی ذات والا صفات ہے جنہیں حرمین شریفین کے علماء نے ”مجدد مائتہ حاضرہ“ کہا۔ تعظیم الہی کے ساتھ محبت رسول ﷺ کے حسین استراج سے ترجمہ قرآن کا نیا در وا کیا۔ کنز الایمان کے نام سے یہ ترجمہ اب کئی زبانوں میں منتقل ہو کر علماء سے داد حاصل کر چکا ہے اور اس کی بے مثال پذیرائی بارگاہ البہیت میں قبولیت کی دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت کی علمی یادگاروں کے تحفظ اور ان کے فروغ و اشاعت کے لئے ۱۹۸۳ء میں لاہور میں کنز الایمان سوسائٹی کے نام سے ایک تنظیم قائم ہوئی۔ کنز الایمان سوسائٹی کے دیگر مفید پروگراموں کے ساتھ اہم تقریب ”امام احمد رضا کانفرنس“ کا انعقاد ہے۔ یہ کانفرنس گذشتہ سترہ برس سے لاہور میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ہر سال ملک بھر کے



علماء و مشائخ شرکت کرتے ہیں۔ سوسائٹی کے ۲۵ سال مکمل ہونے پر سلور جوبلی تقریبات شایان شان طریقے سے منائی جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں کانفرنس کا انعقاد ملک کے دوسرے صوبوں میں کروانے کا فیصلہ ہوا اور اس مقصد پر فیصلے کے نتیجے میں سب سے پہلے بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ میں ایوان ملت ہال کواری روڈ میں ”قومی امام احمد رضا کانفرنس“ منعقد ہوئی۔ بلوچستان کے ماحول میں اعلیٰ حضرت کے نام پر قومی کانفرنس کا انعقاد نہایت خوش آئند اور اطمینان کا باعث امر ہے۔ یہ کانفرنس مختلف سنی تنظیموں کو ایک مرکز پر اکٹھا ہونے کی فکر دے گئی اور امید ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے نام پر اہل سنت کے مختلف طبقات کا اتحاد ہو جائے گا۔

کانفرنس کے انعقاد کے لئے کنز الایمان سوسائٹی کے بانی صدر محمد نعیم طاہر رضوی اپنی ٹیم کے ساتھ کوئٹہ تشریف لائے جن میں سید رضوان حسن شاہ، محمد رضوان قادری، محمد نقاش علی رضوی، ساجد رشید خان شامل تھے۔ فکر رضا کے فروغ کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے والے ادارہ پاکستان شناسی کے ڈائریکٹر محمد ظہور الدین خان امرتسری نے خصوصاً کانفرنس میں شرکت کی اور ادارہ کی علمی ادبی اور تحقیقی کتب پر مشتمل سال سجایا۔ کانفرنس کی صدارت تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ اور جامعہ نعیمیہ لاہور کے پرنسپل مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے کی۔ کانفرنس سے قبل ڈاکٹر مفتی محمد سرفراز نعیمی اور محمد نعیم طاہر رضوی نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور کانفرنس کے انعقاد کے اغراض و مقاصد سے مقامی پریس کو آگاہی دی۔ کانفرنس کے انتظامات کی نگرانی کے لئے بنائی گئی کمیٹیوں کی سربراہی محمد نعیم طاہر رضوی نے کی۔

کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ قاری محمد ہارون نے پربوز اور وجد آفرین انداز میں تلاوت کلام مجید سے سامعین کے قلب و جگر کو منور کیا۔ بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت محمد اعظم چشتی اور ارشد اقبال ملک نے پیش کیا۔ اس کے بعد سلسلہ خطابات شروع ہوا جو عصر اور مغرب کی نمازوں کے وقفوں کے ساتھ رات گئے تک جاری

رہا مقررین نے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی حیات و خدمات کے مختلف گوشوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی، مقررین میں علماء و مشائخ، محققین اور ہر طبقہ کے افراد شامل تھے۔

سلسلہ خطابات میں سب سے پہلے سنی تحریک کے رہنما سعد اللہ باروڑی کو دعوت دی گئی انہوں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کا پیغام ہمہ جہتی ہے اور ان کے نظریات کا تحفظ ہر سنی کی ذمہ داری ہے۔ جامع مسجد میاں محمد اسماعیل کوئٹہ کے خطیب علامہ شہزاد احمد قادری نے اپنے دلنشین خطاب میں تاریخ اسلام کے مختلف فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انیسویں صدی میں برصغیر میں اسلام کو انگریزوں کے تسلط کے بعد مختلف فتنوں کا سامنا کرنا پڑا اور ان سب فتنوں کو بے نقاب کرنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنا مثالی کردار ادا کیا اور دلائل قاہرہ سے مزین کتب لکھ کر ان فتنوں کا بھرپور رد کیا اس جدوجہد اور کوشش سے اسلام حقیقی صورت میں باقی رہا اسی لئے سلسلہ چشتیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کا احترام کریں۔ جامعہ قادریہ کے مہتمم اور مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان صوبہ بلوچستان کے صدر مولانا محمد عباس قادری نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کو مختلف علوم و فنون پر مہارت تامہ حاصل تھی اور آپ کا وصف خاص عشق رسول تھا۔ اعلیٰ حضرت کی حقیقی تعلیمات کا فروغ آج کے دور کا اہم تقاضا ہے۔ جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی صدر میر عبدالقدوس ساسولی نے کہا کہ تمام سنی اور سنی تنظیمیں اعلیٰ حضرت کے نام پر متحد و متفق ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ برصغیر پاک و ہند میں اعلیٰ حضرت کے پیغام اور ان کی تعلیمات سے ہی سنیوں کی پہچان ہے۔ نسل نو کو اپنے اکابرین کے حالات سے آگاہی دینا اور ان کی حقیقی تعلیمات کا فروغ ہم پر لازم ہے اور یہ کام اتفاق ہی سے ممکن ہے۔ اعلیٰ حضرت کا نام، کام اور مقام ہمارے لئے فخر کا باعث ہے۔

جامعہ نور یہ ہدف کے ناظم تعلیمات علامہ مختار احمد حبیبی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کی



تمام فکر متوازن اور شریعت کے تابع ہے ان کی ایک ہزار سے زائد کتب اور خصوصاً فتاویٰ رضویہ ملی شاہکار ہے اور ان کی گہری فقہی بصیرت کا بین ثبوت ہے۔ جماعت اہل سنت بلوچستان کے آگے ناز پر سید حبیب اللہ شاہ چشتی نے اپنا تحریری مقالہ پڑھ کر سنایا جس میں اعلیٰ حضرت کے عشق رسول اور تعلیمات اعلیٰ حضرت کی روشنی میں مقام اہلیت واضح کیا۔ ان کے بعد لاہور سے خصوصاً تشریف لانے والے اور اس محفل کے روح رواں کنز الایمان سوسائٹی کے بانی و صدر محمد نعیم طاہر رضوی نے خطاب کرتے ہوئے کنز الایمان سوسائٹی کا تعارف کروایا اور بتایا کہ سوسائٹی کن مقاصد کے حصول کے لئے سرگرم عمل ہے۔ انہوں نے بلوچستان میں کنز الایمان سوسائٹی کی شاخ بنانے کا اعلان بھی کیا۔ پیر طریقت عبدالرؤف قیومی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان برصغیر پاک و ہند میں عشق رسول کا عظیم نشان ہیں اور ان کی تمام تعلیمات کا مرکزی نکتہ اور خلاصہ عشق رسول ﷺ ہی ہے۔

جماعت اہلسنت ضلع سی کے امیر صوفی سید سلیمان نقشبندی نے پشتو زبان میں خطاب کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کو خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ فہم قرآن میں نیا اسلوب متعارف کروانے کا اعزاز اعلیٰ حضرت کے ترجمہ ”کنز الایمان“ کو حاصل ہے۔ ریٹائرڈ صوبائی افسر الحاج محمد اکرم اعوان نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی کے بعد اعلیٰ حضرت نے برصغیر میں دو قومی نظریہ کے فروغ کے لئے بے مثال کام کیا۔ ان کی سیاسی سوچ کا محور مسلمانوں کی فلاح و بہبود ہے جو حقیقی اسلامی ریاست کی بنیادی خصوصیت ہے۔ جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی راہ نما اور انجمن طلباء اسلام کے سابق مرکزی صدر ڈاکٹر حمزہ مصطفائی نے کہا کہ اتباع رسول اور عشق رسول ﷺ کی دو فکری بنیادوں پر دین کی عمارت قائم ہے اور اعلیٰ حضرت نے ان دو بنیادوں کے موثر ابلاغ کے لئے ہمہ جہت کردار ادا کیا۔ مشہور ماہر تعلیم، محقق سابق چیئرمین ادارہ نصابیات بلوچستان پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے مقالہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اعلیٰ حضرت کا دیوان ”حدائق

بخشش“ عشق رسول کا ایک ذخیرہ ہے۔ آپ بلاشبہ اردو نعتیہ شاعری میں امامت کے درجہ پر فائز ہیں۔ اردو کے ساتھ ساتھ فارسی نعت گوئی میں بھی آپ بلند درجہ پر فائز ہیں۔ سادگی اور فن کی بلندی ان کے کلام کی نمایاں خصوصیت تھی۔ خانوادہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو کے چشم و چراغ، بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی نے کہا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تحریک کا مقصد احیاء اسلام تھا اور یہی حضرت سلطان باہو کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن کنز الایمان ہمارا علمی سرمایہ ہے اور باعث مسرت امر یہ ہے کہ اس ترجمہ کے بعد اہلسنت میں اس ترجمہ کی بنیاد پر مزید توسیعی کام ہو رہا ہے خصوصاً ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ اور ڈاکٹر طاہر القادری کا کام قابل تعریف اور لائق تحسین ہے۔ شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد بارونزی نے اپنے خطاب میں کہا کہ عشق رسول کے بغیر دین نامکمل ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت نے اپنی تعلیمات میں عشق رسول ﷺ کے فروغ کو اولیت دی ہے۔ جماعت اہل سنت بلوچستان کے امیر صاحبزادہ پیر خالد سلطان القادری نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کی ہی مساعی کا فیضان ہے کہ ہر جگہ آج عشق مصطفیٰ کا پیغام موجود ہے۔ کانفرنس کے صدر، تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ، پرنسپل جامعہ نعیمیہ لاہور علامہ مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے اپنے صدارتی خطبہ میں اعلیٰ حضرت کی ہمہ جہت خدمات کو شاندار خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان خدمات کو منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے۔ اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت، علمی نقابت کے ساتھ ہی ان کا سیاسی شعور بھی پختہ اور مکمل تھا اور ان کی تعلیمات اور سیاسی فکر نے مسلمانان برصغیر کے لئے واضح راہ ہموار کی۔ برصغیر میں سب سے پہلے مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے مسلم قومیت کو ہندوؤں سے الگ قوم کی حیثیت سے مانا اور پھر اعلیٰ حضرت نے اس دو قومی نظریے کے فروغ کے لئے کام کیا ان کی تعلیمات سے ہی دو قومی نظریہ کو قبول عام حاصل ہوا اور پاکستان اسی نظریہ کا فیضان ہے۔ آج پاکستان میں ہی دو قومی نظریہ کی مخالفت اور اس



کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی ہمیں اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے استفادہ کرنا ہوگا۔ کانفرنس کے دوران مختلف نعت خواں حضرات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کا نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس میں محمد رضوان قادری (ایڈیٹر ماہنامہ کفر الایمان) سید رضوان حسن شاہ اور محمد نقاش علی رضوی نے متعدد قراردادیں پیش کیں جنہیں متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔ کانفرنس کی نقابت ماہنامہ نور العرفان لاہور کے مدیر ممتاز مصنف اور عالم دین علامہ عبدالحق ظفر چشتی نے کی اور اپنی بر محل گفتگو اور اشعار سے کانفرنس کو یکجا رکھا اور اس میں ارتباط پیدا کیا۔ آستانہ عالیہ پیر سید جماعت علی شاہ لاٹانی کے سجادہ نشین پیر اعجاز اکبر شاہ جماعتی نقشبندی کی دما سے کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس میں علماء و مشائخ اور سماجی شخصیات کی بڑی تعداد نے شرکت کی جن میں پیر سید محمد قاسم شاہ دوپاسی (چیف آرگنائزر و پاسی فرسٹ) حضرت ضیاء الامت فاؤنڈیشن بلوچستان کے جنرل سیکرٹری مولانا مہر اللہ نظامی مولانا صالح محمد امیر محمد انگو اور پریس کے امجد عزیز بھٹی (نوائے وقت) جمال ترہ کئی (عوام) محمد رمضان عاجز اور منور آفتاب شامل تھے۔

### علامہ شاہ احمد نورانی (شخصیت و کردار)

کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان کے مرکزی صدر ملک محبوب الرسول قادری (چیف ایڈیٹر انوار رضا جوہر آباد..... ایڈیٹر ماہنامہ 'سوائے جاز' لاہور) کا تذکرہ مضمون ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۷ء کو حضرت قائد اہل سنت ملک مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کے چوتھے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر روزنامہ 'نوائے وقت' روزنامہ 'خبریں' روزنامہ 'اوصاف' روزنامہ 'انصاف' نے اپنے اپنے مسندے میگزین میں جبکہ روزنامہ 'پاکستان' لاہور اور روزنامہ 'آفتاب' لاہور/ملتان نے بلا شرکت غیرے پورا پورا مدنی خصوصی اشاعت کے طور پر شائع کیا۔ نیز یہی مضمون ۲۶ اکتوبر ۲۰۰۷ء کو روزنامہ جنگ لاہور/ملتان نے اپنی اشاعت خاص کی زینت بنایا۔ مضمون کی افادیت کے پیش نظر اسے الگ کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔ خواہش مند حضرات ۲۰ روپے کا ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے منگوا سکتے ہیں۔ فری تقسیم کرنے والوں کو صرف بارہ سو روپے میں سو کاپی مل سکتی ہے رابطہ کے لئے 'انوار رضا جوہر آباد 0300-9429027

دہلی، اجمیر اور بے پور میں مدفون اولیائے کرام کی حاضری و زیارت کے لئے ایک کاروان محبت کی لہر بہ لہر رپورٹ

## سفر عقیدت

از قلم..... صوفی باصفا عبدالقیوم نقشبندی مجددی (کراچی)

سرزمین پاک و ہند اولیاء کرام کے فیوض و برکات سے عبارت ہے بت کدہ ارض ہند انکے روحانی انوار و برکات سے ایسا منور ہوا کہ باطل کے اندھیرے چھٹ گئے اور خورشید اسلام ہمیشہ کیلئے تویر سماں ہو گیا۔ وہ داعی حق کے پیامبر گو آج اس دار فانی سے کوچ کر چکے ہیں۔ مگر ان کے مقابر کے نشانات اہل عقیدت کی روحانی تقویٰ نہ صرف بجھاتے ہیں بلکہ انکے قلب و روح میں گلزار معطر و معطر کی فنائیں نسیم کرتے ہیں۔

راقم الحروف (عبدالقیوم) کو سرزمین پاکستان میں لاہور، کراچی، ٹھٹھہ، لواری شریف حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔ بلکہ اپنے مرشد کامل کی سرپرستی میں متعدد بار حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ تاہم یہ سفر عقیدت سرزمین ہند دہلی شریف، اجمیر شریف، اور بے پور شریف اپنے مرشد کامل جناب حضرت علامہ حافظ الحاج محمود احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہ کی سرپرستی میں طے ہوا۔ جسکی داستان ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں زیر قلم لائی گئیں۔ اسی اثناء میں میرے واجب الاحترام بزرگ حکیم ادیب اور ماہر نگار شات جناب حکیم سرور دلشاد (لندن) حال کراچی کی خدمت میں اصلاح کیلئے مسودہ پیش کیا۔ جس کو حکیم صاحب نے بغور مطالعہ کیا اور داستان سفر کو پسند فرمایا۔ اور ضرورت کے مطابق اصلاح فرمادی اور انہوں نے اس سفری داستان کا عنوان "سفر عقیدت" تجویز فرمایا۔ جسے ہم تھنہ کا مان عقیدت کی نذر کرتے ہیں۔



## سفر کا آغاز

قبلہ و کعبہ مرشدی و مولائی جناب علامہ مولانا حافظ الحاج محمود احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم عالیہ ایک عرصہ سے خواہشمند تھے کہ ہم جیسے ناچیز و کم تر مریدین کی روحانی آبیاری اور قلبی اصلاح کیلئے ہندوستان میں سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر بزرگان کا طین کے مزارات بالخصوص پیر خانہ معلم معرفت مجسمہ سنت مجموعہ طریقت مرقع روحانیت حضرت الحاج علامہ شاہ محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پوری قدس سرہ کے مزار اقدس پر حاضری دی جائے۔ جو کہ مجھ جیسے گناہگار کیلئے تو بھد فخر و انبساط کا باعث تھی۔ کہ اپنے مرشد برحق کی سرپرستی میں اور قیادت جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہماری خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی تھی۔

ابھی اس سفر عقیدت کے آغاز کی تاریخ کا تعین تو نہیں ہوا تھا البتہ پروگرام یہ بنا کہ ربیع الاول کے آخر میں رخت سفر باندھا جائے۔ اسی دوران میرے والد محترم صوفی عبد الغنی نقشبندی مجددی ۲۹ ربیع الاول اور یکم ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ کی درمیانی شب بوقت مغرب بمقام فیصل آباد اس دار فانی سے دار البقاء مسافر ہو گئے۔ ان لیلہ وانا علیہ راجعون۔ میں فیصل آباد چلا گیا اور والد محترم کا ختم چہلم ۳ مارچ ۱۹۸۲ء بمطابق ۸ جمادی الاول ۱۴۰۲ھ کو تھا میرے والد بزرگوار سید محمد اسماعیل نقشبندی مجددی عرف کرمانوالی سرکار کے ہاں بیعت تھے۔ آپ اکثر صوفیانہ گفتگو سے قلب و ذہن کو معطر فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ کا مطالعہ تھا اور اپنے مرشد کے فیوض و برکات سے فیض یاب تھے۔ قیام فیصل آباد میں مجھے اپنے والد گرامی کے مزار اقدس پر حاضری کا خوب موقع ملا۔ انکی روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہوتا رہا۔

بہر حال سفر عقیدت کی منزل کی طرف روانگی کے لئے فیصل آباد سے ۱۲ مارچ 1982 کو لاہور پہنچ گیا۔ دیگر اس سفر کے راہی مرشد کامل کی سربراہی میں جناب محمد نسیم خان، نور محمد خان اور حاجی طیل الدین کراچی سے لاہور 15 مارچ 1982 بمطابق ۱۹

جمادی الاول ۱۴۰۲ھ بذریعہ عوام ایکسپرس لاہور تشریف آوری ہوئی۔

ہمارے وفد کے قیام کا فیصلہ جناب محمد نصیر چغتائی (رنگ والے) کے نصیب میں تھا آپ حضرت صاحب قبلہ کے خاص چاہنے والوں میں سے تھے۔ انکی رہائش حضرت داتا گنج بخشؒ کے عقب میں واقع ہے قبلہ حضرت صاحب مع وفد کے استقبال کیلئے لاہور اسٹیشن پر مجھ ناچیز کو جہاں شرف استقبال نصیب ہوا۔ وہاں قبلہ نصیر چغتائی صاحب کے خصوصی نمائندے ٹرانسپورٹ کے انتظام کے ساتھ لاہور اسٹیشن پر موجود تھے۔

بیت نصیر چغتائی کے ہاں پہنچ کر تمام مہمانوں نے غسل و وضو سے تازہ دم ہو کر ناشتہ کیا جو کہ دوپہری طعام تھا۔ قبلہ چغتائی صاحب بے حد مہمان نواز ہیں۔ بہر حال ناشتہ سے فراغت کے بعد قبلہ رہبر حق نے اپنے مخصوص تبسم انداز سے حضرت قبلہ داتا گنج بخشؒ کے مزار انوار پر حاضری کا استفسار فرمایا۔ جس پر جولان حق نے اظہار رضا مندی و مسرت کیا اور روانگی کیلئے تیاری کا اہتمام ہونے لگا۔ گویا یہ ہمارے سفر عقیدت کی پہلی میزبانی تھی۔ قبلہ نصیر چغتائی صاحب نے ٹرانسپورٹ کا انتظام کر رکھا تھا۔ داتا صاحبؒ کے مزار اقدس پر حاضری ہوئی اور مخصوص طریقہ سے ایصال ثواب کے بعد مراقب ہوئے۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر دعائے خصوصی کی گئی۔ بعدہ حضرت طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری ہوئی۔ جن کا مزار مبارک میانی شریف قبرستان جو کہ فیروز پور روڈ لاہور میں واقع ہے۔ یہ بھی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگ ہیں۔ بلکہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادگان اور حضرت خواجہ معصوم شاہ اور بوسعید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے استاد مکرم تھے۔

قبلہ حضرت صاحب سالار وفد سفر عقیدت کو اپنے کسی عزیز سے ملاقات کے بعد مزار شریف پر پہنچنا تھا۔ ہم سب براہ راست طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر پہنچے تھے۔ یہاں بھی ایصال ثواب کے بعد مراقب ہوئے۔ وہیں نماز ظہر ادا کی قبلہ حضرت صاحب ابھی تک تشریف نہیں لائے تھے۔ آج ہی مجھے اپنی اہلیہ کو کراچی کیلئے گاڑی میں



بٹھانا تھا۔ لہذا نماز ظہر کے بعد میں وہاں سے رخصت ہوا۔ جبکہ دوسرے ساتھی حضرت صاحب کی تشریف آوری تک وہاں رہے۔ ان ایام میں لاہور میں اپنے ہم زلف نسیم صاحب کے ہاں قیام پذیر تھا۔ پروگرام کے مطابق 16 مارچ 1982ء کو ہمیں واہگہ باڈر کراس کرنا تھا۔ میں علی الصبح جناب چغتائی صاحب کے ہاں پہنچ گیا۔ اور ہمارا قافلہ واہگہ کی جانب روانہ ہوا۔ یاد رہے کہ واہگہ باڈر تک ٹرانسپورٹ کا انتظام تھا اور پھر پور انداز میں دوپہر کے کھانے کا جناب چغتائی صاحب نے اہتمام فرمایا۔

بہر حال واہگہ پوسٹ پر پہنچ گئے۔ قبلہ حضرت صاحب نے ہمارے سب کے پاسپورٹ لیکر خود ہی کشم آفسر کے پاس جانچنے اور ہم شریک سفر قافلہ کے احباب نے اپنا سامان کشم ہاؤس میں ہی رکھ دیا۔ اس کشم ہاؤس میں ایک کشم آفسر سے ہماری ملاقات ہوئی جو کہ پیر خانہ گولڑہ شریف کے ہاں بیعت تھے۔ ہمارے وفد کا مزارات پر حاضری کا پر مشن جیسے ہی ان کو معلوم ہوا وہ بڑے خوش ہوئے اور ہم سے بار بار پوچھتے کہ آپکے مرشد کہاں ہیں۔ اور وہ حضرت صاحب کا شدت سے انتظار کرنے لگا۔ حضرت صاحب کی ملاقات کی لگن نے انہیں اپنی غیر معمولی حیثیت سے بھی بیگانہ کر دیا تھا۔ جیسے ہی حضرت صاحب سے ملاقات کا وقت آیا تو انہوں نے آپکی قدم بوسی کی بلکہ دوسرے آفسرز سے تعارف بھی کرایا اور تمام آفسرز متعارف ہوئے۔ اور باادب کھڑے ہو گئے۔ ہمارا سامان چیک کئے بغیر بڑے اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ اور دعاؤں کی درخواست بھی کی۔ بقول اقبال۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا سب لوح و قلم تیرے ہیں

واہگہ سے امرتسر

پاکستان کشم سے فارغ ہوئے تو پاکستانی قلیوں نے ہمارا سامان اٹھایا اور باڈر پر ہندوستانی قلیوں کے حوالہ کیا۔ دونوں ملکوں کے قلیوں نے اپنے مخصوص ریٹ وصول کئے۔ انڈین کشم میں رش تھا جسکی وجہ سے قدرے تاخیر ہوئی۔ بہر حال انڈین کشم سے

فارغ ہوئے تو اپنا سامان سفر باہر نکالا۔ ٹیکسی والے منہ مانگے داموں ہمیں امرتسر پہنچانے کے لئے آگے بڑھے۔ کرنی تبدیل کرنے والے ایجنٹ بھی ہمارے گرد منڈلانے لگے انکے بے حد اصرار پر کچھ رقم پاکستانی اور ہندوستانی سکوں میں برابر ریٹ پر تبدیل کرائی اور کچھ رقم امریکی ڈالر میں تبدیل کی۔

حضرت صاحب کی خواہش تھی کہ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے تین بزرگوں (۱) سید حسین علی شاہ صاحب (۲) سید امام علی شاہ صاحب (۳) شیر محمد خان صاحب (کالا افغان) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مقام رتر چھتر (مکان شریف) میں مزارات مقدس ہیں اس مقام کا علم ہم میں سے کسی کو بھی نہیں تھا۔ اور نہ ہی مزارات کی مخصوص جگہ کا علم تھا۔ بس محض ہم بھی یہی جانتے تھے کہ یہ مزارات ضلع امرتسر میں واقع ہیں۔ ہم نے اناری باڈر سے واہگہ باڈر کا راستہ انہی مزارات پر حاضری کیلئے اختیار کیا تھا۔ جبکہ ہمارے ویزہ میں ان مقامات کا اندراج نہیں تھا۔ بہر حال ٹیکسی والوں سے بھی معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ البتہ کرایہ میں پاکستانی ٹیکسی والوں سے بھی یہاں کے لوگ بازی لے جانا چاہتے تھے۔ مگر قانون قدرت تو اپنی جگہ اٹل ہے قدرت نے ایک سکھ ٹیکسی ڈرائیور کو ہمارے لئے نہایت مناسب ریٹ پر بھیج دیا۔ جس کا نام شیر سنگھ تھا۔ وہ بڑا بردبار بہادر نوجوان تھا۔ اس نے بڑے اخلاق و آداب کا مظاہرہ کیا جو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ اس نے قبلہ حضرت صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ یہ مزارات معمول کے روٹ سے ہٹ کر ہیں۔ لیکن واپسی پر مزارات پر لے جاؤنگا (ہم نے ٹیکسی نمبر نوٹ کر لیا) اور اگلے سفر کے پروگرام کے مطابق امرتسر سے خدمات دوںگا۔

تاہم اسی کشمکش میں امرتسر جانے میں تاخیر کے مرکب ہو گئے تھے۔ امرتسر سے دہلی جانے والی گاڑی دوپہر کو روانہ ہو گئی تھی۔ اور گاڑی اب ساڑھے آٹھ بجے رات کو دستیاب تھی۔ ہم نے شام کی گاڑی میں کٹ بک کرائیں مگر برتھ نہ ملی انڈین قانون کی رو سے سیٹ کے ساتھ ہی برتھ کا کرایہ وصول کرتے ہیں اگر آغاز سفر سے برتھ نہ ملے تو گاڑی سے لکھو لایا جاتا ہے۔ جس سے برتھ کی رقم واپس مل جاتی ہے۔



بہر حال ساڑھے آٹھ بجے کی گاڑی میں نکلیں بک کرانے کے بعد اسٹیشن کے سامنے چھوٹا باغچہ تھا۔ ظہر اور مغرب کی نماز ادا کی اور کھانا کھایا۔ جو کہ لاہور سے جناب نصیر چٹائی نے ساتھ باندھ دیا تھا۔ بالآخر ساڑھے آٹھ بجے رات کو امرتسر سے گاڑی میں سوار دہلی کیلئے روانہ ہوئے۔ ویسے وہ پاکستانوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تاہم ہندوستان میں ریلوے اور بسوں کا انتظام پاکستان سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہاں اور لوڈنگ نہیں ہوتی۔

چونکہ حضرت صاحب کی صحت کے پیش نظر برتھ نہایت ضروری تھی۔ دوران سفر ریلوے گاڑی (جو اسی ڈبہ میں موجود تھا) سے برتھ کیلئے بڑا رابطہ کیا مگر گاڑی نے بڑی بے رخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ یہ پاکستان نہیں ہے کہ میں بغیر نمبر کے دوسروں سے پہلے برتھ الاٹ کر دوں۔ آپ کا نمبر چند ہواں ہے اگر برتھ بچ گیا تو ملیگا ورنہ نہیں۔ کتنی دل آزار بات تھی؟ چونکہ حضرت صاحب کی بیماری اور بزرگی کے پیش نظر برتھ ضروری تھا۔ ہمارے ڈبہ میں چند پاکستانی مسافر تھے جنہوں نے حضرت صاحب کی بزرگی کو دیکھتے ہوئے دو عدد برتھ دے دیئے ایک برتھ پر قبلہ حضرت صاحب دوسرے پر حاجی خلیل احمد صاحب جو کہ کافی عمر رسیدہ تھے نے آرام فرمایا۔ ریلوے گاڑی تمام سفر اسی ڈبہ میں رہا۔ دہلی کے قریب جاکر میں نے گاڑی سے کہا کہ ہمیں لکھ کر دیں کہ ان کو برتھ الاٹ نہیں ہوئے۔ ہمارے بار بار تقاضے کے باوجود برتھ الاٹ نہ کئے اور نہ ہی لکھ کر دیا۔ اسی پر میں نے گاڑی سے اگلے پلٹر کا جواب برجستہ دیا کہ پاکستان میں یہ نہیں ہوتا کہ برتھ کے پیسے تو لئے جائیں مگر برتھ الاٹ بھی نہ ہو اور لکھ کر بھی نہ دیا جائے۔ اسی پر وہ شرمندہ تو ہوا مگر لکھ کر دینا شاید یہ اسکی توہین تھی ویسے امرتسر سے دہلی تک کا سفر بہتر گزرا۔

### دہلی شریف

17 مارچ 1982ء کو صبح تقریباً ساڑھے چھ بجے دہلی اسٹیشن پر پہنچے۔ اسٹیشن سے دو ٹانگے کرایہ پر لئے انہوں نے ہمیں ترکمان گیٹ نزد بادشاہی مسجد پہنچایا۔ یہاں حضرت صاحب کے عزیزوں کی بڑی تعداد قیام پذیر ہے۔ وہاں پہنچنے پر حضرت صاحب

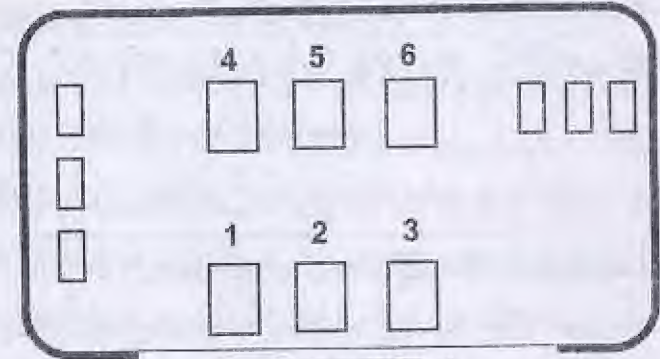
کے عزیزوں نے بڑی قدر و منزلت کی۔ قیام حضرت صاحب کی بھانجی کے ہاں ہوا۔ وہیں سے دیگر پروگراموں کی تیاری شروع ہوئی۔ آپکے عزیز واقارب اکثر ملاقات کیلئے تشریف لاتے رہے اور ہماری دعوت طعام فرماتے رہے۔

### CIA میں اندراج اور محدثین کرام کے مزارات پر حاضری

اٹلیا میں غیر ملکیوں کیلئے ضروری ہے کہ پہلے CIA اسکے بعد قیام گاہ کے قریبی پولیس اسٹیشن سے اپنی آمد اور روانگی درج کروائیں۔ لہذا ہم بھی حضرت صاحب کے برادر ہستی کے ہمراہ CIA میں اندراج کروانے گئے۔ CIA کیلئے 3 سائیکل رکشہ کرایہ پر لئے گئے۔ ابھی CIA میں اندراج سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ آندھی آگئی اور ساتھ ہی بارش شروع ہوگئی۔ تینوں رکشے رکے ہوئے تھے۔ تاکہ اندراج کے بعد سواری کی تلاش سے بچا جائے۔ اور انہی پر ہی محدثین کرام کے مزارات پر حاضری کیلئے پہنچا جائے۔ بارش ہلکی تھی۔ آندھی ختم ہو چکی تھی۔ بہر حال CIA میں اندراج کے بعد انہی سائیکل رکشہ پر بوندا باندی کے دوران تمام محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات ہیں۔ پہلے قبلہ حضرت کی ممانی کی قبر تشریف پر فاتحہ پڑھی۔ اسکے بعد محدثین کرام کے مزارات پر حاضری دی۔ یہ تمام مزارات ایک کھلے احاطہ میں ہیں۔ مگر بڑی خستہ حالت میں جگہ ہے۔ ایک بہت بڑا حال بغیر چھت کے ہے۔ ایک ہی نمونہ کی قبریں ہیں۔ قبریں اگرچہ کچی ہیں اوپر چھوٹا چھ تعویذ کچا ہے عین ہال کے دروازے کے سامنے ہے۔ منظر دکھائی دیتا ہے۔

- (۱) شاہ عبدالرحیم شاہ
- (۲) شاہ ولی اللہ شاہ
- (۳) شاہ عبدالعزیز شاہ
- (۴) شاہ عبدالقادر شاہ
- (۵) شاہ رفیع اللہ شاہ
- (۶) شاہ عبدالغنی شاہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین





(اس جگہ مراقب ہوئے)

قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ یہ خاکسار محمد نسیم خان، نور محمد خان، حاجی غلیل الدین ایصال ثواب کیلئے صدر دروازے میں تینوں مزارات کے درمیان مراقب ہوئے۔ اپنی اپنی مقدار خلوص اور مقام کے مطابق فیوض و برکات حاصل کئے۔ جو محدثین کرام آرام فرماہیں ان کو برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام سنت رسول ﷺ کو پھیلانے میں خاص مقام حاصل ہے۔ افسوس کہ ان کی دینی خدمات کے صلہ میں ان کے ساتھ یہ سلوک ہماری اخلاقی بے بسی کا منہ بولا ثبوت ہے۔ دہلی میں مسلک دیوبند کا کافی اثر ہے۔ اگرچہ لوگ عقائد فقہ اہل سنت و جماعت کے معمولات پر عمل کرتے ہیں۔ مگر یہ سب انفرادی یا خاندانی روایات ہی بنیاد پر ہیں۔ پاکستان کی طرح اجتماعی طور پر عمل ناپید ہے۔

### محدثین کرام کے قبرستان پر ایک نظر

لوگوں نے بتایا کہ یہاں ایک وسیع قبرستان تھا۔ بعض لوگوں نے جھوپڑیاں بنالیں تھیں۔ حکومت کی مداخلت پر لوگوں نے حلف نامے داخل کروائے کہ یہاں کوئی قبرستان نہ تھا۔ حکومت کے ہاتھ مضبوط کئے۔ حلف ناموں کی آڑ میں گورنمنٹ آف انڈیا کو قبریں سہارا کرنا مشکل کام نہ تھا۔ اور یہ شہر خاموشاں گورنمنٹ کی پالیسیوں کی بیعت چڑھ گیا۔ اس حرکت پر پردہ ڈالنے کیلئے اسے ایک بار پھر آباد کرنے کی کوشش کی گئی اس پر دارالعلوم رحمیہ مدرسہ دیوبند اور ایک مسجد تعمیر کی گئی۔ مزارات محدثین سے متصل مسجد کا

نام ضیاء الاسلام ہے۔ گویا یہ مسجد اور مدرسہ اور طلباء کی رہائش گاہ قبروں پر ہی تعمیر کی گئی ہے۔ ہم نے عصر کی نماز وہیں پر ادا کی۔ اسکے بعد حضرت صاحب نے طلباء سے اسباق و درس پر گفتگو فرمائی۔ اس میں طلباء کو زیادہ ذہین نہ پایا۔ اس سے مدرسہ کی تدریس قابلیت اور معیار کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بارش پھر جاری تھی۔ اسکے فیصلہ کیا گیا کہ دیگر مزارات پر حاضری کا پروگرام اسکے روز تک ملتوی کر دیا جائے تاہم ہم وہاں اپنی قیام گاہ ترکمان گیٹ آئے۔ اسکے دن کا پروگرام بنایا گیا۔

### مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مزار شریف ترکمان گیٹ کے محلہ ہی میں واقع ہے۔ اور ہماری قیام گاہ بھی ترکمان گیٹ کے محلہ میں ہی تھی۔ جب تک ہمارا قیام دہلی میں رہا ہم فجر کی نماز مسجد میں ادا کرتے اور اسکے بعد مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری دیجے اور اشراق تک مراقب رہتے بہر حال ہماری پہلی حاضری 17 مارچ 1982ء کو ہوئی۔ ہمارا وفد اشراق تک مراقب رہا۔ اور مزار اقدس کے سجادہ نشین جناب صاحبزادہ ابو الحسن مدظلہ سے قبلہ حضرت صاحب نے ملاقات کی اور اپنا تعارف کرایا اور تفصیلی گفتگو ہوئی ہمارے حضرت صاحب کے چچا اڈل حضرت شاہ محمد ہدایت علی خان رحمۃ اللہ علیہ جے پور شریعت والے اور پیر ثانی سید محمود علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے مریدین کی جماعت کے ساتھ یہاں حاضری دیا کرتے تھے۔ بہر حال سجادہ نشین ابو الحسن صاحب مدظلہ نے محبت بھرے انداز میں تفصیلی واقعات و بزرگوں کے حالات پر گفتگو فرمائی۔ سجادہ نشین صاحب نے مزار شریف کے متصل لاہوری اور مدرسہ اور دیگر پروگرام پر روشنی ڈالی اور مسنون دعاؤں کا فیضان فرمایا۔

اس احاطہ میں چار مزار شریف ہیں چاروں بزرگوں کے مزارات پر اسکے نام اور تاریخ وصال منقش ہیں۔

۱۔ مرزا مظہر جان جاناں شہید قدس سرہ ۱۱۹۵ھ دہم محرم



۲۔ مرزا حضرت شاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی قدس سرہ ۱۲۳۰ھ ۲۲ صفر

۳۔ حضرت شاہ ابوسعید احمد قدس سرہ ۱۲۵۰ھ یکم شوال۔

۴۔ حضرت شاہ محی الدین المعروف الشاہ ابو الخیر قدس سرہ ۱۳۳۱ھ ۲ جمادی الآخر

۵۔ جناب صاحبزادہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ صاحب

کرامات اور صاحب کشف بزرگ ہوئے ہیں۔ جسکی حضرت صاحب نے اپنی ذاتی

معلومات کی روشنی میں تصدیق فرمائی۔ مزار سے متصل لائبریری اور مدرسہ وغیرہ آپ ہی

کے نام پر ابو الخیر اکیڈمی قائم ہوئی ہے۔ مزارات کے باہر مرکزی دروازے پر یہ شعر

آویزاں ہے جو کہ قبلہ منظر جان جاناں شہید کی شہادت پر لکھا گیا۔

بلوچ تربت من یافتہ از غیب تحریر ہے کہ ایں مقبول راجز بیگناہی نیست تفسیرے

### زیارت گاہ شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین ابوالحسن مدظلہ نے فرمایا کہ دہلی شریف میں ایک ہندو نے ایک قبر کو

مسمار کر کے اپنی بت پرستی کی عبادت گاہ بنالیا تھا۔ اسے بار بار خواب آنے لگا کہ بت کدہ

ختم کر کے دوبارہ قبر بنادو ورنہ تمہیں نقصان ہو سکتا ہے۔ ہندو نے قبر انور کو دوبارہ بنادیا۔

اور اسکا ذکر صاحبزادہ ابوالحسن مدظلہ سے کیا تو انہوں نے وہاں جاکر قبر کا معائنہ کیا۔ اور

نشان دہی فرمائی اور شہادت دی کہ یہ مزار بھی قبر شریف شاہ آفاق رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ جو

کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے ہیں۔ عابد سنائی رحمۃ اللہ علیہ۔

جناب ابوالحسن مدظلہ، حضرت عابد سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کا پتہ بھی بتایا۔ اور

انکی تعریف کی۔ قبلہ حضرت صاحب نے بھی تصدیق فرمائی کیونکہ چشتر ازیں اس مزار

شریف پر حاضری دے چکے تھے۔ تاہم ان مزارات خصوصی پروگرام بنا کر روانہ ہوئے

شوحنے قسمت کہ بعد از کوشش بسیار مزارات تلاش نہ کر سکے اور حاضری سے محروم رہے۔

### حضرت باقی باللہ فانی فی اللہ قدس سرہ

حسب معمول مورخہ 17 مارچ 1982ء کو منظر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ کے

مزار اقدس پر حاضری دی۔ مراقبہ کے بعد نماز اشراق سے فراغت کے بعد صاحبزادہ

ابوالحسن مدظلہ سے ملاقات کی۔ بعدہ گھر آکر ناشتہ کیا اور ٹانگہ کرایہ پر حاصل کیا اور حضرت

باقی باللہ قدس سرہ کے مزار اقدس پر حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک

پرانی عید گاہ میں واقع ہے۔ تھوڑی دور ہی نئی عید گاہ قبرستان بن چکا ہے۔ پرانی عید گاہ

بہت وسیع و عریض قبرستان ہے۔ بہت بڑا گیٹ ہے۔ گیٹ مسجد پر یادگار حاجی احمد صندوق

والے، پلستر دروازہ یہ یادگار باقی باللہ زیر سرپرستی خدام درگاہ کمیٹی ہے۔ اندر چھوٹی سی مسجد

ہے۔ اس قبرستان میں مسجد کے متصل مزار مبارک ایک چار دیواری کے اندر ہے۔ خیال

ہے کہ آپ شاید اسی مسجد میں باقاعدہ نماز ادا کرتے ہوئے۔ چشتر ازیں کہ مزار اقدس پر

حاضری کا ذکر کروں آپکے مزار مبارک کی جگہ کا تعین پر ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔

### مزار مبارک:-

### آپکے مزار مبارک (قبر مبارک) کی جگہ کا تعین

#### بحوالہ تذکرہ نقشبندیہ خیرہ از قلم محمد صادق قصوری

آپکے وصال پر آپکے مخلص اصحاب کی قرار داد کے مطابق ایک جگہ قبر شریف

کھودی گئی۔ لیکن جب دلریش درویشوں نے جنازہ کو اٹھایا تو اس دیوانگی کی وجہ سے جو

حاملان جنازہ پر طاری تھی تابوت کو اس مقام پر نہیں اتارا جہاں قبر تیار کی گئی تھی بلکہ ایک

اور زمین پر جا اتارا۔ اتارنے کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ یہ وہی زمین ہے کہ جہاں ایک روز

آپ نے وضو کر کے دو گانہ ادا کیا تھا۔ اٹھتے وقت وہاں کی کچھ خاک دامن مبارک پر لگ

گئی تھی۔ اس پر زبان اقدس سے فرمایا تھا کہ اس جگہ کی خاک ہماری دامن گیر ہوگئی۔ اسلئے

یاروں نے اسی مکان میں جو جناب رسالت پناہ ﷺ کے قدم گاہ کے جوار میں اور شاہراہ

کے متصل ہے اس شاہ اقلیم ارشاد کو سپرد خاک کر دیا۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے سبزہ نورستہ اس گھر کی تمبھانی کرے



آپ کا مزار مبارک خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے نہایت زینت سے تیار ہوا۔ آپ کی وصیت کے مطابق مرقد شریف پر گنبد نہیں بنایا گیا صرف ایک بلند چبوترہ بنادیا گیا۔ آپ کے تصرف کو دیکھئے اس چبوترے پر سخت گرمی میں پاؤں کو تکلیف دہ حرارت محسوس نہیں ہوتی۔

بہت سے فاضلوں اور عارفوں نے آپ کے وصال کی تاریخ لکھی ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ذاتے کہ بدوست بود باقی از خود ہم فانی الصفت بود  
بر خالق خویش جنگلی عشق بر خلق تمام عاطف بود  
دے تشہ ولم سال فوتش خوش گفت کہ بجز (۱۰۱۲ھ) معرفت بود  
بہر حال ہم نے دیکھا اور پایا۔ ایک بلند چبوترہ بنادیا گیا۔ اوپر سایہ کر دیا گیا۔ ہم اپنے مرشد کامل کی ہمراہی میں مزار اقدس میں داخل ہوئے۔ قبر انور کے چاروں طرف ہم نے بھی مرشد کامل کی اقتداء کی میں نے مراقب ہونے پر حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ خداوند جہاں نے آپ کو مقام عظیم اور بلند سے آپ کو اپنا قرب عطا فرمایا ہے اور کس قد بلند یوں سے نوازا کہ ایک نابائی کو جو معلوم نہیں کس قدر لغزشوں کو تاجیوں، کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں کھویا ہوا تھا۔ جہاں سے بہت کم لوگ واپس لوٹتے ہیں۔ انکی ایک خدمت سے آپ نے خوش ہو کر ایک ہی نظر میں اپنے جیسا بنالیا تھا۔ بالکل اسی تمنا کے ساتھ میں بھی سیاہ کار و گناہ گار اپنے مرشد کامل کے ساتھ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔ کہ حقیر کے سیاہ دل کو منور فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو قدرت آپ کو عطا فرمائی ہے۔ اس سے کوئی چیز بعید نہیں کیونکہ آپ جیسے اللہ کے مقبول ولی اور مولا کی دعا لوٹاتے نہیں۔ دعا کا مانگنا تھا کہ یہ خیال قلب و ذہن آپ کی توجہ کی طرف مبذول کی اور حضرت صاحب اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ پوری توجہ سے مراقب ہوئے۔ قبر مبارک پر اتنا خیال کا آنا ہی تھا کہ بیان کرنا محال ہے۔ سچ کہتے ہیں کہ ملنا بہت ہے مگر

مانگنے والا ہو۔ آپ کے روضہ مبارک کے جنوبی دروازے پر نہایت خوشنما حروف میں یہ تاریخ وصال کتبدہ ہے۔

خواجہ باقی آل امام اولیاء عارف باللہ اسرار نہفت  
گہمت بستان سرائے انبیاء از نہال جعفری خوش گل شکفت  
چونکہ بد مشرف فنا اندر بقاء محو حق گشتہ دُر اسرار سنت  
سال تاریخ و صالحش خسروی فی البدیہ نقشبند وقت ۱۰۱۲ھ گفت  
درج ذیل اشعار آپ کے مزار مبارک کے سرہانے پر ایک سنگ مرمر کی ایک بہت بڑی لوح پر بہت خوبصورت الفاظ میں کتبدہ ہیں۔

آپ کے مزار مبارک کے سرہانے پر ایک سنگ مرمر کی لوح پر بہت ہی خوبصورت الفاظ میں کتبدہ ہیں:- آپ کی شان میں یہ قطعہ بھی بہت مشہور ہے۔

قلیہ انسی د آفاقی بزم خاص شہو د را ساقی  
خضر جاں بخش راہ مشتاقی خواجہ ما محمد الباقی  
حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی دیوار کے باہر متصل ثنائی کی بھی قبر مبارک تھی وہاں بھی ایصال ثواب کیا اور دعا کی۔ بعد مراقبہ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ قبلہ حیدر و مرشد سید محمود علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعظم جناب الشاہ محمد ہدایت علی خان، قبلہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے جن کمال و کرامات کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ آج اس کا فہمی مشاہدہ کر لیا۔ حضرت صاحب کے ارشاد پر معلوم کرنے پر علم ہوا کہ انتظامیہ کی اجازت سے مسجد میں شب بیداری کر سکتے ہیں بہر حال بچے پور سے واپسی پر شب بیداری کا ارادہ کیا مگر افسوس کہ موقع نہ مل سکا۔ آپ کے مزار مبارک پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ حاضری دی دوبارہ شاہ آفاق اور حضرت سناہی رحمۃ اللہ علیہ علمہم اجمعین کے مزارات کی تلاش کی مگر ناکامی ہوئی تاہم راستے میں بازار سے مختصر خرید و فروخت کی تقریباً ڈھائی بجے واپس دوپہر اپنی قیام گاہ ترکمان گیٹ پہنچ کر آرام کیا۔



## قطب الاقطاب حضرت مختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ

دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ شام کو قبلہ حضرت صاحب کے عزیزوں کے ہاں دعوت تھی۔ دوپہر کے بعد انکی کار ہمیں لینے کیلئے آگئی راستے میں قطب صاحب کی لاٹ کا باہر سے ہی نظارہ کیا۔ اور پھر حضرت مختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے۔ یہ ایک گنجان آبادی میں واقع ہے۔ آپ کا مزار شریف اور مسجد کافی وسیع و عریض بلند جگہ پر ہے۔ ایک جانب مسجد اور مکن ساتھ ہی کچھ حجرے بنے ہوئے ہیں۔ ایک جانب وسیع احاطہ میں مزار مبارک ہے۔ ساتھ ہی بہت سی اور بھی قبریں ہیں۔ مگر اس وسیع احاطہ میں آپکی قبر انور کو مزید جنگلہ بنا کر علیحدہ کر دیا گیا۔ اور گنبد شریف تیار ہوا ہے۔ سب سے پہلے مسجد کے اندر نماز عصر ادا کی۔ بعدہ مزار اقدس پر حاضری دی۔ آپکی قبر انور بہت چوڑی اور کافی لمبی ہے۔ زمین کے ساتھ ہی زیادہ سے زیادہ 2 بالشت اونچی ہوگی۔ قبر مبارک پر سبز چادر اور پھول سجے ہوئے تھے۔ اوپر گنبد بنا ہوا ہے۔ ایصال ثواب کے بعد مراقبہ ہوئے مراقب کا وقت بہت ہی مختصر ملا۔ کیونکہ مغرب سے قبل دعوت پر پہنچنا تھا۔ مزار شریف پر حاضری سے فراغت پا کر دعوت پر پہنچے۔ جاتے ہی مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ مگر پہنچ کر نماز ادا کی اور فوراً بعد میزبان نے چائے مع لوازمات سے تواضع فرمائی۔ اسی دن یعنی 17-03-1982 کو ہی جے پور شریف رات 12 بجے والی گاڑی سے روانہ تھی۔ لہذا جے پور سے واپسی پر دیگر مزارات پر حاضری کا فیصلہ ہوا۔

## جے پور شریف

دعوت سے جلد ہی فارغ ہو کر قیام گاہ ترکمان گیٹ پہنچے۔ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ مقامی آدمی کو عزیزوں میں سے کسی کو ساتھ لیتے ہیں۔ راستہ میں سرہند شریف کے اسٹیشن پر اتر جائیں گے۔ مقامی آدمی ہمارا سامان اسٹیشن ماسٹر کی اجازت سے اسٹور میں رکھوا دیں گے ہم مزار اقدس حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر

حاضری دے لینگے۔ مگر عشاء کی نماز ہم نے دہلی میں ہی ادا کی نماز سے فراغت کے بعد حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اشارہ غیبی کی روشنی میں ہمیں سرہند شریف نہیں اترنا چاہیے لہذا حسب معمول دہلی سے رات 10 بجے جتنا ایکسپریس سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں یاد آیا کہ ہمارے پاسپورٹ تو دہلی ہی میں رہ گئے ہیں۔ محترم محمد نسیم خان صاحب کو دوسری گاڑی سے واپس دہلی بھیجا گیا باقی قافلہ اپنی منزل کی جانب رواں دواں رہا۔ البتہ راستے میں سرہند مبارک کے اسٹیشن پر جب گاڑی رکی تو حضرت صاحب قبلہ کھڑکی کے پاس مزار مبارک کی جانب رخ کئے تشریف فرما تھے۔ حضرت صاحب کی سیٹ کے عین سامنے مزار اقدس کا گنبد مبارک نظر آرہا تھا۔ ہم سب نے ایصال ثواب کیا۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری اسی خواہش کو حاضری کے طور پر قبول فرمایا ہے۔ بہر حال جے پور شریف کے ریلوے اسٹیشن پر علی الصبح ساڑھے پانچ بجے گاڑی رکی۔ گاڑی سے اتر کر باہر دو آٹو رکشہ لئے 6 بجے صبح ہدایت مسجد پہنچ گئے۔ مولانا عبد الرحیم خاں صاحب قبلہ حضرت صاحب کی آمد کیلئے دو دن سے منتظر تھے۔ انہوں نے شفقانہ استقبال کیا اور یہاں مدرسہ اور مسجد کے دیگر ارکان نے نہایت گرم جوشی سے خوش آمدید کہا۔ نماز فجر سے قبل چائے سے تواضع فرمائی۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ نماز فجر کے بعد اشراق تک مراقبہ ہوئے۔ جے پور شریف ہمارے سفر کی اصل منزل تھی کیونکہ قبلہ حضرت صاحب کا یہ پیر خانہ ہے یہاں سے محمد ہدایت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانی فیوض و برکات سے عوام و خواص کو فیض یاب فرمایا۔ خوب خوب طبعیت سیر ہوئی۔ غسل وغیرہ کر کے کپڑے تبدیل کئے ناشتہ سے فارغ ہو کر آرام کیا۔ سجادہ نشین حضرت علامہ مولانا عبد الرحیم خاں صاحب مدظلہ کا ارشاد تھا کہ سب سے پہلے جامعہ ہدایت کی سیر کی جائے۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بعد از دوپہر کا وقت مقرر کیا جائے تاکہ محمد نسیم صاحب جو راستہ میں پاسپورٹ لینے چلے گئے تھے پہنچ جائیں لہذا طے پایا کہ 4 بجے بعد دوپہر روانہ ہوں گے۔ دوپہر کے کھانے تک محمد نسیم خاں صاحب بھی پہنچ



گئے۔

### جامعہ ہدایت

جامعہ ہدایت کو دیکھنے کیلئے 4 بجے روانگی ہوئی۔ یہ شہر اجیر سے باہر ایک وسیع و عریض تقریباً 80 ایکڑ زمین پر محیط ہے۔ بلکہ حرید زمین خرید کر دارالعلوم کو وسعت دینے کی کوشش جاری ہے۔ جس کا نقشہ اور دارالعلوم کا مکمل منصوبہ تصویرات کے ساتھ ایک بہترین آفسٹ پیپر میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ جو کہ سجادہ نشین حضرت علامہ مولانا عبد الرحیم خان صاحب نے قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور دیگر مہمانوں کو بھی اسکی ایک ایک کاپی ملی۔ اس پروگرام اور زیر تعمیر منصوبہ جامعہ ہدایت جو کہ درس نظامی اور ٹیکنیکل کالج پر مشتمل عظیم درس گاہ براعظم ایشیاء ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے دینی درس گاہوں سے موازنہ کیا جائے تو اول نمبر دینی درس گاہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

جامعہ ہدایت میں یونیورسٹی بلڈنگ دو منزلہ ایڈمنسٹریشن بلاک وٹل منزل پر انٹرمیڈیٹ اسکول اور دارالتفویض القرآن ہائر سیکنڈری اسکول (سنگل اسٹوری) کرافٹ ٹیکنیکل اینڈ انڈسٹریل ٹریننگ کالج تین منزلہ سنٹرل لائبریری چھ منزلہ ورکشاپ سنگل اسٹوری نرسری اسکول سنگل اسٹوری رہائشی بلڈنگ تین منزلہ ڈرائیونگ روم اور یونین آفس سنگل اسٹوری گیٹ ہاؤس دو منزلہ انٹرنیشنل گیٹ ہاؤس دو منزلہ ABCDF ٹائپ اسٹاف کوارٹرز خوبصورت مسجد ایڈیٹوریم جنازہ اسٹیڈیم سوگ پول پرنٹنگ پریس ہسپتال دو منزلہ بینک پوسٹ آفس شاہجنگ سنٹر شوروم ہوشل دو منزلہ۔

لاڈو اسپتیکر کا سٹم ایسا وضع کیا گیا کہ ریس الجامعہ کی آواز اپنے آفس سے ہی تمام جگہوں پر چلتی کہ باہر گراؤنڈ تک بیک وقت پہنچ جاتی ہے۔

### زم زم مانی

کھدائی کے دوران ایک چشمہ کی دریافت ہوئی ہے جسکی 21 میٹر حیاں ہیں۔ پانی نہایت ذائقہ والا آب زم زم سے ملتا ہے اسلئے اسکا نام زم زم مانی رکھا گیا ہے۔ اس

عظیم منصوبہ کی تیاری جناب علامہ مولانا عبد الرحیم خان نقشبندی مجددی جے پوری مدظلہ العالی سجادہ نشین جناب علامہ ہدایت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ کی پر خلوص کاوشوں نیک اور اعلیٰ ذہانت کا نتیجہ ہے اور خصوصی توجہ حضرت صاحب کی نظر کرم کا نتیجہ ہے۔ عصر کی نماز جامعہ ہدایت میں ادا کی۔ واپسی پر راستے میں برب سڑک چھوٹی سی مسجد میں نماز مغرب ادا کی یہ مسجد بھی قبلہ حضرت ہدایت علی خاں صاحب کی نگرانی میں تیار ہوئی تھی۔

بعدہ حضرت علامہ عبد الرحیم خاں صاحب کی سربراہی میں مزارات مقدسہ جناب علی شیر خاں اور ہدایت علی خاں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جے پور میں ہمارے مبارک سفر کی مزارات پر پہلی نشست ہوئی۔

### جے پور شریف

ایصال ثواب کے بعد مراقب ہوئے۔ اگرچہ یہ نشست مختصر تھی مگر خوب پر نور اور پر مغز تھی۔ یہ نشست سجادہ نشین عبد الرحیم خاں صاحب کی سربراہی میں ہوئی۔ انہوں نے سفر پر جانا تھا اسلئے مختصر نشست ہوئی۔ بہر حال اصل کیفیات صاحب مقام ہی نظارہ کر سکتے ہیں۔ ہم جیسے گناہگار تو مرشدین کے ہمراہ نشست میں امید اور سکون کی ہی توقع رکھتے ہیں۔ یہ دونوں مزارات ایک عام قبرستان میں چھوٹی چھوٹی چار دیواری کے ساتھ مخصوص احاطہ میں واقع ہے۔ اسی مخصوص کردہ جگہ میں دیگر اہل خانہ کی قبور بھی موجود ہیں قبلہ حضرت صاحب کے پیر اول قبلہ ہدایت علی خاں صاحب اور دادا پیر حضرت علی شیر خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات ہیں یہ دونوں عظیم ہستیاں جن کے علم و عمل اخلاق و کردار تحریر و تقریر نے ہزاروں مردہ دلوں کو زندہ فرمایا۔ اور انشاء اللہ مردہ دل زندہ ہوتے رہیں گے۔ ان مزارات پر گہر تو نہیں ہے۔ مگر زمین پر اونچے کپے قبے پتھر کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور کتبے تحریر ہیں:-

(۱) علی شیر خاں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر یہ کتبہ تحریر ہے۔

بناب شاہ علی شیر خاں چودری تہذت سیاہ رو جہاں شد بچشم اہل دل



بلوچ قبر نوشتم سراج سال وفات مزار پاک علی شیر خاں ارم منزل  
۳۰ محرم الحرام ۱۲۲۸ھ بمطابق سال ۱۹۱۰ء بروز جمعہ المبارک ایک بجے آپ کی  
وفات ہوئی۔

(۲) قبلہ محمد ہدایت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر یہ کتبہ تحریر ہے۔

اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد الرسول اللہ

علم باطن کا خزانہ لٹ گیا آہ وہ مولا کا انعام اٹھ گیا  
باتف غیبی نے قانز سے کہا حسرت اک قطب اسلام اٹھ گیا  
تاریخ وصال ۱۷ جمادی الآخر (جمادی الثانی) ۱۳۷۰ھ بمطابق 26 مارچ  
1951ء بروز دو شنبہ ایک بجے دن داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۳) محمد ہدایت علی خاں کی اہلیہ کے مزار پر یہ کتبہ تحریر ہے۔

قبلہ مولانا عبدالرحیم خاں صاحب کی دارالعلوم ہدایت جے پور شریف کے سلسلہ  
میں بیرون ملک روانگی تھی۔ قبلہ حضرت صاحب کے ساتھ مسائل ضروریہ پر مشاورت ہوئی  
اور بیرون ملک روانگی ہوئی۔

### اجمیر شریف

اب ہمارا وفد قبلہ حضرت صاحب کی قیادت میں بذریعہ بس اجمیر شریف روانہ  
ہوا چند گھنٹوں میں وہاں پہنچے۔ اسٹیشن اجمیر شریف کے قریب بس نے اتارا وہاں بذریعہ  
ٹانگہ مزار شریف اقدس حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ پہنچے۔ مزار  
شریف کے قرب و جوار میں بڑی مہمان آبادی ہے۔ جسکی گلیاں پرانی طرز پر کم کشادہ  
ہیں۔ مزار اقدس کا احاطہ بہت وسیع ہے۔ ساتھ ہی مغل بادشاہوں کی تعمیر کردہ ایک بہت  
بڑی مگر سادہ تعمیر کی ہوئی ایک مسجد ہے، ساتھ ہی کارنیل کے حصہ داروں کیلئے ایک بہت  
بڑی دیگ طعام کی زیارت کی ہے۔ اس میں ایصال ثواب کیلئے جو کوئی چاہے حصہ ڈال  
سکتا ہے۔

مزار شریف میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اندرونی حصہ میں داخل ہوئے۔  
سلام و قیام کے بعد ایصال ثواب پیش خدمت کیا۔ چند منٹ مراقب ہوئے۔ کیونکہ زائر  
ین کا رش تھا کمرہ کے اندر مزار اقدس کے مقام کے لحاظ سے جگہ تنگ تھی۔ لہذا چند  
منٹ مراقبہ اور مزار پر دست بوسی کے بعد مزار کے باہر مغرب کی جانب چاندی کا دروازہ  
کی زیارت کے بعد وہاں مراقب ہو گئے۔ شہنشاہ روحانیت کے فیوض و برکات سے  
دامن نقشہ لبریز کئے۔ ظہر کی نماز حاضری سے قبل ہی ادا کر لی تھی۔ باہر وسیع دیگ کی  
زیارت کی اور واپسی کا سفر باعدھا۔ یہاں پر زیادہ قیام نہ کر پائے کیونکہ ہم اس جگہ کا نام  
اپنے سفر اجمیر شریف میں درج نہ کرا سکے تھے۔ اور قبلہ حضرت صاحب نے لکھنؤ حاجی  
جلیل الدین صاحب نے میرٹھ اور نسیم خاں صاحب نے سہارن پور اپنے اپنے آبائی  
شہروں میں جانا تھا۔ حضرت صاحب کی ہدایت کے مطابق میں اور نور محمد خاں صاحب  
جے پور ہی میں مقیم رہے۔ ہدایت ملی تھی کہ اجمیر شریف دوبارہ اندراج کروا کر چلے  
جائیں مگر شومی قسمت کہ ہم دوبارہ حاضری نہ دے سکے یوں ہی 5 روز اجمیر شریف میں  
قیام کیا اور روزانہ صبح شام دونوں وقت قبلہ شیر علی خاں صاحب اور ہدایت ملی خاں  
صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات پر حاضری دیتے رہے۔ مقررہ تاریخ تک تمام  
ساتھیوں کو دہلی جمع ہونا تھا۔ 28 مارچ ۱۹۸۲ کو دہلی کیلئے روانہ ہوئے۔ 5 دن اجمیر  
شریف میں قیام کے بعد واپس دہلی شریف میں حاضر ہوئے۔ تمام ساتھی اپنی اپنی جگہ  
سے پہنچ گئے جب واپس دہلی دوبارہ اکٹھے ہوئے تو دہلی شریف میں بقیہ مزارات پر  
حاضری کی تکمیل کی۔

### محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء امیر خسرو رحمہم اللہ

29 مارچ 1982 کو دہلی میں محبوب الہی رحمۃ اللہ کے مزار مبارک پر حاضری  
کیلئے روانہ ہوئے اسی راستہ میں تبلیغی جماعت کے مرکز میں مولانا الیاس کی قبر سے گزر ہوا  
جو کہ بغیر نشاندہی کے تھی۔ بہر حال محبوب الہی رحمۃ اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ آپ کے



پاؤں کی جانب حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک کے احاطہ میں ہی ہے۔ یہاں پہلے حاضری دی۔ اچھی نسبت پائی۔ ساتھ ہی محبوب الہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ کا مزار اقدس ایک کمرہ میں موجود تھا اندر حاضر ہوئے دیوار اور مزار کے درمیان جگہ کم ہونے کی وجہ سے ایصال ثواب کے بعد ایستادہ ہی مراقبہ ہوئے خوب خوب فیض کا نزول ہوا مراقبہ میں ہی ظہر کی آذان ہوئی۔ یہ مزار بڑا پر فیض ہے۔ نورانیت جھلکتی ہے۔ مزار مبارک کے وسیع احاطہ میں زائرین کا رش رہتا ہے۔ دونوں مزارات کے بعد چندہ جمع کرنے والے رسیدوں کو لیکر بیٹھے ہیں۔ ساتھ ہی مغلوں کی تعمیر کردہ مسجد ہے۔ ظہر کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد سجادہ نشین صاحب کی زیارت ہوئی۔ سلام پیش کیا حضرت صاحب نے ان سے خصوصی گفتگو فرمائی انکی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے ہوئے دعاؤں کی درخواست کی انہوں نے بھی خوب شفقت فرمائی۔

### سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری کے بعد مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد سید السادات سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری تھی۔ جگہ کا صحیح علم نہ تھا۔ آپکے مزار شریف کو تلاش کرنے میں کافی محنت شاقہ کرنا پڑی قبلہ حضرت کا روادہ تھا کہ حاضری ضرور ہوگی۔ تاہم قبلہ حضرت صاحب مدظلہ اپنی یادداشت کے اعتبار سے راستہ پوچھتے ہوئے بالآخر مزار اقدس پر حاضر ہو گئے۔ مزار مبارک سلطان المشائخ کے روضہ مقدسہ سے جانب جنوب میں تالے کے پار پتھروں کی چار دیواری میں ہے۔ جس میں دو نیم کے درخت ہیں۔ درخت جنوبی کے نیچے کچا مزار شریف آپ کا۔ گویا کہ سادہ سی قبر سرہانے پتھر کی لوح پر دو سطروں میں یہ عبارت ہے۔

سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ 11 ذی قعدہ 1135ھ جو انتقال فرمودہ

وہ زمین جہاں مزار مبارک ہے زمین نہایت ناقص ہے ساتھ نالا بہہ رہا ہے چار

دیواری میں ایک جگہ تیل کا دیا جلانے کیلئے مٹی کی تعمیر کردہ جگہ بنی ہوئی ہے۔ چند قبریں اور بھی ہیں۔ جو سب کی سب کچی ہیں۔

مزار مبارک پر ایصال ثواب کے بعد مراقبہ ہوئے۔ بہت اچھی نسبت پائی۔ دعاؤں کے بعد اختتام ہوا۔

دہلی جامع مسجد دیکھنے گئے عجیب نادر تعمیرات کا مظاہرہ کیا۔ مگر مینار کی سیر نہیں کی۔ اسکے بعد مسجد فتح پوری بھی حاضر ہوئے۔ لال قلعہ دیکھا وہاں مغلوں کی چھوٹی سی مسجد خوبصورت سفید سنگ مرمر سے تعمیر ہے۔ مگر آج تو اس میں نہ آذان نہ نماز بلکہ ہندو بچے بچیاں مسجد میں ممبر پر کھیل کود کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں نے یہ مشکل تمام جہیت المسجد کے نوافل ادا کئے اور مسجد کی بے حرمتی پر اللہ کی بارگاہ میں دعا کی۔

### پاکستان واپسی

ہندوستان میں ممکنہ مزارات پر حاضری مختصر وقت میں پوری کر کے واپسی پاکستان کا قصد کیا۔ چونکہ قبلہ ہدایت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ فاتحہ 17 جمادی الثانی بمطابق 12 اپریل 1982 کو تھا۔ حضرت صاحب کا ارشاد تھا کہ سالانہ فاتحہ اپنے مرکزی مقام کراچی میں ہی کریں گے۔ اسلئے یکم اپریل 1982 کو دہلی سے امرتسر پہنچے باڈر کراس کیا۔ بخیر و خوبی کشم کی چیکنگ انجام کو پہنچی یاد رہے کہ واپسی دہلی سے امرتسر ہم مقررہ ٹرین سے نہ پہنچ سکے اسلئے شیر سنگھ ڈرائیور سے ملاقات نہ ہو سکی جسکی وجہ رتر چھتر مزارات پر حاضری نہ ہو سکی۔ تاہم لاہور سے کراچی رو بصحت سفر عقیدت کا اختتام پذیر ہوا۔

یہ چند سطور اپنے سفر نامہ پر محیط یادداشت کیلئے سپرد قلم کی گئیں تاکہ بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر حاضری کی سند رہے۔

### نوٹ:-

مزارات پر فیوض و برکات کے نزول کا مختصر اشارۃ قبلہ و کعبہ جہ کامل کے نام



خط میں کر دیا ہے۔

اللہ اللہ واللہ والوں کا کیا بیان ہو۔ ان کے وجود مبارک اللہ تعالیٰ کی انوار و تجلیات کا مرکز بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ تم میرا ذکر و میں (خدا) تمہارا ذکر و نگا۔ انکی بندگی اور یاد الہی میں استغراق ہی اللہ کی نشانیاں بن جاتی ہیں۔ سلطنتیں مٹ جاتی ہیں۔ حکومتیں وجود میں آتی اور میٹ جاتی رہتی ہیں شہر بستے اور تباہی کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن دوام ہے تو اللہ کے نام کو اور مردانِ خدا کے کام کو قرآن پاک نے انہیں

هو البشري في الحياة الدنيا والاخرة

کی سند دوائی عطا فرمائی۔

یہ اللہ کے صالح بندے انسانوں کے جسموں پر نہیں دلوں پر حکمرانی کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی ایسی عنایت ہوتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے قرار پاتے ہیں اور ولی اللہ بھی اللہ تعالیٰ کے دوست برگزیدہ بندے ہیں۔ یہ ان اللہ کے اولیاء کرام کی قیام گاہیں وہاں حاضر ہونے والوں کیلئے فیوض و برکات کا سامان بنتی ہیں۔ ہم بھی انکے فیوض و برکات حاصل کرنے اپنے وطن اور گھروں سے نکلے تھے اور سیر ہو کر لوٹے ہم نے اپنے پیرو مرشد کی رہبری میں اپنی اصلاح کی جو کوشش کی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کاوش کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں بھی دین و دنیا میں اپنی عنایات سے محفوظ فرمائے اور اہلیانِ عشق حقیقی کی سچی محبت سے سرشار فرمائے۔

آمین ثم آمین

فاکسار و مسافر سفرِ حقیقت

عبد القیوم نقشبندی مجددی

B-22/18 عثمان غنی روڈ، منظور کالونی،

کراچی۔ فون نمبر: 021-5883171

## النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی کا جلسہ دستار فضیلت

رپورٹ..... قاری محمد احتیاز نعیمی

راولپنڈی میں سب کچھ قرآن سے ملا اور قرآن کریم صاحبِ قرآن سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی نعت بیان کرنے کے لیے آیا تخلیقِ انسانیت سے پہلے بھی قرآن لوحِ محفوظ میں شانِ مصطفیٰ اور سیرتِ مصطفیٰ بیان کر رہا تھا ان خیالات کا اظہار عالمِ اسلام کے نامور قاری حضرت نجم القراء قاری علی اکبر نعیمی نے النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی صادق آباد راولپنڈی کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت و تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے کیا جس کی پہلی نشست کی صدارت ہیر ولایت علی شاہ آف پاکستان شریف نے کی جبکہ مہمان خصوصی حسان ہومیو میڈیکل سنٹر البلال پلازہ چاندنی چوک کے ڈائریکٹر محترم ڈاکٹر محمد خالد بیٹ تھے دوسری نشست کی صدارت پیر آل سید معینی اجیری سپاہ نشین خواجہ معین الدین چشتی اجیری (اجیر شریف) نے کی جبکہ مہمان خصوصی صاحبزادہ پیر محمد ظلیل الرحمان آف عید گاہ شریف ہے پیر شبیر علی شاہ آف چودہ شریف اور دیگر جید علماء و مشائخ نے اپنے دست مبارک سے النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی صادق آباد راولپنڈی سے فارغ ہونے والے حفاظ کرام اور قرأت نظام کے سرپرستار فضیلت باندھی اور اسناد تقسیم کیں سندھ سمیت مختلف صوبوں سے تجوید و قرأت کا کورس مکمل کرنے والے حفاظ کرام اور مدنی لب و لہجہ میں قرآن مکمل کرنے والے طلباء اس سال فارغ التحصیل ہوئے جلسہ دستار فضیلت سے خطاب کرتے ہوئے عالمِ اسلام کے روحانی پیشوا حضرت علامہ پیر سید شبیر علی شاہ نے کہا کہ دینی مدارس نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور پیر مہر علی شاہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور حضرت شاہ احمد نورانی جیسے علماء پیدا کیے النعیمیہ انٹرنیشنل بھی مسجد نبوی میں قائم ہونے والے سب سے پہلے مدرسہ اصحابِ صفہ کی براہِ رنج ہے اور صوفیانہ طرزِ تعلیم اختیار کر کے اصحابِ صفہ کے مدرسہ کی طرزِ تعلیم اختیار کیے ہوئے ہے میں نے یورپ اور امریکہ میں کئی قاریوں کو جلسوں میں سنا اور لب و لہجہ سے پہچان لیا کہ یہ ہمارے حضرت قاری علی اکبر نعیمی کے شاگرد ہیں النعیمیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی کے فیض یافتگان افریقہ اور



عرب و عجم میں پھیلے ہوئے ہیں آج کل اکثر لوگ دین کو کاروبار بنائے ہوئے ہیں مگر ہزاروں قرآن استاد قاری علی اکبر نعیمی نے اپنی جیب سے بھی مدرسہ پر خرچ کیا ہے اور ماشاء اللہ وہ مدرسہ سے کوئی تحفہ وصول نہیں کرتے ایسے میں تحفہ حضرات کو دوسرے عام مدارس اور انجمنیہ میں فرق جانتا چاہیے انجمنیہ انٹرنیشنل کے ناظم علی قاری محمد اعظم لورانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ قرآن کا پہلا حق اُسے تجوید کے مطابق تلاوت کرنا اور دوسرا حق اس کو سمجھنا اور تیسرا حق اس پر عمل کرنا ہے یہ حق پاکستان میں جامعہ الازہر مصر کی طرز پر اصحاب صفہ کے مدرسہ نبوی کے مطابق انجمنیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی ادا کر رہا ہے انجمنیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی سے سند یافتہ فارغ التحصیل فیض یافتہ قرآن اعظام علماء کرام پی ٹی وی کیو ٹی وی اور دیگر چینلوں پاکستان یورپ کینیڈا افریقہ امریکہ و دیگر ممالک میں ہونے والے جلسوں کانفرنسوں اور ٹی وی چینلوں پر تلاوت کرنے والوں میں اکثریت اسی ادارے کی ہوتی ہے اسی طرح ملک اور بیرون ملک بڑے بڑے دینی مدارس یونیورسٹیز اسلامک سنٹرز میں تدریس کا فرائض سرانجام دینے والے اکثر نعیمی قراء ہیں جو اس مدرسے کا چلتا پھرتا اشتہار ہیں قاری محمد ایوب خان صدیقی تنظیم القراء تحصیل مہاس پور (آزاد کشمیر) نے اپنے خطاب میں صدر پاکستان اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ از خود نوٹس لیتے ہوئے انجمنیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی اور اس جیسے امن پسند پاکستان بنانے والے دینی مدارس کو معقول فنڈ فراہم کرے تاکہ لال مسجد جیسے واقعات خود کش حملے فوج سے لڑائی اور دہشت گردی والے حالات پیدا نہ ہوں انہوں نے کہا کہ چوہدری شجاعت اور پرویز الہی کی سرپرستی میں مخالفین پاکستان کے مدارس کو کروڑوں روپے فراہم کر کے دہشت گردی میں اضافہ کا سبب بنے ہیں جن لوگوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی وزیر مذہبی امور کی طرف سے انہی کو نوازا گیا کل پاکستان محفل حسن قرأت اور فیصل مسجد کے شیعہ میں سائنٹیفک طریقے سے اور دیگر شعبوں میں اولیاء کرام جن کا ہے فیضان پاکستان کے ماننے والوں کو نظر انداز کیا گیا گورنمنٹ پاکستان آئندہ ایسے لوگوں کو پالنا چھوڑ دیں جو خود صدر کی جڑیں کاٹ رہے ہیں انہوں نے وضاحت کی کہ انجمنیہ انٹرنیشنل قرأت اکیڈمی غیر سیاسی ادارہ ہے اور الحمد للہ پورے ملک کی نمائندگی عالمی سطح پر کر رہا ہے انہوں نے خوشخبری سنائی کہ ان شاء اللہ آئندہ سال (۲۰۰۸ء) یکم اکتوبر سے انگلش عربی بول چال کمپیوٹر سیکشن اور پانچ سالہ درس نظامی کا آغاز بھی کر رہا ہے۔

بدیع الزماں اشرف الشانح حضرت مولانا

## پیر غلام قادر اشرفی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحریر..... پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی مہر آباد شریف وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

مدون روتی ہے چشم حسرت اہل چمن سال ہا رسچے ہیں گریاں دیدہ چرخ کہن  
جب کہیں ہوتا ہے پیدا ایک نکل گلبدن بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن  
زندگی رہتی ہے برسوں غوطہ زن در خاک و خون تا زیرم عشق یک دانائے راز آید برسوں  
مسک اہل سنت و جماعت کے لئے عظیم خدمات تحریک شہید سنج تحریک  
پاکستان ختم نبوت کے رہنما مرکز مہر و وفا کشور علم کے تاجدار عقیدے کے معاملے میں  
بڑے بڑے پختہ اور غیر محزون عشق مصطفیٰ ﷺ کے معاملے میں بڑا غیور علم و فضل کے  
باوصف خود ستائی و خود نمائی کی بونہیں زہد تقویٰ اور صوم و صلوة کے پابند احکام شریعہ میں  
اپنے شیخ کی تصویر اتحاد و اتفاق کا داعی جہد مسلسل کے پیکر تصوف میں صوفی باصفا بزم  
تدریس میں گوہر نایاب محفل لطائف میں کشت زعفران میدان خطابت میں طرز بیان  
اچھوتا آواز کانوں میں رس گھولے ہر بات خوشبودار ہر فقرے میں سچے موتی رولے۔  
اپنی ذات میں ایک انسانیت ساز ادارہ غرضیکہ کن کس خوبی و وصف کو بیان کیا جائے یہ اور  
اس جیسی درجنوں خوبیوں کے مالک اشرف الشانح کی ذات گرامی ہے۔

۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء کو حضرت میاں باغ علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں فرید کوٹ  
بھارت میں پیدا ہوئے۔ اپنی اکثر تقاریر میں فرمایا کرتے تھے کہ ”میں مسلم لیگ کا جنم  
ساتھی ہوں۔“ بچپن میں والدین کے سائے سے محروم ہونے کے باوجود اپنے دور کے  
اکابر علماء کی آنکھوں کا تارا اپنے لیے علمی پیاس خوب بجھائی۔

حضرت مولانا مفتی مظہر اللہ خلیفہ مجاز حضرت شاہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ سے  
اکتاب علم کے علاوہ حضرت مولانا یحییٰ چڑیا کوٹی حضرت مولانا سعید احمد شبلی جیسی شخصیات



کا شمار آپ کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔ جامعہ نعیمیہ مراد آباد (بھارت) سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد تدریسی خدمات کا سلسلہ شروع کیا جلد ہی کئی زبانوں پر عبور حاصل کر لیا۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم بھی حاصل کی یوں جدید و قدیم علوم میں مہارت حاصل ہوئی۔ تحریک شدھی میں نمایاں خدمت کے ساتھ ساتھ ۱۹۳۵ء میں تحریک مسجد شہید گنج میں شامل رہے۔ اس تحریک کو نیلی پوٹن کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے لاہور ریلوے اسٹیشن لنڈا بازار میں واقع مسجد شہید گنج ہے اس مسجد کو ”شاہ جہاں“ کے زمانہ میں دار شکوہ کے خانسماں عبداللہ خاں نے تعمیر کروایا تھا حکومت مغلیہ کے زوال کے وقت سکھوں نے جنگ وجدال کا سلسلہ شروع کیا ایمین آباد سے کئی سکھوں کو دیوان لکھپت رائے نے گرفتار کر کے یہاں لا کر قتل کر دیا اس وجہ سے سکھوں نے اس مقام کو مقدس سمجھا اور اسے شہید گنج کا نام دے دیا اور گنڈا سکھ کے ساتھیوں نے یہاں پر قبضہ کر لیا مسلمانوں کی طرف سے اس مسجد کی بازیابی کے لئے مختلف اوقات میں تحریک جلتی رہیں ۱۹۳۵ء میں عدالت نے فیصلہ ملی بھگت سے سکھوں کے حق میں کر دیا یوں اس مسجد کی بازیابی کے لئے تحریک عروج پر پہنچی موچی دروازہ لاہور میں بڑے بڑے جلسے ہوئے مولانا ظفر علی خاں اس تحریک کے روح رواں تھے علماء اہل سنت نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس ضمن میں مولانا ظفر علی خاں نے مجلس اتحاد ملت قائم کی راقم الحروف کے جد امجد حضرت شیخ القرآن پیر ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی گولڑوی اس مجلس کے نائب صدر تھے حضرت اشرف الشارح مولانا غلام قادر اشرفی نے بھی اس تحریک میں کردار ادا کیا اور موچی دروازہ میں ہونے والے جلسوں میں شامل ہوئے کئی ایک علماء کو اس تحریک کے دوران گرفتار کر لیا گیا قائد اعظم کی قیادت میں مقدمہ عدالت میں چلا رہا جو طویل اختیار کر گیا مسلم لیگ کی شہرت پر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء کو مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کلکتہ میں تحریک مجلس اتحاد ملت کو توڑ کر مسلم لیگ میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔

اشرف الشارح حضرت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۸ء میں جب ہندوؤں نے انگریز کی پشت پناہی پر اپنی ریاستوں میں اسلامی اقدار پر مسلمانوں کو عمل

کرنے سے روک دیا اور قتل و غارت کا بازار گرم رکھا آپ فرید کوٹ سے ہجرت فرما کر لالہ موسیٰ ضلع سبھرات پنجاب تشریف لے آئے اور تادم زیست یہاں سے درس و تدریس اور تبلیغ اسلام کے لئے اپنی بے لوث خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔ تحریک پاکستان کے دوران دیگر مشائخ و علماء اہل سنت کی طرح آپ نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ نے لالہ موسیٰ اور اس کے مصفاقات میں واقع قریہ قرینہ گاؤں گاؤں جا کر مسلم لیگ کے حق میں تقاریر کیں اللہ رب العزت نے آپ کی زبان میں ایک خاص قسم کی منہاس رکھی تھی آپ بڑے احسن انداز میں نہایت سادہ الفاظ میں لوگوں کے اجتماع عام میں پاکستان کے حق میں تقاریر کرتے ۳۶-۱۹۳۵ء کے انتخابات میں آپ نے یو سیٹ پارٹی کا زور توڑنے کے لئے علاقہ بھر میں کئی جلسے منعقد کروائے جن سے علماء کرام کے علاوہ سیاسی قائدین خصوصی طور پر خطاب کرنے لالہ موسیٰ آتے رہے ان میں دو نام قابل ذکر ہیں سرفیروز خان نون اور سردار شوکت حیات خاں۔ اس سے ایک بات تو واضح طور پر سامنے نظر آتی ہے کہ سیاسی میدان میں آپ ایک قد آور شخصیت کے حامل تھے کہ آپ کی دعوت پر سیاسی قائدین تشریف لاتے رہے۔

آپ کی تقاریر کے اقتباسات آج بھی اس موضوع پر لکھے جانے والے کتب و رسائل میں ملتے ہیں جہاں علماء و مشائخ کا تحریک پاکستان میں کردار کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اکثر آپ اپنی تقریر کے دوران مسلم لیگ کے پرچم کو لہراتے اور فرماتے ”اس سبز جھنڈے کی کون سنے گا پھر جواب دیتے اللہ پاک سنے گا بڑی بوڑھیاں مکانوں پر کھڑی ہو کر دعائیں دیتی ہیں“ ماں قربان جاوے پتر و سدا جیو اللہ ساوے جھنڈے دی لاج رکھے کالی کسلی والی سرکار دانان چا ہوئے۔“

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۳ء میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا علاقہ بھر میں کئی ایک کانفرنس کا اہتمام فرمایا جمعۃ المبارک کے اجتماع میں خصوصی طور پر اس موضوع پر اظہار خیال فرماتے رہے آپ کی سرپرستی اور قیادت میں متعدد جلوس نکلے جن میں حکومت وقت پر زور دیا جانا کہ مرزائیں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔



حضرت شیخ القرآن ابوالمحافظی خواجہ میر محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کے خصوصی مراسم تھے آپ اشرف الشائخؒ کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ کا شمار حضرت شیخ القرآن کے انتہائی قریبی ساتھیوں میں ہوتا ہے علاقہ بھر کے اندر جب بھی کوئی بد بخت آقائے نامدار تاجدار مدنی شفیع الرحمن آئینہ جمال کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتا یا اہل بیت اطہار صحابہ کرام اولیاء عظام کی شان اور عظمت کے خلاف نازیبا الفاظ بولتا تو آپ خصوصی طور پر حضرت شیخ القرآنؒ کو خطاب کی دعوت دیتے تھے اس کی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۹۴۳ء میں موضع حاتیرہ کلاں مضامین لالہ موسیٰ میں غیر مقلدوں نے اہل سنت کے خلاف اعتقادی اشتہار کو ہوا دی علاقہ کے سنی عوام اس صورت حال میں پریشانی کے عالم میں آپ کے پاس آئے اور صورت حال سے آگاہ کیا یہاں مسئلہ وجہ تنازع یہ تھا کہ اہل سنت غیر مقلدوں کے امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں ادا کرتے اس پر حضرت مولانا غلام قادر اشرفی نے مولوی محمد عبداللہ جو کہ دارالعلوم دیوبند سے فاضل و فارغ ہونے کے باوجود غیر مقلدوں کی حمایت میں پیش پیش تھے اور اس مسئلہ میں بھی غیر مقلد حضرات کا حامی تھا کہ نام ایک خط لکھا۔

محرم ۱۳۶۳ھ

جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب

سلام مستنون واضح ہو کہ آپ کے شاگرد رشید حافظ عبدالرحمن صاحب کی زبانی معلوم کر رہے ہوں کہ آپ علماء اہل سنت و الجماعت کے مقابلہ میں عوام مسلم کے سامنے تشریف لا کر اپنا اسلام ثابت کرنے کے متنی ہیں یہ جزیہ نہایت قابل تعریف ہے حافظ عبدالرحمن صاحب نے زور دارانہ طریق پر مجمع عام میں موضع جاتیرہ کلاں میں آپ کی طرف سے اس کا اظہار کیا ہے۔

لہذا بوجہ مطلع فرمائیں کہ کیا یہ صحیح ہے اور آپ ہمارے جلسہ میں اس مقصد کے لئے تشریف لا سکتے ہیں اگر آپ کو یہ منظور ہو تو تحریر فرمادیں تاکہ اشتہار شائع کر دیا جائے

جس میں آپ کا اسم گرامی بھی درج ہو اور وہاں پر باہمی گفتگو سے اختلاف مٹا کر اتحاد و اتفاق کا موقع نصیب ہو۔

چنانچہ مخالفین کی جانب سے جواب ملنے پر حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ نے حضرت شیخ القرآنؒ کو مناظرہ کرنے کی دعوت دی جس کا باقاعدہ طور پر اشتہار شائع ہوا موضع جاتیرہ کلاں میں وقت مقررہ پر لوگ جمع ہوئے حضرت شیخ القرآنؒ تشریف لے گئے مقابل علماء کرام پوری تیاری کر کے آئے لوگوں کے سامنے میزوں پر کتب رکھی گئیں حضرت شیخ القرآنؒ نے سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ بتائیں غیر مقلد حضرات کے نزدیک اگر جسم کے کسی حصہ سے خون نکل کر بہنے لگے تو وضو ٹوٹ جائے یا نہیں جواب دیا گیا کہ وضو نہیں ٹوٹے گا آپ نے دوبارہ پھر یہی سوال کیا اور یہی جواب ملا۔ حضرت شیخ القرآنؒ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا دیکھو علماء کہہ رہے ہیں کہ ان کے نزدیک اگر جسم سے خون نکل کر بہنے لگے تو وضو نہیں ٹوٹتا دو تین بار اس بات کو آپ نے دہرایا پھر مقابل علماء پر سوال کیا بتاؤ فقہ حنفی کے مطابق اگر جسم سے خون نکل کر بہنے لگے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں علماء نے جواب دیا کہ فقہ حنفی کے مطابق ٹوٹ جاتا ہے اس بات پر آپ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے دو تین بار دہرایا کہ ہمارے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے ان کے نزدیک نہیں ٹوٹتا تو جب ہماری فقہ کے مطابق وضو ٹوٹ جاتا ہے تو پھر ایسے امام کی اقتداء میں نماز کیوں ادا کریں جس کا اس وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے چونکہ یہ مسئلہ کئی ہفتوں سے وجہ تنازع بنا ہوا تھا حضرت شیخ القرآنؒ کے اس ارشاد فرمانے کے ساتھ ہی لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور مذکورہ مولوی کی طرف بڑھے مولانا اپنی لاشمی پگڑی کتب اور دیگر اشیاء چھوڑ کر دوڑ پڑے اور مسجد کے غسل خانہ میں جا چھپے لوگوں نے ان کا تعاقب کیا اور باہر سے مٹی کے ڈھیلے مارنے شروع کر دیے اس پر حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ نے لوگوں سے کہا اسے مت مارو کہیں مری نہ جائے یوں حضرت شیخ القرآنؒ نے چند منٹوں میں مناظرہ فاتحانہ انداز میں ختم کر دیا اور مقابل کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔

ایک بار لالہ موسیٰ میں شیعہ عالم دین مولانا کفایت حسین کا خطاب ہوا شہر میں



ہر طرف اُس کے خطاب کے چہرے ہونے لگے تو حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ نے حصہ عالم دین کے اس اثر کو زائل کرنے کے لیے حضرت شیخ القرآنؒ کو لالہ موسیٰ میں دعوت خطاب دی اور لالہ موسیٰ میں ایک تاریخی جلسہ کا اہتمام کیا رات کو حضرت شیخ القرآنؒ نے مخصوص عالمانہ انداز میں خطاب کے دوران جلسہ لوٹ لیا آپ نے جب مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو کچھ اس انداز سے نکھیری کہ لالہ موسیٰ تو کجا اطراف کی آبادیاں بھی معطر ہو گئیں۔

۲۸ ستمبر ۱۹۶۸ء کو جامعہ نعیمیہ لاہور میں ہزاروں علماء جمعیت علماء پاکستان کے سالانہ ایکشن کے موقع پر حاضر ہوئے حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ بھی علماء کرام کے ایک گروپ کی قیادت کرتے ہوئے وہاں تشریف لائے اس موقع پر حضرت شیخ القرآنؒ کو بلا مقابلہ جمعیت علماء پاکستان کا صدر منتخب کیا گیا اس پر حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ نے حضرت شیخ القرآنؒ کو لالہ موسیٰ میں یکم نومبر ۱۹۶۸ء کو ایک عصرانہ پیش کیا جس میں علاقہ بھر سے علماء کرام کی کثیر تعداد نے شرکت کی عصرانہ کے بعد ایک پریس کانفرنس کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جسے روزنامہ امروز نے نمایاں طور پر شائع کیا اخبار کے مطابق:

”جمعیت علمائے پاکستان کے صدر مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی نے تحریک بحالی جمہوریت پاکستان کے قائدین سے کہا ہے کہ وہ محض اقتدار کے حصول کی کوشش ترک کر دیں اور ایسا کام شروع کریں جس سے ان کے دعوں کی صداقت پر لوگ ایمان لے آئیں وہ اگلے روز لالہ موسیٰ میں ایک عصرانہ کے بعد اخبار نویسوں سے باتیں کر رہے تھے۔ عصرانہ ان کے اعزاز میں مولانا غلام قادر اشرفیؒ نے دیا تھا مولانا ہزاروی نے مزید کہا کہ وہ لوگ جنہوں نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی آج بھی پاکستان کے وفادار نہیں ہو سکتے اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ صرف مخلص رہنماؤں کو آگے لایا جائے اور حزب اختلاف کے ایسے کاموں کے ساتھ ہیں جو عوامی بھلائی کے لیے ہوں انہوں نے مزید کہا ہم ہر اچھے کام کی تعریف اور بُرے کام پر تنقید کریں گے انہوں نے آخر میں خاندانی منصوبہ بندی اور عائلی قوانین پر نکتہ چینی کی اور ملک میں فحاشی اور رشوت کے بڑھتے ہوئے سیلاب

پر تشویش کا اظہار کیا۔“

حضرت شیخ القرآنؒ ”محکمہ اوقاف کی نا انصافیوں، غیر اسلامی عائلی قوانین کے خلاف جو جنگ شروع کی اور سوشلزم کفر ہے کی جو تحریک شروع کی اس میں حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ نے بھرپور ساتھ دیا اور شہر میں کئی ایک اجتماعات کا اہتمام کیا جن سے حضرت شیخ القرآنؒ نے خطاب فرمایا۔ حضرت شیخ القرآنؒ کا وصال ۹ اکتوبر بروز جمعہ المبارک ۱۹۷۰ء کی صبح کو ہوا حضرت ”کا سب سے آخری خطاب لالہ موسیٰ میں ۷ اکتوبر بروز بدھ ۱۹۷۰ء کو ہوا جو آپ نے حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ کی دعوت پر آپ کی مسجد قادریہ رضویہ مین بازار لالہ موسیٰ میں کیا۔ حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ حضرت شیخ القرآنؒ کے باعتماد ساتھیوں میں سے تھے حضرت شیخ القرآنؒ کی دعوت پر حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ مسلسل بارہ تیرہ سال تک عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر چوک ریل بازار وزیر آباد میں تشریف لا کر خطاب کرتے رہے۔ عوام آپ کی تقریر کو بے حد پسند کرتے تھے حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ اعراس مبارک کے علاوہ متعدد بار حضرات شیخ القرآنؒ کے پاس حاضر ہوتے اور مختلف مسائل و سیاسی امور میں باہمی مشاورت کرتے رہتے تھے لالہ موسیٰ شہر میں جمعیت علماء پاکستان کی ذمہ داریاں حضرت شیخ القرآنؒ نے اپنے عہد میں آپ کے ذمہ سپرد کر رکھی تھیں۔

حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی اور حضرت غزالی زماں مولانا سید احمد سعید کاظمیؒ بھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے جس کا اندازہ ان بزرگوں کی باہمی ملاقات اور خط و کتابت سے ہوتا ہے مولانا غلام میاں رسول خطیب ڈیری قارم کھاریاں کینٹ کی روایت نوادرات محدث اعظمؒ میں موجود ہے کہ آپ اپنے گاؤں میں ہر سال ایک جلسہ کا اہتمام کیا کرتے تھے ۱۹۴۸ء میں جلسہ کے موقع پر حضرت محدث اعظمؒ مولانا غلام رسول صاحب کی دعوت پر تشریف لائے اس موقع پر مولانا قاری احمد حسن گجراتی اور حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ لالہ موسیٰ بھی شریک جلسہ تھے اختتام جلسہ پر



رخصت کے وقت حسن اتفاق سے صرف دو گھوڑیاں سواری کے لیے مل سکیں۔ سڑک گاؤں سے کافی دور تھی سب لوگوں نے عرض کیا حضرت محدث اعظمؒ "سوار ہو جائیں لیکن حضرت محدث اعظمؒ" اصرار کرتے رہے کہ مولانا قاری احمد حسن گجراتی اور مولانا غلام قادر اشرفی سوار ہو جائیں میں پیدل ان کے ساتھ چلوں گا لیکن سوئے ادب و محبت کوئی بھی سوار نہ ہوا کیونکہ کوئی صاحب بھی حضرت محدث اعظمؒ کو پیدل اور اپنے آپ کو سوار دیکھنا نہیں چاہتا تھا چنانچہ تینوں علماء کرام نے پیدل سڑک تک کا راستہ طے کیا۔ اس واقعہ سے جہاں حضرت محدث اعظمؒ کی محبت و شفقت کا اظہار ہوتا ہے وہاں حضرت مولانا غلام قادر اشرفیؒ کے علمی مقام کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ابتدائی دور میں اکابر علماء کرام کی نگاہوں میں آپ کی کس قدر اہمیت تھی۔

مشائخ عقیدت کا دم بھرتے ہیں علماء گردن نیاز خم کرتے ہیں حضرت اشرف المشائخؒ ۱۳ اگست اور عید میلاد النبی ﷺ کے ایام کو بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ منایا کرتے تھے چونکہ آپ نے خود تحریک پاکستان میں بے مثال قربانیاں دیں لہذا اس دن کی اہمیت کو آپ اچھی طرح سمجھتے تھے آپ کے کتب خانہ میں موجود آپ کی قلمی تحریروں سے اس دن کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ آپ کے دل میں کس قدر تڑپ موجود تھی کہ یہ دن شیان شان امداز سے منایا جائے اس طرح میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آپ نہ صرف لالہ موسیٰ کے لئے ارد گرد کے علاقوں اور شہروں میں اس دن کو خوب زور و شور اور عقیدت و احترام سے منانے کا اہتمام کرتے بلکہ علماء کرام کو دعوت دیتے جلسہ کے تمام تر انتظامات کی نگرانی حتیٰ کہ جلسہ کے اشتہار کے مسودات تک خود اپنے ہاتھ سے لکھتے ذیل میں میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جامع مسجد عالمگیری کھاریاں شہر میں منعقدہ ایک جلسہ و جلوس کے اشتہار کا مسودہ جو آپ کے کتب خانہ میں آپ کے ہاتھ سے لکھا ہوا موجود ہے پیش کیا جاتا ہے جس سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک یہ کہ آپ دل میں اس دن کی عظمت کس قدر تھی جو آپ کی تحریر کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہو رہی

ہے دوسرے آپ ہر تحریر کو اپنی لائبریری میں محفوظ رکھتے تھے تیسرا اس دن کی عظمت کے پیش نظر آپ اپنے دور کے اکابر علماء کرام کو دعوت دیتے تاکہ اس دن کو شان و شوکت سے منایا جائے چوتھا اس تحریر سے اُس دور کے اشتہارات کا اندازہ بھی سامنے نظر آتا ہے جو آج کل کے اشتہارات سے بالکل منفرد اور جدا ہے اشتہار کا مسودہ درج ذیل ہے۔

### جلسہ میلاد النبی ﷺ

برادران اسلام یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ حضور شافع یوم النور ﷺ کی محبت ہی تکمیل ایمان کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا "تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ ہو۔" کثرت ذکر محبوب باعث تہیور و اظہار عظمت شان نبوی ہے شفا شریف میں ہے جو شخص جس سے زیادہ محبت رکھتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے۔ آیت کریمہ الا بذکر اللہ تطمنن القلوب کے یہ معنی ہیں کہ ذکر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مومنوں کے دلوں کو تسلی ہوتی ہے حضور نے خود اپنا ذکر ولادت صحابہ کے سامنے فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عامر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میلاد شریف کرتے دیکھ کر حضور نے فرمایا حلت لکم شفاعتی تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہو گئی۔ اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے دروازے رحمت کے کھول دیئے اور کل فرشتے تمہارے واسطے بخشش کی دعائیں لگتے ہیں اور جو شخص تمہارا سا کام کرے گا وہ تمہارا ہی سا مرتبہ پائے گا۔ لہذا

مجلس منتظم جامع مسجد کھاریاں نے بتاریخ ۲۱/۲۲ فروری ۱۹۳۲ء بروز ہفتہ اتوار ایک عظیم الشان جلسہ میلاد النبی ﷺ منعقد کرانے کا فیصلہ کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل علمائے کرام نعت خوان عظام تشریف لا کر اپنی دلنواز تقریروں اور روح پرور بیانات سے حاضرین کو مستفید و مستفیض فرمائیں گے۔

(۱) حضرت الحاج مولانا ابوالحق محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی مدظلہ..... (۲) حضرت



الحاج مولانا مفتی احمد یار خان صاحب بدایونی..... (۳) حضرت حافظ سید فضل شاہ صاحب قاضی..... (۴) حضرت مولانا مولوی غلام قادر صاحب اشرفی..... (۵) حضرت سید احمد شاہ صاحب نعت خواں امام مسجد رائیوال۔

جلسہ بروز ہفتہ بعد نماز ظہر شروع ہو جائے گا اور جلوس بروز اتوار ۲۲ فروری ۱۹۳۲ء صبح آٹھ بجے جامع مسجد سے ایک جلوس نکلے گا جو نعت خوانی کرتا ہوا مجوزہ راستہ سے جلسہ گاہ پہنچے گا اس لئے تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ جلسہ اور جلوس کو باریقی اور کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اپنی غیرت ایمانی اور اجتماعی زندگی کا ثبوت دیں۔ اہل دیہات اپنی دینی حمیت اور حضور کی محبت کی بنا پر جلوس میں مع گھوڑوں اور اونٹوں کے شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔

حضرت اشرف المصباح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تقاریر کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں بڑے آسان اور عام فہم انداز میں اپنے نظریات کو اتارتے تھے آپ کے دل میں اتحاد بین المسلمین کی تڑپ تھی جس کا اظہار اُن کی تقریر کے اس اقتباس سے ہوتا ہے ”ہر فرقہ اپنی مذہبی آزادی اور حق کا مطالبہ کر رہا ہے لیکن اس موقع پر اس چیز کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ وطن عزیز میں کچھ اور لوگ بھی رہتے ہیں اور ان کے بھی حقوق ہیں ہمیں یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے اور کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ ہمارا حق اُس وقت تک ہمارا حق ہے جب تک یہ کسی دوسرے کے حق پر ڈاکہ نہ ڈالے اگر ایسا نہ ہو تو حق حق نہیں رہے گا غضب اور ظلم ہو جائے گا اسی طرح ہی یہ آزادی تب تک ہماری آزادی ہوگی جب تک یہ دوسرے کی آزادی سے متصادم نہ ہوگی اگر متصادم ہوگی تو یہ آزادی آزادی نہ رہے گی آوارگی اور غنڈہ گردی ہو جائے گی مادی اعتبار سے ایکہ مثال ملاحظہ ہو۔ ہر شخص کو اپنا پیٹ پالنے کے لئے مال کمانے کا حق ہے لیکن اگر ایک ڈاکو اپنا پیٹ بھرنے کے لئے دوسرے کے گھر ڈاکہ ڈال کر مال حاصل کرے تو یہ اُس کا حق نہیں رہے گا بلکہ ظلم ہوگا۔ یا مثلاً ہر شخص کو زندہ رہنے کا حق ہے لیکن یہ حق اُس وقت تک حاصل ہے جب تک یہ کبھی

دوسرے کی موت تک تجاوز نہ ہو جائے اگر کوئی اپنی زندگی کے لئے کسی دوسرے کو ذبح کر ڈالتا ہے تو پھر اُس کو زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے پھر اُس کا مقام تختہ دار ہے۔

مذہب میں بھی یہ اصول کارفرما ہے کسی کا مذہبی حق اُس وقت تک مذہبی حق ہے جب تک یہ مذہبی حق کسی دوسرے کے مذہبی حق سے متصادم و متعارض نہ ہو اگر کبھی کسی کا مذہبی حق کسی دوسرے کے مذہبی حق کو پامال کر دے تو یہ مذہبی حق نہیں رہے گا ظلم و جور ہوگا اسی طرح ایک فرقہ کی مذہبی آزادی اُس وقت تک مذہبی آزادی رہے گی۔ جب تک کہ یہ کسی دوسرے فرقہ کی مذہبی آزادی کی بربادی کا باعث نہ ہو اگر کبھی کسی فرقہ کی مذہبی آزادی کسی دوسرے فرقہ کی مذہبی آزادی کو پامال و برباد کر دے گی تو یہ مذہبی آزادی نہ ہوگی۔“

حضرت اشرف المصباح ایک صاحب حال بزرگ تھے مریدوں متوسلین اور عقیدت مندوں کے درمیان آپ ”بخی بابا“ کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کی سیرت طیبہ ”محبت مرشد“ کی تصویر اور کمال رابطہ کی ”عملی تفسیر“ ہے ”فنائی الشیخ“ یہ ہے کہ اپنے مرشد کامل کی جملہ عادات و اطوار کو اپنایا جائے چنانچہ آپ نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا ثبوت زندگی میرے سارے جسم و جاں میں کارفرما آپ ہیں الذین یذکرون اللہ فیما ما وقعوراً وعلی جنوبہم کی عملی تفسیر روز و شب خدا کی یاد سے بھرپور رہنے والی ذات بیالیس سال تک لالہ موویٰ میں شمع عشق مصطفیٰ و فروزاں کرنے کے بعد یہ آفتاب ولایت ۱۹۷۹ء میں غروب ہو گیا اور جی ٹی روڈ پر محو استراحت ہیں سڑک سے گزرنے والی ہر علمی و روحانی شخصیت کی آنکھیں جھک کر سلام نیاز ادا کرتی ہیں۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا نور سے معمور یہ خاکی شبتاں ہو تیرا نبیرہ اشرف المصباح صاحبزادہ ضیاء الحسن اشرفی زیب درگاہ قادریہ اشرفیہ کی بدولت اس خانقاہ کی رونقیں آباد ہیں آپ نے حضرت اشرف المصباح کے صاحبزادوں کی کمی کو پورا کر دیا ہے۔

نگاہ ناز جسے آشنائے راز کرے وہ اپنی خوبی قسمت پر کیوں ناز کرے



## دو روزہ میڈیا ورکشاپ

رپورٹ..... عبدالناصر عطاری

کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ میڈیا ورکشاپ کے دوسرے سیشن تاریخ ۶ مئی ۲۰۰۷ء بروز اتوار صبح ۱۰ بجے بمقام سیدنا ہال جامعہ نعیمیہ لاہور میں میں حاضر ہوا اس سیشن کے حوالے سے ذیل میں اپنے تاثرات پیش کر رہا ہوں۔

میڈیا (ابلاغ) سائنسی ایجادات کے باعث وسیع ذرائع کا حامل ہو گیا اور اس کی پہچان اس کے ذرائع ہیں جس کے باعث یہ پرنٹ میڈیا، الیکٹرونک میڈیا وغیرہ کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں ہونے والی نت نئی تبدیلیوں نے نہ صرف اپنے صارفین میں اضافہ کر لیا ہے بلکہ کمپیوٹر کا استعمال وقت کی ضرورت بن گیا ہے لہذا میڈیا ورکشاپ کا انعقاد وہ وقت کی آواز تھی جس کا کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان نے انعقاد کر کے ایک اہم ذمہ داری نبھائی ہے۔

کونسل نے اس ورکشاپ کے حوالے سے خوبصورت دعوت نامہ چھاپا اور لازمی شرکت کے لئے ترقیبی لیٹر جو کہ مکمل نظام الاوقات پر مشتمل تھا تیار کیا جو اس طرف اشارہ تھا کہ کونسل کی انتظامیہ عصری انداز فکر کے حامل افراد پر مشتمل ہے مزید اس نظام الاوقات پر بھرپور عمل کرنے کی کوشش کی گئی۔ راقم کونسل کو ان تمام احسن انتظامات پر خراج تحسین پیش کرتا ہے مگر ایک بات توجہ کی متقاضی ہے کہ ترقیبی لیٹر میں کئی جگہ درود پاک اختصار سے لکھا ہے جو درست نہیں؛ کونسل کو اس بارے میں خاص توجہ کرنی چاہئے کیونکہ ہماری امتیازی شناخت یہی ادب رسول ﷺ، عظمت رسول ﷺ اور عشق رسول ﷺ ہے۔

کونسل نے منعقدہ میڈیا ورکشاپ میں مختلف الخیال نقطہ نظر کے حامل ماہرین و دانشوران حضرات کو مدعو کیا ہوا تھا جنہوں نے کھل کر اپنے نقطہ نظر کا اظہار کیا ورکشاپ میں مدعو مدیران کو چاہئے کہ وہ بیان کردہ حقائق کی روشنی میں اپنے مشن کو کہ ”جس کا محور رابطہ

امام اہل محبت اعلیٰ حضرت ایام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی قدس سرہ  
کا ترجمہ قرآن..... ایک دیوبندی محقق کی نظر میں

تحقیق کتاب کا اصل عکس

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن  
از مولانا احمد رضا خاں قادری

خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن ہے۔ مولانا کی وفات اور طبعیت ان کے ترجمے سے خوب چلیا ہے۔ شروع میں فہرست مضامین قرآن مجید سے اس میں تحت السطور ترجمہ، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن ہے۔ حاشیہ پر تفسیر نوافل القرآن اور مولانا شمیم مولانا دیوبند ہے۔ مولانا حکیم الرحمن رضوی کہتے ہیں:

”حضرت کا سب سے بڑا کام ترجمہ القرآن ہے۔ کاش اس پر تکریر  
ملک کے ساتھ آپ نے ترجمہ فرمایا اس پر حاشیہ بھی لکھتے لیکن قدرت کو یہی منظور  
تھا۔ حضرت احمد رضا خان ”قرآن میں غفر مولانا بصیرت دیکھتے تھے۔ انہوں نے  
اشارے کے کلام میں رسول تدبیر کیا اور اس تدبیر دیکھ کر کاتبیہ حاکم مولانا کو قرآن سے  
نسبت خاص ہو گئی۔ حیرت یہ ہے کہ یہ ترجمہ نقلی بھی ہے اور با محاورہ بھی اس طرح  
نقلیہ ترجمہ کے سلسلہ میں بالخصوص یہ اشعار بھی کیا ہے کہ ترجمہ کنندہ کے مطابق  
جو۔ اور الفاظ کے متعدد معانی میں سے ایسے معانی کا انتخاب کیا جس سے جو آیات  
کے سیاق و سباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہو۔

(محرر) ترجمہ قرآن کا ترجمہ (212، 213)۔  
ایک ایسا کتاب کا نام ہے۔ شریعہ اسلامیہ بازار لاہور

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

انوار رضا لاہور سیری 198/4 جوہر آباد # (41200) پاکستان  
فون: 0092-454-721787  
0300-9429027  
0321-9429027



الہی عزوجل اور ربیب رسالت ﷺ، ادب رسول ﷺ، عظمت رسول ﷺ و عشق رسول ﷺ کا فروغ ہے۔ موثر اور بہتر انداز سے عامۃ الناس تک پہنچائیں تاکہ یہ ملک عشاقان نبی ﷺ پر مشتمل اسلام کا حقیقی قلعہ ثابت ہو۔

اب میں بلا تمہید درکشاپ کے دوسرے سیشن کی کارروائی میں ماہرین اور دانشوران کے نکات بیان کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ بعد تلاوت قرآن مجید اور نعت شریف، نقیب محفل محترم جناب محمد نواز کمرل صاحب (جنرل سیکرٹری کونسل ہذا) نے محترم جناب محبوب الرسول قادری صاحب (صدر کونسل ہذا) کو خطاب کی دعوت دی۔

محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری (صدر کونسل ہذا) نے اپنے خطاب میں دینی صحافت کو مروجہ صحافت سے ممتاز کرتے ہوئے اہل سنت کی دینی صحافت کے امتیاز یعنی فروغ ربیب الہی عزوجل اور ربیب رسالت ﷺ، ادب رسول ﷺ، عظمت رسول ﷺ و عشق رسول ﷺ کو اجاگر کیا۔ محترم جناب بشیر احمد نقشبندی صاحب نے کونسل کے موجودہ ذمہ داران کو قرآن پاک کے آفاقی پیغام

وتعاونوا علی البر والحقوقی نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان دوسرے کی بدکردی اور برائی اور گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

کے تحت باہمی تعاون کو مضبوط کرنے پر زور دیا۔ ان کا خیال تھا کہ گزشتہ وقت میں اس کا فقدان رہا تھا اور باہمی تنازعات کو اور اق سیاه کر کے عامۃ الناس کو اپنے سے دور کرنے کی بجائے جید علماء پر مشتمل (جو فریقین کے لئے قائل قبول ہوں) سے فیصلہ کروا کر معاملہ رفع کر لیا جائے جیسا کہ ہم اس سے پہلے انتظامات کرتے رہے ہیں اس سے قلمی توانائیاں بندھیں اور اغیار کی سازشوں کا قلع قمع کرنے کی فرصت پائیں گے۔

راقم کے خیال میں کونسل کے موجودہ ذمہ داران کو ان تجاویز کا صرف خیر مقدم ہی نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان پر عمل پیرا بھی ہونا چاہیے۔

محترم جناب سعید بدر صاحب نے اہل سنت کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو تاریخی حوالہ جات کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے یہ انقلابی پیغام دیا کہ اب اہل سنت کو ذرائع ابلاغ کے موثر استعمال کو سمجھتے ہوئے اس فیلڈ میں ماہرین پیدا کرنے چاہئیں جو صحافتی اسلوب کو سمجھتے ہوئے اغیار کی ریشہ دوانیوں کا قلع قمع کر سکیں۔

محترم جناب پیر زادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے اہل سنت کی ماضی کی صحافتی تاریخ کو حوالہ جات کی روشنی میں درخشاں قرار دیا اور موجودہ نوجوانوں کو پیغام دیا کہ انہیں اس درخشاں ماضی کو قائم رکھتے ہوئے مزید جدید ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو اسلام کی سربلندی کے لئے بھرپور انداز سے بروئے کار لانا ہے۔

محترم جناب پروفیسر مجیب احمد صاحب نے صحافتی فیضان کو صرف ایک خاص حلقے تک محدود رکھے جانے کو ایک المیہ قرار دیا۔ اور مشورہ دیا کہ اسے تمام حلقوں میں عام کیا جائے تاکہ آئندہ نسل افکار اہل سنت سے روشناس ہو سکے اور اغیار کے جھوٹے پروپیگنڈے کا خاتمہ ہو سکے جو ان کا شیوہ ہے جس کے ذریعے وہ قوم کے ہیروؤں کو زیرو کے طور پر پیش کرتے ہیں اور خود کو ہیرو بنا کر۔

محترم جناب انجینئر سرفراز حفیظ صاحب نے فرمایا: افراد اہل سنت ایک عظیم سرمایہ ہیں ان کو ضائع ہونے سے بچایا جائے اور ان سے بھرپور قلمی، بدنی، وقتی، علمی و مالی تعاون حاصل کیا جائے تاکہ قوت کے ساتھ باطل کا مقابلہ کیا جائے افراد میں بیداری و شعور کی مہم چلائی جائے تاکہ وہ دین کی سربلندی کے لئے تن من وھن قربان کرنے کے لئے تیار رہیں اور اپنی صلاحیتوں کا اس پاک مقصد کے لئے بھرپور استعمال کریں۔ اپنا تشخص برقرار رکھتے ہوئے اور اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے میڈیا کا جائز استعمال کیا جائے۔ ہمارے صحافتی کردار کا دائرہ وسیع ہونا چاہیے روابط کا دائرہ کار بھی وسیع ہونا چاہیے۔ فنڈز کے لئے بھی خاص اہتمام کرنا چاہیے تاکہ معاملات آسانی سے پایہ تکمیل تک پہنچ سکیں۔

محترم جناب ثناء اللہ طبیبی صاحب نے انٹرنیٹ کے حوالے سے گفتگو فرماتے ہوئے اس کے بھرپور استعمال پر توجہ دلائی اور اس سلسلے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے



فرمایا کہ کونسل کو اپنی ویب سائٹ بتانی چاہیے اس کے لئے میری جو بھی معاونت درکار ہو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ مزید یہ فرمایا کہ ہمیں اپنے جرائم میں نصابی نکتہ نظر سے بھی توجہ رکھنی چاہیے تاکہ اغیار کی اس سلسلے میں کی جانے والی سازشوں کا قلع قمع کیا جاسکے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ کونسل کو چاہیے کہ وہ صحت افزا پروگرامز کا انعقاد کرتی رہے مثلاً مستقبل میں اداروں پر انعام سرورق پر انعام وغیرہ۔ راقم یہ سمجھتا ہے کہ محترم جناب ثناء اللہ طیبی صاحب نے بہت حوصلہ مند اور اہم گفتگو فرمائی ہے ذمہ داران کو توجہ فرماتے ہوئے ان سے راہنمائی لینی چاہیے۔

محترم جناب ممتاز طاہر صاحب نے مدبرانہ کی اس طرف توجہ دلائی کہ ایک موثر ادارہ کن صفات کا حامل ہونا چاہیے انہوں نے موجودہ تناظر میں یہ بھی فرمایا کہ پیدا ہونے والے باہمی تنازعات احسن انداز سے حل کرنے چاہئیں تاکہ قلمی توانائیاں اپنوں کی طعن و تشنیع پر خرچ نہ ہوں۔ محترم جناب حسن علی ٹیپو صاحب نے انٹرنیٹ کے حوالے سے گفتگو فرماتے ہوئے اس کے استعمال پر توجہ دلائی اور اس کی افادیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ صحافت میں اس کا استعمال ناگزیر ہے۔

محترم جناب خواجہ افضل کمال صاحب نے سرورق کی ڈیزائننگ کے حوالے سے گفتگو فرماتے ہوئے اسے بہتر سے بہتر بنانے پر توجہ دلائی اور اس کی افادیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ ناظرین کی توجہ کو مبذول کرتی ہے اور ممکن ہے یہ آپ کے جریڈے کو خریدنے پر بھی مجبور کر دے۔ اس کا حتمی استعمال عام ہے مگر اس کا مثبت استعمال بھی فوائد سے خالی نہیں۔

محترم جناب رائے کمال ایڈووکیٹ صاحب نے شکوہ کیا کہ وہ بطور قاری محسوس کرتے ہیں کہ دینی جرائم میں ادبی چاشنی کی کمی ہے لہذا اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ یہ ایک محدود طبقے تک نہ رہے بلکہ عامۃ الناس کے لئے کشش کا باعث بنیں۔ دینی جرائم بزرگوں کی کرامات کا ذکر کم اور ان کی تعلیمات کا ذکر زیادہ کریں تاکہ ان کی

تعلیمات سے عامۃ الناس اپنی ذمہ گئیوں میں تبدیلیاں لاسکیں۔ کمپوزنگ کا معیار اور حسن ترتیب کو بہتر بنایا جائے۔

محترم جناب علامہ امانت رسول صاحب نے فرمایا دینی صحافت کو وسیع مفہوم کے ساتھ سمجھنا چاہیے راقم ان کی اس بات سے متفق ہے مگر اس بات سے اتفاق نہیں کرتا جب وہ دینی صحافت کا مقابل صرف لادینی صحافت کو سمجھتے ہیں کیونکہ اس کے بیچ بدوین صحافت بھی ہے جو دین کے نام پر ہوتی ہے مگر اپنے باطل نظریات کے باعث دین کے لئے ضرر رساں ہے مگر جس طرح میں سمجھا ہوں علامہ صاحب اس صحافت سے رواداری کا مشورہ دیتے ہیں حالانکہ اہل سنت تو پہلے ہی شرعی رواداری کے قائل اور اس پر عمل پیرا ہیں۔ انہوں نے اہل سنت کی نزاعی کیفیت کا بھی بیان کیا جو اس کیفیت کے پیدا کرنے والے ذمہ داران کے لئے توجہ طلب ہے کہ وہ دین کے نام پر اصلاح کے نام سے فساد نہ پیدا کریں۔ راقم علامہ صاحب سے اس بات سے بھی اختلاف رائے رکھتا ہے کہ علامہ صاحب کا یہ شکوہ بجا نہیں کہ دور حاضر میں جدید موضوعات پر لکھنے والے ناپید ہو چکے ہیں حالانکہ ہم میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی ادارتی ٹیم علماء میں علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی، علامہ ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، مفتی فیض الرحمن، علامہ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، علامہ ڈاکٹر ابو بکر صدیق، علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی، علامہ صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی، مفتی محمد اکمل عطا قادری، علامہ شہزاد احمد مجددی صاحبان موجود ہیں اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کو اپنے ارد گرد بھی نظر فرمانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

پروگرام کا اختتام سلام رضا ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ کے نغموں کی گونج سے ہوا اور اس کے بعد دعائے خیر ہوئی اور حاضرین کو تصنیفات علمائے اہل سنت کے تحائف کے ساتھ کونسل کے ذمہ داران نے الوداع کیا۔ میں تہہ دل سے کونسل کے ذمہ داران کو اس پروگرام کے کامیاب انعقاد پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ کونسل کے موجودہ ذمہ داران دی گئی تجاویز کا نہ صرف خیر مقدم کریں بلکہ ان پر عمل پیرا بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ (آمین)



## مدار ایمان و اسلام کیا ہے؟

امام مذہب خنئی سیدنا ابو یوسف رحمہ اللہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں  
 أیما رجل مسلم سب رسول الله أو كذبه أو عابه أو  
 تنقصه فقد كفر بالله وبانت من امراته  
 ”جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی  
 طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب  
 لگائے، یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا  
 کا منکر ہوگا اور اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی  
 دیکھو! کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص  
 شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اس کی جو رو (بیوی)  
 نکاح سے نکل جاتی ہے، کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ  
 نہیں ہوتا؟ سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان  
 میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول، نہ کلمہ مقبول،

والعیاذ باللہ رب العالمین

(حسام الحرمین، امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ)

## جامعہ العمر کنڈیاں

..... ایک مادر علمی کا تعارف اور پس منظر

..... بانی ادارہ، مبلغ اسلام مفتی محمد شفیع الہاشمی

تحریر..... صاحبزادہ قاری محمد بلال الہاشمی (ناظم تعلیمات جامعہ العمر کنڈیاں میانوالی)

دنیا کے نقشے پر دیوبند اور بریلی کی علمی شہرت سے پہلے ہمارے بزرگوں کا  
 سیواں شریف ضلع میانوالی میں مدرسہ تھا جس میں ہمارے بزرگ حضرت علامہ مولانا  
 علی محمد الہاشمی، حضرت مولانا گل محمد الہاشمی اور حضرت مولانا عطاء محمد الہاشمی القریشی جو  
 کہ مولانا عطاء محمد حضوری کے نام سے مشہور تھے۔ دارالعلوم سیواں میں پڑھا رہے تھے  
 اس مادر علمی سے استفادہ کرنے والوں میں حضرت مولانا جان محمد (میل شریف)  
 حضرت مولانا مفتی محمود شوق (پیلیاں) علما رہائین تھے اور معروف دیوبندی عالم حسین  
 علی واں پھراں بھی وہاں پڑھتے رہے۔ ان کو حضوری کہنے کا سبب یہ ہے کہ اگر علماء کسی  
 حدیث میں اختلاف کرتے مثلاً کہتے کہ فلاں حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے یا اس کی  
 حیثیت کیا ہے؟ تو ان علماء میں جو حضرت مولانا عطاء محمد حضوری الہاشمی کہتے کیوں کہ  
 آپ کو حضوری کی کیفیت حاصل تھی آپ کہتے کہ مجھ سرکار رحمہم اللہ سے پوچھنے دو کہ یہ  
 حدیث صحیح ہے یا ضعیف تو آپ سرکار رحمہم اللہ سے پوچھ کر بتا دیتے کہ سرکار نے فرمایا ہے  
 کہ یہ میری حدیث ہے اور اگر حدیث نہ ہوتی تو آپ علماء کو بتاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 کہ یہ میری حدیث نہیں ہے ان بزرگ علماء کے مزارات ضلع میانوالی کے مشہور قبرستان  
 گنڈی شریف جو ہمارا آبائی قبرستان ہے میں موجود ہیں یہاں ہر سال ۱۰ محرم الحرام کو  
 عظیم الشان ”شہید اعظم کانفرنس“ منعقد ہوتی ہے ان بزرگوں کے علاوہ میں پیر طریقت  
 خواجہ سراج دین پیر آف موسیٰ ذکی شریف، خواجہ محمد ابراہیم صاحب، مولانا خواجہ احمد دین



کا نگوی اور خواجہ سراج دین پیر آف سواگ شریف بھی اُن کے تلامذہ میں سے ہیں۔ ہمارا خاندانی اور موروثی روحانی سلسلہ سہروردی ہے اس سلسلہ کے روحانی پیشوا مخدوم محمد عمر الہاشمی الاسدی جن کا مزار شریف گھنڈی شریف میں ہے یہ ہمارے مورث اعلیٰ ہیں اور جن کے اسم گرامی سے ہمارا مرکزی ادارہ جامعہ العمر کنڈیاں منسوب و موسوم ہے آپ اللہ کے ولی تھے اور حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے چچا زاد بھائی تھے اور یوں ہمارا شجرہ فروغ پر نہیں بلکہ اصول پر ختم ہوتا ہے۔ ہمارے بزرگ حضرت مولانا گل محمد صاحب الہاشمی آف سیلوں موسیٰ زئی شریف میں بخاری شریف پڑھا رہے تھے اور اسی درس بخاری شریف کے دوران آپ کا انتقال ہو گیا تو موسیٰ زئی شریف کے لوگوں نے کہا کہ آپ کا مزار شریف موسیٰ زئی شریف میں ہونی چاہیے تو پیر آف موسیٰ زئی شریف خواجہ سراج دین صاحب آپ کے جد خاکی کو ڈیرہ اسماعیل خان موسیٰ زئی شریف میں ضلع میانوالی کنڈیاں کے گھنڈی والے قبرستان میں لے لائے اور کہا کہ گھنڈی والا قبرستان زیادہ مقدس ہے۔ ۱۸۰۲ء میں سیلوں شریف کے ہاشمی علماء نے انگریز کے خلاف فتویٰ دیا تو انگریز مولانا شیر محمد الہاشمی صاحب اور مولانا نور محمود صاحب ہاشمی کو اپنے ساتھ لے گئے اور انہیں سخت و شدید سزائیں دیں۔ ایذا رسانی کرتے رہے حتیٰ کہ کالے پانی میں ان کا انتقال ہو گیا اور ہمارے خاندان کو اُن کی متین تک نہ دی گئیں۔

الحاج مفتی محمد شفیع الہاشمی ایک متقی، پرہیزگار، ذہین اور باعمل شخصیت ہیں اس وقت نائب امیر جماعت اہل سنت یو کے کی ذمہ داری نبھا رہے ہیں آپ نے ۲۰ سال کراچی میں خدمات پیش کیں پندرہ سال جامع مسجد اقصیٰ و دود پوتا روڈ صدر کراچی میں خطابت کے فرائض سرانجام دیئے عظیم آئمہ مساجد اہل سنت کراچی کے پانچ سال ناظم اعلیٰ رہ کر مساجد اہل سنت کا تحفظ کیا آپ دس سال تک جماعت اہل سنت کراچی کے نائب صدر رہے اور اب گزشتہ سترہ سال سے یو کے میں دین اسلام کی خدمت کر رہے ہیں آپ

کی تاریخ پیدائش ۱۹ جولائی ۱۹۳۶ء ہے۔ آپ اجل حافظ قرآن، عمدہ قاری، ماہر درس نظامی اور فاضل عظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان ہیں۔

آپ کی بیعت حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستان عظمت نشان پر ہے آپ مشرباً سروردی قادری ہیں آپ جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال میں ۹ سال اور شاہ والا جامعہ رحمانیہ میں ۳ سال پڑھتے رہے آپ کے اساتذہ میں حفظ استاد حافظ غلام غلیل مرحوم کنڈیاں، تجوید قرأت قاری طفیل احمد حیدر آباد درس نظامی حضرت استاذ العلماء مولانا محمد عبدالحق بندیالوی بندیال شریف، امام الصرف حضرت علامہ شہباز خان صاحب بندیالوی، مولانا محمد سعید بندیالوی ضمن ملتان اور استاذ العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں اس وقت دینی خدمات بحیثیت چیئرمین عالمی شرعی بورڈ یو کے اور چیئرمین شرعی کونسل حضرت سلطان باہو ٹرسٹ برہنہ سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ کی اہم تصانیف میں سے اہم کتاب 'ضرورت بیعت' ہے۔ جامعہ العمر کے نام سے اہل سنت کی عظیم الشان درس گاہ ضلع میانوالی کے کنڈیاں شہر میں قائم کی جہاں سے ہزاروں تشنگان علم، علم حاصل کر کے دین اسلام کی خدمت کر رہے ہیں یہ ادارہ پاکستان کے مرکزہ اداروں میں سے ایک ہے۔ یو کے میں اسلامک سنٹر بھی آپ کی زیر نگرانی چل رہا ہے اور کئی اسلامی پمفلٹ ہزاروں کے تعداد میں مفت ہر سال تقسیم کئے جاتے ہیں۔

### ہدیہ تہنیت

ماہنامہ کاروانِ قمر کراچی کے چیف ایڈیٹر علامہ محمد نصرت خان کوہاٹی کے فرزند ارجمند عزیز گرامی محمد امجد خان کوہاٹی ۱۸، ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۷ء (بروز بدھ جمعرات) کو رشتہ ازدواج سے منسلک ہو گئے ان کی دعوت و لیمہ کے موقع پر نہایت روح پرور مجلس میلاد و نعت کا اہتمام کیا گیا جو ان کے مستقبل کے لئے نیک شگون اور باعث برکت ہے۔ ہم دل کی عمیق و اتھاہ گہرائیوں سے انہیں ہدیہ مبارک باد پیش کرتے ہیں خداوند متعال انہیں اپنی خصوصی برکات و عنایت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ)



### قطعہ تاریخ رحلت

یا کبیرہ ہندار شرف اہل سنت

نادر روزگار علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری <sup>1428ھ</sup>

2007ء

نہضت میں ہے تمنا کے لادیب زندگانی  
جانا ہے ہر کسی کو اک روز اس جہاں سے  
انسان ہے مرفوع اسے دوست بے یمن کا  
اٹھا جہاں سے اہل فضل و کمال عالم  
تسبیح دین حق کا حاصل تھا اس کو ملک  
تحقیق میں بھی اُس نے اپنے بٹائے سکے  
تقریر میں تھا اس کی مسجد کی کاغذیہ  
تدوین و تدوین اس کا محبوب مفضل تھا  
مقبول عام اس کے حدود و جہت تھے تراجم  
بیکر تھا سادگی کا ملت وہ شرف تھا  
روح رواں کبھی تھا وہ مجلس رضا کا  
پہنچا اسی کے باعث میں بزم نمونی میں  
طرز عمل ہمیشہ اس کا تھا مقتدا  
سے غم و اندوہ قادری شرف ہے

2007ء  
آدھی اٹھائیں مانتوں کو اپنے اپنے  
ہجرت ہے یہ "قبر شرف اہل سنت"

1428ھ

جل بسا ہے آج دار فانی سے  
بیکر علم و عمل ، بندہ رب غفور  
سال تیر جیل بہ تم ہر ملا و ہر جیل  
کبر و اخلاص منش قادری ہجرت

2007ء

ہر اک کی زبان پر ہیں ان کے محاسن  
کریں سب ہی محسن شیخ الحدیث  
سن وصل پر غریب سے ہر محل  
ندا آئی تدفین شیخ الحدیث

2007ء

### چند یادیں چند باتیں

محسن اہلسنت یادگار اسلاف مرشدی شرف ملت استاذ العلماء

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ

در قلم..... صاحبزادہ محمد عرفان تو گیدوی متعلم جامعہ نظامیہ رشویہ لاہور

جو بہار ملتی تو پوچھتا کہ کہاں وہ کیف نظر گیا

وہ صبا کی شوخیاں کیا ہوئیں وہ چمن کا حسن کدھر گیا

کل نفس ذائقہ الموت کے ارشاد ربانی کے تحت ہر ذی روح نے موت کے  
بل کو عبور کرنا ہے۔ حیات مستعار کے لمحات گزار کر عالم فناء سے عالم بقا کو روانہ ہونا ہے  
جب پہلا انسان بزم حق کی زیست بنا تو اسی وقت سے جانے کا بھی سلسلہ شروع ہو گیا۔  
روزانہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ رخت سفر باندھ کر خالق حقیقی سے جا ملنے ہیں لیکن! ان  
میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے رخصت ہوتے ہی بزم ہستی کا رنگ پھیکا  
پڑ جاتا ہے۔ چمن انسانیت پر خزاں کے بادل منڈلاتے نظر آتے ہیں فضا سو گوار ہو جاتی  
ہے یہ نوگ اس کاروان ذوق و شوق کے ہم سفر ہوتے ہیں۔ اسی کاروان عشق و ہستی کے  
ایک ہم سفر آفتاب علم و حکمت محسن اہلسنت یادگار اسلاف پاکستان مسلک رضا مرشدی  
شرف ملت استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری رحمۃ اللہ  
بھی تھے۔ جو آسمان علم و حکمت پر مہر تاباں بن کر چمکے اپنی خیمہ یا شیموں اور نور افشانیوں  
ت ہزاروں دلوں کو منور کرنے کے بعد ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ یکم ستمبر ۲۰۰۷ء ہفت کے  
روز ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ انا لله وانا اليه راجعون

یوں تو سبھی رنجے ہیں موت کے منتظر اچانک تیری موت نے سب کو زلا دیا  
ہوئے نادر و بے نشان کیسے کیسے زمیں کھا گئی آسمان کیسے کیسے



نہ گور سکندر نہ ہے قہر دارا مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے  
مرشدی شرف ملت علیہ الرحمۃ کی صورت میں ایک عظیم ہستی ہم سے رخصت  
ہوئی ایسی ہستی جس کے لئے زمانہ صدیوں چشم براہ رہتا ہے جس کے لئے قلوب سراپا  
آرزو اور نگاہیں مجسم انتظار بن جاتی ہیں۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے کیا ہی  
خوب کہا ہے کہ:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ و پیدا  
آپ العلاء و رثہ لانیاء کے حقیقی مصداق تھے۔ جس کی زیارت رویت  
بلال سے کم نہ تھی جس کی ہر تحقیق عقیدہ اہل سنت تھی۔ جس کی ذات درس نظامی کی  
ضرورت و اہمیت تھی۔ جو صف علماء میں جلیل القدر اساتذہ میں سے تھے۔ وہ ہستی جو عالم  
اسلام کے لئے قدرت کا عظیم عطیہ تھی۔ جس کی حیات کا ہر لمحہ اہل علم کے لئے سرچشمہ  
فیض و برکت تھا۔ وہ جو ہدایت کا مینار اور عزم و ہمت کا سنگ میل تھا جو جہالت کی گٹھائوں  
میں علم کا بدر منیر تھا۔ وہ جو اہل باطل کے لئے شمشیر برہند اور اہل حق کے لئے رحمت کا  
سایہ تھا۔ جس کی حیات مبارکہ علم و عمل، استغناء توکل، خلوص و ایثار، ورع و تقویٰ، عاجزی  
و انکساری، صبر و دنیا و عفت و پاکبازی کی ایسی مبسوط کتاب تھی جس کی ہر سطر آنے والوں  
کے لئے درس عمل اور جس کا ہر نقش نسل نو کے لئے ایک سبق تھا۔ وہ عظیم ہستی جس نے  
تقریباً چالیس سال تک علم و عرفان کے موتی لٹائے اور ہر خاص و عام کو علم کی گوہر  
پاشیوں سے مستفید کیا۔ جو ایک طویل عرصہ تک علم و حکمت کے آسمان پر نیر تاباں بن کر  
چمکا اور ملک کے آفاق و اطراف کو علم کے نور سے روشن کرتا رہا۔ جو اپنے غیر معمولی  
کارناموں کی بدولت تاریخ کے صفحات پر انٹ اور گہرے نقوش چھوڑ کر رخصت ہوا۔ مگر  
ان کے فیوض و برکات قیامت تک جاری رہیں گے کیونکہ آپ نے مسند تدریس پر فائز ہو  
کر وہ باکمال علماء تیار کئے جو ان کا نام روشن کرنے کے لئے کافی اور آپ کے حق میں  
مستقل صدقہ جاریہ ہیں۔

میں اہل سنت و جماعت کے مرکزی ادارہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں درجہ  
رابعہ میں داخل ہوا۔ تو پتہ چلا کہ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف میں مرشدی شرف ملت  
علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں ماہانہ محفل جمعرات کے دن ہوتی ہے۔ مجھے بھی جانے کا اتفاق  
ہوا جب دارالعلوم حزب الاحناف میں داخل ہوتا ہوں تو دربار شریف کے اندر مرشدی  
شرف ملت علیہ الرحمۃ اپنے مریدین کو فیض یاب فرما رہے ہیں۔

میرے ذہن میں ایک سوال نے جنم لیا اور کافی دیر تک میں یہ سوچتا رہا کہ  
شرف ملت حضرت سید ابوالبرکات شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مرید ہیں یا علامہ سید محمود  
احمد رضوی کے ابھی یہ سوال میں مرشدی شرف ملت علیہ الرحمۃ سے پوچھنا ہی چاہتا تھا جب  
میں مرشدی شرف ملت علیہ الرحمۃ کے دست بوس ہوتا ہوں تو خود ہی مجھے فرماتے ہیں کہ  
میں سید ابوالبرکات شاہ صاحب کا مرید ہوں۔ آپ صاحب فراست ہستیوں میں سے  
تھے۔ آپ حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ”مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ خدا  
کے نور سے دیکھتا ہے“ کے حقیقی مصداق تھے۔

شمع کشتہ کو جلا سکتی ہے موج نفس ان کی الٹی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں  
حضرت شرف ملت رحمہ اللہ کے اساتذہ کرام میں بڑی بڑی شخصیات کے نام  
آتے ہیں مثلاً محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد چشتی  
قادری رضوی علیہ الرحمۃ (فیصل آباد)، حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی علیہ الرحمۃ  
فیصل آباد، رئیس المدرسین استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا عطاء محمد چشتی گولڑوی بندیاوی  
علیہ الرحمۃ، مخدوم اہلسنت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری  
رضوی ہزاروی علیہ الرحمۃ، ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور حضرت علامہ مولانا مفتی محمد  
امین صاحب مدظلہ جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد اور حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی  
صاحب مدظلہ وغیرہ

۲۵ مارچ ۱۹۷۰ء کو آپ نے حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ مولانا سید



ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمۃ کے دست حق پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ سے منسلک ہوئے۔

آپ کی علمی و قلمی خدمات کا احاطہ کرنے کے لئے تو ایک دفتر درکار ہے تاہم چند کتابوں کے نام یہ ہیں تذکرہ اکابر اہلسنت، سوانح سراج الفقہاء، البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، زندہ و جاوید خوشبوئیں، شیشے کا گھر، یاد اعلیٰ حضرت، الرضاۃ حاشیہ مرقاۃ، مدنیہ العلم، حاشیہ تحفہ نصائح، حاشیہ بدائع منظوم، حاشیہ نحو میر، حاشیہ کردیما، حاشیہ نام حق، ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد نمبر ۱ اور آخری ایام میں ترجمہ قرآن مکمل کیا۔

یوں تو آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے البتہ چند معتبر اور نامور تلامذہ یہ ہیں استاذ العلماء مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی، استاذ العلماء مولانا محمد صدیق ہزاروی، پاسہاں مسلک رضا حضرت علامہ مولانا حافظ محمد خادم حسین رضوی، حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری، شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ لاہور، استاذ العلماء مولانا مفتی احمد دین توگروی (لاہور)، مولانا حافظ محمد عبدالغفور گولڑوی (ناظم اعلیٰ جامعہ حنفیہ غوثیہ چوہان روڈ لاہور)، مولانا غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی (جامعہ نعیمیہ لاہور)، استاذ العلماء مولانا محمد عبداللہ چشتی گولڑوی، مولانا محمد طاہر تبسم قادری اور مولانا محمد ہاشم علی نظامی وغیرہ۔

آپ کی نماز جنازہ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ (راولپنڈی) نے داتا دربار کے احاطہ میں پڑھائی اور پھر آپ کو آپ کے گھر ٹھوکر نیاز بیگ نالہ زار لاہور میں دفن کیا گیا۔

الحمد للہ عزوجل فقیر تو گیری (محمد عرفان) کو بھی آخری دیدار نصیب ہوا اور اپنے ہاتھوں سے مرشدی شرف ملت علیہ الرحمۃ کے جسد اقدس کو لحد میں اتارا۔

خلوص لطف و احکم پہ جس کے پیار آئے اسے بھی کل قبر میں ہم اتار آئے  
بیاباں کرے تو جذبات میں نکھار آئے قلم چلائے تو عقائد میں بہار آئے  
پھر اک بار لٹا قافلہ محبت کا پھر اک بار ہم الفت کی بازی ہار آئے

ایک ہم سبق کے قلم سے

## حضرت شرف ملت کی یاد میں

از قلم..... علامہ الحاج مفتی محمد شفیع الہاشمی (چیمبرمین، عالمی شرعی بورڈ یو کے)

استاذ العلماء شرف ملت حضرت علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری کو اللہ تعالیٰ نے جو اوصاف عطا فرمائے تھے وہ ہر دور میں اہل قیادت کی ضرورت ہوا کرتے ہیں وہ ایک عالم باعمل تھے ہر وقت اتحاد اہل سنت کے لئے کوشاں رہتے تھے ان کی تصانیف ہمارے مسلک کے لئے عظیم سرمایہ ہیں آپ جیسے پاکیزہ صفات لوگ دھرتی پر روز بروز پیدا نہیں ہوتے ان کا اس دنیا سے چلے جانا یقیناً ایک عظیم سانحہ ہے ہندیال شریف میں آپ میرے استاد بھائی اور ہم سبق تھے ان میں خوبیاں بہت تھیں وہ مجاہدانہ سوچ رکھتے تھے اس زمانے میں بھی متحرک رہنا، علم کے ساتھ قلبی وابستگی رکھنا، تحقیق کا شوق اور جستجو رکھنا، طبیعت میں نرمی، خور و نوازی، بڑوں کی عزت و احترام، اہل قلم کی قدر اور آپ کا علمی مطالعہ قابل رشک تھا کسی بھی موضوع پر اُن سے بات کی جاتی تو آپ علمی حوالے سے اکثر راہنمائی فرمایا کرتے تھے اُن کی وفات کے بعد ہم اپنے عظیم محسن بلکہ عظیم رہنما سے محروم ہو گئے ہیں برطانیہ کے علماء کرام نے اُن کے ایصالِ ثواب کے لیے مختلف پروگراموں کو ترتیب دیا اور اُن سے محبت اور پیار کا عملی ثبوت دیا اللہ پاک اُن کے صاحبزادوں، شاگردوں اور خاندان کے لوگوں کو اُن کی وفات پر صبر عطا فرمائے اور اہل سنت و جماعت کے اس غلا کو پورا فرمائے۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ وہ بلند پایہ عالم دین اور مجاہدانہ سوچ کے مالک تھے کہ آپ کی وفات پر تمام مکتبہ فکر کے لوگوں نے اظہارِ تعزیت کیا ہے آپ کی وفات سے ملک کے دینی، تعلیمی حلقوں میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ بڑی مشکل سے پُر ہو سکے گا مرحوم ایک عظیم مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مستقل مزاج اور بہت ساری صفات کے مالک عظیم



انسان تھے جب اُن کی خدمات دینیہ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے آپ نے ہر میدان میں اور ہر شعبہ میں اپنا مقام پیدا کیا آپ مدرس بھی تھے مصنف بھی تھے آپ میں اللہ تعالیٰ نے وہ خوبیاں رکھی تھیں جو عام انسان کی سوچ سے بالاتر ہیں آپ کے ایصالِ ثواب کے لئے محفلِ قل شریف کے پروگرام میں آپ کا ایک پڑوسی پروفیسر احمد احوال نے رو رو کر آپ کے اخلاق اور عاجزی کو بیان کر رہا تھا اس نے کچھ اس طرح شکل دی کہ آپ کی زندگی حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے تابع تھی انہوں نے بتایا تھا کہ جب ہم نے ان کی گلی میں گھر خریدا تو میں نے ایک دوست سے پوچھا کہ اس گلی کی کوئی خاص بات؟ تو انہوں نے کہا کہ خاص بات یہ ہے کہ حضرت شرفِ ملت ہمارے پڑوسی ہیں مجھے آپ کے اخلاق اور آپ کی عاجزی نے اس وقت متاثر کیا جب میری والدہ آپ کے گھر گئیں اور دودھ کے ناقص ہونے کا ذکر کیا، جس پر شرفِ ملت نے کہا آپ فکر مت کریں میں اپنے گھر کے لئے دودھ لاتا آپ کے لئے بھی میں لیتا آؤں گا آپ ہر روز اپنا دودھ لاتے اور مسایہ ہونے کے ناتے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ہمارے گھر ہمیں دودھ پہنچاتے رہے میری والدہ نے ایک دن بتایا کہ ہمارے پڑوس میں ایک بزرگ ہستی ہیں ہمارا دودھ بھی وہ لاتے ہیں جب مجھے پتہ چلا آپ کے اخلاق اور عاجزی کو دیکھ کر تو میں رو پڑھا اور امی کو بتایا کہ یہ تو شرفِ ملت اور استاذ العلماء ہیں تو بے شک آپ کی زندگی حضور پاک ﷺ کے اسوۂ حسنہ تھی اور آپ کے ہمسائے آپ کے حسنِ اخلاق کے بارے میں بتاتے ہوئے رو پڑتے ہیں۔ شرفِ ملت ایک عظیم انسان تھے ہم اکٹھے بندیال میں کافی عرصہ ہم سبق رہے آپ نے دین کی جو خدمت کی اسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور برطانیہ کے مسلمانوں نے شرفِ ملت کے ایصالِ ثواب کے لئے کئی پروگرام تشکیل دیے اور یہاں پر آپ کے جاننے اور پہچاننے والے کافی تعداد میں لوگ آپ کی وفات پر افسردہ، رنجیدہ اور غمگین ہیں اور تعزیت گزار رہے ہیں یہاں لوگوں نے آپ کے درجاتِ بلندی کے لیے دعائیں کیں اللہ پاک آپ کے صاحبزادوں اور خاندان کے لوگوں اور آپ کے شاگردوں کو صبر عطا فرمائے اور جماعتِ اہل سنت کے اس خلاء کو پورا فرمائے (آمین) میں حضرت کے صاحبزادگان ڈاکٹر صاحبزادہ ممتاز احمد سریدی، صاحبزادہ مشتاق احمد، صاحبزادہ عمار احمد، مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادیوں سے خصوصاً تعزیت کرتا ہوں۔ خدا انہیں صبر اور اس پر اجر عطا کرے۔ آمین

# الجمهورية الغالبية

فی

## الأسانيد العالية

جمعہ اور تبہا

محمد عبدالحکیم شرف (نفاوری)

خادم الحديث الشريف، بالجامعة النظامية الرضوية لاہور۔ پاکستان

اہم بطعہا

ممتاز أحمد سیدی

الباحث بجامعة الأزهر الشريف



التاريخ ١٨ من ربيع الثاني  
١٤٢٥ هـ

## الإجازة

الحمد والشكر دائماً أبدياً، صل على سيدنا و مولانا محمد سرمد، الذي أفهم  
فصحاء عدنان و بلغاء فحطان بفصاحته و بلاغته و معارفه و على آله و أصحابه أجمعين و من تبعهم  
باحسان إلى يوم الدين من الأئمة المجتهدين و المحدثين.

أما بعد فإن السيد الفاضل **الأديب المؤرخ مدك محبوب الرسول قادري حفظه الله تعالى**

قد أحسن الظن بي فطلب مني أن أجزه في جميع مروياتي عن مشايخي وإن لم أكن لذلك أهلاً.

فيقول العبد الفقير إلى ربه محمد عبد الحكيم شرف القادري ابن المولوي الله دتار معناه عطاء الله،  
هو شيار يورى: إني أجزته بكل ما تجوز لي روايته من معقول و منقول و فروع و أصول كما أجازني بذلك  
أجلة مشايخي وجاء أن يقشو العلم و أنال منه دعوة صالحة تشملني مع دوام التوفيق و حسن الختام في  
جوار سيد الأنام عليه أفضل الصلاة و السلام و فيما يلي أسماء الأشياخ الأعلام، على أنني أذكر أولاً  
مشايخي من الحرمين الشريفين و العالم العربي و أذكر ثانياً مشايخي من باكستان و الهند و بعد ذلك  
أذكر مشايخي المجيزين في الطريقة و كل ذلك من باب التماس بركة الاتصال بالحبيب المصطفى  
عن طريق المشايخ المسنين، أسأل الله العظيم أن يشرح صدرى و يفعلي بما علمني و يعلمني ما لم  
اعلم و الله على كل شيء قدير.

أولاً: مشايخي من الحرمين الشريفين و العالم العربي

١- أجازني فضيلة الشيخ العلامة المعترف فضل الرحمن المدني في الحديث و العلوم الإسلامية و قد  
أجازته شيخه و والده العارف بالله مولانا ضياء الدين أحمد المدني الذي أخذ الإجازة في الحديث و  
العلوم الإسلامية من عدة منهم الإمام الأكبر أحمد رضا خان الحنفى القادري البريلوى (١). و قدوة  
الأولياء، المشتهر بسيدنا الشيخ عبد القادر الجيلاني، السيد الشريف النباه على حسين الاشرقي

(١) انظر ترجمته في الملحق.

الكوشوى و الإمام يوسف بن اسمعيل النيهاني و الشيخ أحمد الريفى و الشيخ أحمد الشمس الشنيطى  
و صدر الدين الحسنى و أحمد الشريف السوسى وغيرهم.

٢- و شرفنى بالإجازة عالم الحجاز السيد الدكتور محمد علوى الحسنى المالكي فى عام ١٤١٦ هـ  
و أسانيده العالية مسطورة فى تصانيفه مثل " الطالع السعيد " وغيره و قد ذكر الشيخ المعترف فوق المائة  
ضياء الدين أحمد المدني ضمن أسماء من يروى عنهم و قال عن مسنده: إنه عال جداً يروى عن عدة منهم  
الشيخ أحمد رضا خان البريلوى عصرى الدحلان.

٣- و أجازنى الشيخ المعترف المسقى الاعظم بالعراق فضيلة الأستاذ العلامة عبد الكريم اندرس  
بالحضرة القادرية بغداد (١٤٢٣ هـ) و أجازته الشيخ عمر القرداغى عن الشيخ العلامة محمد نجيب  
القرداغى و هو أخذ الإجازة عن عمه سيد المحققين الشيخ حسن عن العلامة المشتهر فى الآفاق  
مفتى العراق مولانا محمد الزهاوى.

٤- و أجازنى كذلك فضيلة الشيخ / أحمد نصيب المحاميد (أحد أعلام الشام) و هو مجاز عن المحدث  
الأكبر بدر الدين الحسنى و المربي الكبير الشيخ على الدقروا الأصولى الشيخ محسود العطار وغيرهم  
و أسانيدهم مسطورة فى " فتح العلام بأسانيد و مرويات مسند الشام " (١٣١٠ - ١٣٨١ هـ) كما ألفه تلميذه  
محمد بن عبد الله آل رشيد.

٥- و أجازنى فضيلة الشيخ محمد تيسير بن توفيق المخزومى الشافعى المكي أصلاً و الدمشقى مؤلفاً  
(١٤٢٠ هـ) و الذى يروى عن كثيرين، أورد أسماء مشايخه فى " إجازته " منهم محمد حميل بن محمد على  
الكردى القادري العالم المفضل المربي يروى عن أبيه بسنده إلى العارف بالله سيدى عبد القادر  
الجيلاني رحمه الله تعالى.

٦- و أكرمنى بالإجازة فضيلة الشيخ عبد الرحمن محيى الدين عبد الله مؤيد الكيلاني "صاحب السجادة  
القادرية" و متولى الأوقاف القادرية (١٤٢١ هـ) و قد أخذ الإجازة من أبيه العلام و من فضيلة الأستاذ  
الدكتور / محمد حسين الذهبى أحد علماء الأزهر الشريف

٧- و أجازنى فضيلة الشيخ محمد على مراد المهاجر المدني، أحد أعلام الشام و الذى توفى بالمدينة



النورة ودفن بالبيع. يروى عن كثيرين ومن بينهم عم والده الشيخ احمد مراد ويصل سنده إلى تيسر الأثر.  
الشيخ إبراهيم الباجوري والشيخ محمد سعيد النعمان مفتي حماد والشيخ محمد توفيق الأناسي مفتي  
بلدة حمص والشيخ محمد أبو اليسر عابدين مفتي الجمهورية السورية وهو من أسرة خاتمة المحققين  
في الفقه الحنفي الشيخ محمد أمين بن عمر بن عابدين والشيخ محمد زاهد الكوثري والشيخ احمد  
الصادق الغماري والشيخ (مجاهد المنة) حبيب الرحمن القادري الهندي والداعية الاسلامي الغامسي  
مولانا الشاه عبد العليم الصديقي الميرني (والد العلامة الشاه احمد النوري) والشيخ احمد  
احمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي وغيره من اكابر العلماء والمنتسبين.

٨ - واجازني فضيلة الأستاذ الدكتور / سعد سعد جاويز استاذ الحديث النبوي الشريف بكلية أصول الدين  
جامعة الأزهر الشريف وذلك في عرة شهر ذي الحجة ١٤٢٠ هـ والذي أخذ الحديث من فضيلة الشيخ  
العلامة محمد ياسين الفاداني المكي، و أسانيده مذكورة في "الأسانيد المكية" لكتب الحديث والسير  
أشعشع المحسنين "و العند القريب من حواجر الأسانيد" و "أسانيد الكتب الحديثية السبعة" و زيارات  
في مجموعة المسدسات والاوائل والأسانيد العالية.

وقد اجاز الأستاذ الدكتور سعد سعد جاويز فضيلة العلامة عبد الله محمد الصديق النميري حاد  
عنوه الإسناد والجامع لطرق المغاربة والسناقة في عصره.

٩ - واجازني فضيلة الأستاذ الدكتور صاء الدين الكردي القسبي استاذ العقيدة و فلسفة بكلية  
أصول الدين جامعة الأزهر في (١٤٢١ هـ) والذي نال الاجازة من فضيلة الشيخ العلامة محمد ياسين بن  
محمد عيسى الفاداني المكي استاذ الحديث والإسناد بدار العلوه الدينية بمكة المكرمة.

١٠ - واجازني مسند الديار انجليزية المحدث العلامة / احمد بن محمد سر دار الحلبي الشافعي مدير  
المكتبات الوقفية الإسلامية بحلب بسائر مقروءاته عن مشايخه ومسوغاته منهم و مروياته عنهم  
والتي أوردتها في كتاب "الدرر والجوهر الغوالي من عنوه والأسانيد الغوالي" وهو مجاز عن نسخ  
محمد ياسين الفاداني المكي نحسى.

وقد حصلت لي هذه الاجازة من وكيله فضيلة العالم الشاه خالد عبد الكريم التريكي.

حفظه الله تعالى المقيم بمكة المكرمة سنة ١٤١٤ هـ.

١١ - واجازني فضيلة الشيخ عبد الرحمن بن أبي بكر الملا من أجلة علماء الاحساء، بالمعوية العربية

١٢ - واجازني فضيلة الشيخ عبد الله إبراهيم العلابيني مفتي قطنا من اعلام الشاه.

١٣ - وسعدت بالاجازة من فضيلة الشيخ محمود عبد الغني عاشور وكيل الأزهر (١٤٢١ هـ) وهو مجاز  
عن فضيلة الشيخ محيى الدين عبد الحميد عميد كلية اللغة العربية بجامعة الأزهر الشريف ونه أكثر  
من مائة مؤلفات.

١٤ - وتشرفت بالاجازة من الداعية الإسلامي الكبير فضيلة الشيخ السيد يوسف السيد هاشم الرفاعي  
واحد من أجلة علماء الكويت وشيخ الطريقة الرفاعية بها. وتدرجت معه واجازته السيد العلامة  
عبد القادر احمد السقا باعلوي الحضرمي الحسني والسيد العلامة محمد مكي بن محمد جعفر  
الكتاني الحسني والشيخ عبد اللطيف بن العلامة الشيخ محمد صالح فرفور الحسني. خليفة محدث الشام  
الشيخ بدر الدين الحسني والعلامة الشيخ محمد بن السيد علوي المالكي الحسني عالم مكة المكرمة.  
١٥ - واجازني فضيلة الشيخ السيد يوسف بن السيد محيى الدين البخور الحسني شيخ الطريقة القادرية  
الدرقاوية العلوية (نزيل كندا).

١٦ - واجازني فضيلة الدكتور عبد الغفور الإمام والخطيب والمدرس بجامع الإمام الأعظم أبي حنيفة  
ببغداد في (١٤٢١ هـ) واجازته مفتي العراق الأعظم الشيخ عبد الكريم المدرس والعلامة الشيخ صفاء الدين  
عبد الله شيخ الحلقة القادرية وتلميذ الشيخ العلامة عبد القادر الخطيب.

١٧ - واجازني فضيلة الشيخ السيد صباح احمد إبراهيم الحسني امام وخطيب ومدرس ومتولى حضرة  
إمام ابو يوسف رحمه الله تعالى ببغداد (١٤٢١ هـ) وهو مجاز من كبار علماء بغداد.

ثانياً. مشايخي من باكستان والهند

١ - وأكرموني بالاجازة استاذي الحليل، استاذ العلماء. رئيس المدرسين العلامة عطا محمد الجشتي  
الكلهروزي البندياتوي ابن الله بخش والذي تشرفت بفضل الله تعالى بالمشول بين يديه تعلماً وخدمته  
أربعة أعوام تقريباً وتلقيت عنه النحو والبلاغة والمنطق والفلسفة والهيئة والكلام والهندسة والفقه



وأصوله والمنظرة وعرضت عليه تفسير الجلالين والتفسير للبيضاوي ومشكوة المصاييح والجامع للإمام الترمذي — رحمه الله تعالى وجزاه عنا وعن جميع المسندين — أجازني إجازة عامة تامة بكل ما تجوز له روايته من كتب الحديث والجوامع والسنن والمسانيد وغير ذلك من كتب التفسير وعلومه والفنون الإسلامية كما أجازته مشايخه الكرام يروى عن:

(أ) الفاضل العلامة عبد القادر عبد الزاق الخطيب بجامع الامام الأعظم ببغداد وهو يروى عن كثيرين منهم العلامة الشهير في كل ناد، شيخ مدينة الحدياء، الحاج أحمد بن العلامة الشيخ عبد الوهاب الجوادى، عن شيخه مهاجر الحرمين الشريفين العلامة المحدث الشيخ عبد الحق الآله آبادى ابن مولانا المولوى شاه محمد، عن العلامة المحدث محمد قطب الدين المكي الدهلوى، و العلامة المحدث عبد الغنى الدهلوى المدنى وغيرهما، وأسانيدهما مذكورة فى "حضر الشارذ" و "الانتباه" و "البائع الجنى" و "العجالة النافعة" وغيرها.

(ب) السيد الفاضل عبد القادر عبد الرزاق الخطيب بجامع الإمام الأعظم رضى الله تعالى عنه ببغداد وهذه سلسلة فقهية متصلة بالأئمة الحنفية ورحمهم الله تعالى عن الشيخ عبد الحميد بن السيد أحمد إمام وخطيب جامع سيدنا الكاظم رضى الله عنه. عن العلامة قاسم بن محمد عن علامة زمانه أبى الهدى عيسى صفاء الدين بن موسى جلال الدين، عن العلامة الدراكة الشيخ حسين كمال الدين الكركوكى الحنفى، عن خير الدين و الدنيا، الفقيه المعمر / خير الدين الرملى صاحب الفتاوى الخيرية، عن الشيخ محمد بن محمد الحانوتى، عن والده، عن محب الدين ابن شرباش، عن أبى الخير محمد بن محمد الرومى، عن المجد أبى الفتح محمد بن محمد بن على الحريرى، عن أبيه، عن القوام أمير كاتب بن عمر الإتقانى، عن الحسام الحسين بن على السغناقى، عن حافظ الدين أبى البركات عبد الله بن أحمد النسفى صاحب المنار والكنز، والمدارك، عن شمس الاسلام محمد بن عبد الستار الكردى (ويروى الكردى عن البرهان المرغينانى من غير واسطة أيضا) عن الامام قاضى خان، عن برهان الدين أبى الحسن على بن أبى بكر المرغينانى صاحب الهداية، عن برهان الدين الكبير عبد العزيز بن عمر بن مازة و محمود بن عبد العزيز الأوزجندى، وهما عن شمس الأئمة السرخسى، عن شمس الأئمة

الحلوانى. عن أبى على الحسين بن خضر النسفى، عن أبى بكر محمد بن الفضل، عن الأستاذ أبى محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب السبزمونى الحارثى، عن القدوة أبى حفص الصغير عبد الله، عن والده الإمام الشهير بأبى حفص الكبير أحمد بن حفص البخارى، عن الإمام أبى عبد الله محمد بن حسن الشيبانى، عن الإمام الأعظم والمجتهد الأقدم، أبى حنيفة النعمان بن ثابت الكوفى رضى الله تعالى عنه عن حماد بن سلمة، عن إبراهيم النخعى، عن علقمة، عن عبد الله بن مسعود رضى الله تعالى عنه، عن سيد المرسلين و خاتم النبيين صلى الله تعالى عليه وسلم عن أمين الوحى جبريل عليه الصلاة والسلام عن الله تبارك و تعالى شأنه و تقدست أسمائه و صفاته.

(ج) فقيه العصر، رأس المدرسين العلامة يار محمد البندىالوى، عن العلامة محمد هداية الله الجونفورى، عن بطل الحرية، المعلم الرابع للمنطق، العلامة محمد فضل حق الخير آبادى. رحمهم الله تعالى وسنده مشتهر و مسطور فى كتاب "باغى هندوستان" لعبد الشاهد خان شروانى -

(د) فضيلة الشيخ إبراهيم العراقى عن أمير الملة، السيد الشريف جماعت على شاه المحدث العلى پورى عن الشيخ المعمر المسند الفقيه المولى فضل رحمن المجددى المراد آبادى الهندى عن سراج المحدثين الشاه عبد العزيز المحدث الدهلوى.

(هـ) أستاذ الأساتذة فضيلة العلامة مهتر محمد رئيس المدرسين الأسبق بالجامعة الفتحية، لاهور، باكستان عن العلامة غلام محمد الجھوتوى (الگھوتوى) عن المحدث وزير حسن الرامپورى عن المحدث محمد غوث الرامپورى عن الشيخ السيد حسن شاه الرامپورى عن الشيخ محمد على المونكىرى عن الشاه محمد إسحاق الدهلوى عن الشيخ عبد العزيز المحدث الدهلوى.

۲- و أجازني مفتى باكستان الأعظم العلامة أبو البركات السيد / أحمد القادري، والذي أجازته:

(أ) شيخه وأبوه العلامة إمام المحدثين السيد محمد ديدار على الرضوى القادري النشبدى بالقرآن العظيم والصحاح الستة والسنن، والمسانيد، والمعاجم، وتفسير القرآن العظيم، والذي قد عرض الصحاح الستة وغيرها على الشيخ الأجل المولى أحمد على السهارفورى وقد أجازته الشيخ المشتهر فى الآفاق الشاه / محمد إسحاق المحدث الدهلوى، وقد أجازته شيخ متابع الهند المولى الشيخ عبد العزيز المحدث الدهلوى ابن الشيخ الإمام الشاه / ولى الله الدهلوى. رحمهم الله تعالى.



و أجازني العلامة السيد الشريف محمد ديدار علي شاه كذلك الشيخ أبو القاسم محمد عبد الغني المهاجر البهاري ثم المبدئي بجميع كتب الحديث كما أجازته الشيوخ الذين أسانيدهم في غاية العلو والشان. منهم الشيخ العارف محمد أبو محمد نذير علي الحنفي، الدكتور ومنهم الشيخ السيد الفقيه المحدث المولى الشيخ الشاه / فضل رحم الحنفي المجددي السرد آبادي الهندي والذي قد عر عن جميع الصحاح والسنن على الشيخ الأجل سراج الهند شيخ المحدثين الشاه / عبد العزيز المحدث الدهلوي وأسانيده مذكورة في "العجالة النافعة" — كما أن سائر أسانيد الشيخ السيد محمد ديدار علي الرضوي القادري مسطورة في مقدمته لتفسير "ميزان الأديان".

(ب) الأمام الأكبر أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي والذي أجازته بالقرآن العظيم وجميع الصحاح الستة والسنن والمسانييد والمعاجيم وسائر كتب الحديث والتفسير وأسماء الرجال والفقه والأصول والعقائد والكلام وغير ذلك، من كل ما صحت له روايته عن مشايخه الكرام - رضي الله عنهم - وجميع أسانيده مذكورة في كتابه المسمى ب"الاجازات المتينة لعلماء بكة والمدينة".

٣- وأجازني أيضا غزالي عصرنا الراهن المحدث الحليل السيد / أحمد سعيد الكاظمي برواية الصحاح الستة كما أجازته:

(أ) شيخه ومرشده السيد محمد خليل الكاظمي وهو يروي عن مولانا رياست علي خان الشاه حيانفوري وهو عن مولانا إرشاد حسين الفاروقي المجددي الرامفوري، وهو عن شيخه مقدم المحدثين مولانا أحمد سعيد الدهلوي النقشبندی عن الإمام الأجل سند المحدثين مولانا عبد العزيز المحدث الدهلوي وهو مجاز عن والده وشيخه الإمام ولي الله المحدث الدهلوي وسنده مشهور -

(ب) مفتي الهند، الأعظم مولانا محمد مصطفى رضا خان القادري وهو مجاز عن شيخه ووالده مجدد القرن الرابع عشر الإمام أحمد رضا خان القادري الحنفي - وعن المرشد الكبير ومربي الأكاابر السيد الشريف أبي الحسين أحمد النوري وأسانيده مسطورة في "النور البهاء في أسانيد الحديث وسلاسل الأولياء".

٤- وأجازني مولانا العلامة خورشيد أحمد الفيضاني وهو مجاز عن العلامة فيض محمد شاه جمالي وعن خواجه غلام نسين الفيضاني وغزالي عصرنا السيد أحمد سعيد الكاظمي آنف، الذكر

٥- وأجازني شيخ القرآن العلامة غلام علي الأونكاري بالقرآن الكريم والحديث النبوي الشريف والعلوم الإسلامية كما أجازته مفتي باكستان الأعظم العلامة أبو البركات السيد أحمد القادري - وقد سبق أن أشرت إلى سنده -

٦- وأجازني العلامة الكبير مولانا آختر رضا خان القادري الأزهرى البريلوي الهندي والذي أجازته مفتي الهند الأعظم مولانا محمد مصطفى رضا خان القادري سالف الذكر -

٧- وأجازني فقيه الهند الكبير مولانا المفتي / محمد شريف الحق الأمجدى وهو مجاز عن صدر الشريعة العلامة محمد أمجد علي أعظمي (محشى شرح معاني الآثار ومؤلف موسوعة الفقه الحنفي "بهار شريعة" باللغة الأردية) وعن مفتي الهند الأعظم العلامة محمد مصطفى رضا خان وكل مهتبا مجاز عن الإمام الأكبر أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي - وهو مجاز عن شيخه الكريم - ربة العارفين مولانا السيد الشاه آل رسول المارهورى عن العارف بالله، مولانا نور بن أنوار عن ملك العناء، بحر العلوم عبد العلي اللكنوي وأسانيده مذكورة في "الدر المنظوم في أسانيد بحر العلوم".

٨- وأجازني بمروياته العلامة أبو بكر بن أحمد الباقوى القادري، الأمين العام لجمعية علماء أهل السنة والجماعة بعموم الهند والجامعة "مركز الثقافة السننية الإسلامية" بولاية كيرالا الهندية (١٤٢٢ هـ) وهو مجاز عن الشيخ أبي الفيض محمد ياسين القاداني وأسانيده مذكورة في "فيضان السلسلة في بيان الإجازة المتداولة".

٩- وأجازني رئيس التحرير العلامة أرشد القادري المؤسس والرئيس لفيض العلوم بمدينة جمشيد پور الهندية وهو مجاز عن حافظ الملة العلامة عبد العزيز المحدث المراد آبادي والذي أسس الجامعة الأشرفية بمدينة مباركفور الهندية وهو مجاز عن صدر الشريعة العلامة محمد أمجد علي الأعظمي وهو مجاز عن المحدث الجليل الإمام وصي أحمد السورتى وأجازته الشيخ الأجل أحمد علي السهارنفوري سالف الذكر -

١٠- وأجازني العلامة جلال الدين أحمد: الأمجدى رئيس قسم الإفتاء بدار العلوم الأمجدية ومؤسسها بقريه أوجا غنج بمدينة بستی، الولاية الشمالية (الهند) (١٤٢١ هـ) وهو مجاز عن العلامة أرشد القادري سالف الذكر -

١١- وأجازني العلامة الكبير مولانا ضياء المصطفى القادري ابن صدر الشريعة العلامة



محمد أمجد علی الأعظمی، أستاذ الحديث النبوی الشریف بالجامعة الأشرفیة بمدينة مبارکپور الهندیة (۱۴۲۱ھ) وهو مجاز عن حافظ الملة العلامة عبد العزيز المحدث المراد آبادی سالف الذکر۔

۱۲- وأجازنی العلامة المفتی عبد المنان الأعظمی أستاذ الحديث بدارالعلوم "شمس العلوم" بقریة جهوسی، بمیدریة منو الهندیة (۱۴۲۱ھ) وهو مجاز عن حافظ الملة العلامة عبد العزيز المحدث المراد آبادی۔

۱۳- وأجازنی سلطان الراعظین الشیخ المعمر مولانا أبو النور محمد بشیر السیالکوتی وهو مجاز عن والده العلامة المحدث الکبر والفقیہ الشهیر محمد شریف السیالکوتی، وهو عن الإمام الأكبر أحمد رضا خان القادری۔

۱۴- وأجازنی فضیلة الشیخ العلامة القاضي محمد مظفر إقبال القادری الرضوی (۱۴۲۳ھ) وأجازه أبوه الفاضل، الحبر العلامة، المفتی غلام جان الہزاروی ثم اللاہوری وأجازه (۱۳۳۷ھ):

○ الإمام الأكبر المجدد أحمد رضا خان الحنفی القادری البریلوی سالف الذکر۔

○ العلامة الشیخ محمد رحمہ الہی القادری الرضوی المدرس (الأسبق) بمدرسة منظر اسلام، بریلی الهندیة۔

○ البحر العلامة محمد ظہور الحسن الفاروقی النقشبندی المجددی الرامپوری المدرس (سابقاً) بمدرسة منظر اسلام المذكورة آنفاً۔ وهو مجاز عن المحدث الجلیل الشاہ فضل رحمن المجددی المراد آبادی۔

۱۵- وأیضا أجازنی فضیلة الشیخ المفتی محمد حسین النعمی مؤسس الجامعة النعمیة بمدينة لاہور وقد أجازه صدر الأفاضل العلامة السید محمد نعیم الدین المراد آبادی۔ قدس سرہ العزیز۔ وأسائیدہ مذکورة فی "الکتاب المستطاب المحتوی علی الأسائید الصحیحة للفاضل اللوذعی المولوی محمد نعیم الدین المراد آبادی" وهو مجاز عن أستاذہ إمام العلماء الأعلام العلامة الحاج محمد گل۔

رحمہ اللہ تعالیٰ۔ وقد أجازه کوکب الہدیة، عمدة المحققین السید محمد الکنی المکی۔ المدرس بالمسجد الحرام۔ آنذاك۔ وهو مجاز عن والده مفتی الأخناف بالیلد الحرام۔ وقتئذ۔ السید محمد بن حسین الکنی۔ روح اللہ تعالیٰ روحہ۔ وهو مجاز بذلك عن أستاذہ خاتم المحققین الشیخ السید أحمد الطحطاوی محشی الدر المختار۔ رحمہ میلاہ رحمۃ الأبرار۔ وسندہ مذکور بالتفصیل فی مسائیدہ

المطلولة المشہورة فی دیار العرب و العجم خصوصاً بجامعة الأزہر الشریف بمصر۔

۱۶- وأجازنی العلامة السید غلام محیی الدین۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ أستاذ الحديث النبوی الشریف سابقاً بالجامعة الرضویة ورئیسہا الأسبق بمیدریة راولپدی الباکستانیة وهو مجاز عن العلامة محب النبی وهو مجاز عن العلامة المحدث عبد اللطیف أستاذ الحديث بالمدرسة العالیة بمسجد فتحپوری، دہلی (الہند) وهو مجاز عن العلامة لطف اللہ علی جری (ح) و العلامة محب النبی مجاز ایضاً عن العلامة مشتاق أحمد کانپوری وهو مجاز عن أبیہ العلامة أحمد حسن کانپوری وهو مجاز عن العلامة لطف اللہ علی جری۔

۱۷- وأجازنی مولانا العلامة الحافظ / عبد الغفور أستاذ الحديث بالجامعة القویة مظہر الإسلام بمیدریة راولپدی الباکستانیة وهو مجاز عن الحبر العلامة محب النبی سالف الذکر آنفاً۔

۱۸- وأجازنی العلامة محمد حسن الحقانی الأشرفی (کراتشی) وهو مجاز عن الفاضل العلامة عبد المصطفیٰ الأزہری ابن العلامة صدر الشریعة الإمام محمد أمجد علی الأعظمی (مؤلف موسوعة الفقه الحنفی باسم "بہار شریعت" باللغة الأردیة فی سبعة عشر جزءاً) و كان العلامة الأزہری شیخ الحديث بالجامعة الأمجدیة، بمیدریة کراتشی، الباکستانیة

۱۹- وأجازنی الأستاذ العلامة عبد العزيز النقشبندی رئیس الجامعة الحنفیة الرضویة بکوت رادھا کش۔ (۱۴۲۳ھ) وهو مجاز عن أستاذ الأفاضل العلامة الإمام مہر محمد اللاہوری وهو مجاز عن العلامة غلام محمد الجہر توی الملتانی وهو مجاز عن العارف باللہ السید الشریف مہر علی شاہ الکولروی والذی تحداه المتنبی القادیانی للمناظرة فقبل العارف الکولروی تحدیہ وجاء فی الوقت المحدد بلاہور فلم یستطع المرزا القادیانی أن یرزقہ۔ رغم أن أستاذہ الاساتذة علامة العصر مہر محمد مجاز عن العارف باللہ السید الشریف مہر علی شاہ الکولروی بدون واسطہ العلامة غلام محمد ایضاً۔

۲۰- وأجازنی الفاضل العلامة محمد أسلم القادری رئیس الجامعة القادریة العالمیة، کجرات، باکستان وهو منجاز عن المفسر الشهیر صاحب التصانیف الکثیرة العلامة المفتی أحمد یار خان النعمی والذی فسر عشرة اجزاء ونصف جزء من القرآن الکریم، فسر کل جزء من ثلاثین جزءاً فی مجلد ضخیم باللغة



الأردية وله تعليقات على صحيح البخارى باللغة العربية باسم "نعم البارى" ومن الأسف أنها لم تطبع وهو مجاز عن صدر الأفاضل السيد الشريف محمد نعم الدين المراد آبادى الأشرفى.

۲۱- وأجازنى فضيلة العلامة أبو الأسد محمد هاشم على (١٤٢٣هـ) كما أجازته الفقيه الأجل، العالم الورع العلامة أبو الخير محمد نور الله النعمي الأشرفي البصري بوري كما أجازته صدر الأفاضل السيد الشريف محمد نعم الدين المراد آبادى الأشرفي وقد سبق أن أشرت إلى سنده.

۲۲- وأجازنى فضيلة العلامة جميل أحمد النعمي شيخ الحديث بدار العلوم النعمية بمدينة كراتشي الباكستانية كما أجازته تاج العلماء المفتي محمد عمر النعمي والذي أسس دار العلوم النعمية بمدينة كراتشي وأجازته صدر الأفاضل السيد محمد نعم الدين المراد آبادى الأشرفي سالف الذكر.

○

هؤلاء شيوخى أصحاب أسانيد متعددة وهناك مشايخ آخرون والذين أجازونى برواية الحديث وسندهم واحداً وأشير إلى بعض أسانيدهم المتفردة أيضاً وأذكر سندهم المشترك بعد ذكر أسمائهم وهى كالتالى:

۱- المفسر للقرآن الكريم وشارح البخارى العلامة غلام رسول الرضوى، مؤسس الجامعة السراجية الرضوية بمدينة فيصل آباد، باكستان - والذي أسس الجامعة النظامية الرضوية بمدينة لاهور الباكستانية - (وهو مجاز أيضاً عن إمام المدرسين فضيلة الشيخ العلامة مهر محمد، رئيس المدرسين سابقاً بالجامعة الفتحة، لاهور، باكستان، وعن مفتى الهند الأعظم فضيلة الإمام مصطفى رضا خان بالسلسلة القادرية البركاتية الرضوية كما أجازته والده الإمام الأكبر أحمد رضا خان القادرى)

۲- فضيلة الشيخ العلامة تحسين رضا خان مدرس الحديث النبوى الشريف بالجامعة النورية الرضوية بمدينة بريلي الهندية.

۳- فضيلة الشيخ العلامة محمد عبد الرشيد الرضوى، جهنگ، باكستان (وهو مجاز أيضاً عن فضيلة الشيخ سحبان الهند السيد الشريف محمد المحدث الكوشوى وهو مجاز عن الامام الأكبر أحمد رضا الحنفى القادرى)

۴- فضيلة الشيخ العارف الربانى محمد فضل الرسول الرضوى، ابن المحدث الجليل أبى الفضل

محمد سردار أحمد الجشتى القادرى، بمدينة فيصل آباد، باكستان

۵- فضيلة الشيخ حفيظ الرحمن (ببلي بيت، الهند) المدرس السابق بمدرسة مظهر العلوم الكائنة فى مسجد بى بى جى بمدينة بريلي، الهندية.

۶- فضيلة العلامة السيد الشريف محمد مظهر قيو ساد الشهيدى رئيس الجامعة المحمدية النورية الرضوية بقرية بهكهى من ضواحي مندى بهاء الدين. كما أجازته أبوه العلامة السرد ساد بنى السرد وقوة الخلف السيد الشريف محمد جلال الدين شاه - والذي أسس الجامعة المذكورة.

۷- فضيلة الشيخ السيد الشريف حسين الدين السلطانفورى رئيس الجامعة الرضوية بمدينة راولپنڈى الباكستانية.

۸- المربي الكبير العلامة المفتي محمد أمين النقشبندى، رئيس الجامعة الأمنية بمدينة فيصل آباد، الباكستانية. والذي هو صاحب الورع والتقوى ومداوم على ذكر الله تعالى.

۹- فضيلة الشيخ العلامة المفتي محمد عبد القيو القادرى رئيس الجامعة النظامية الرضوية بلاهور و شيخو بوره باكستان. ورئيس منظمة المدارس (لأهل السنة) باكستان

۱۰- الفقيه الجليل فضيلة الشيخ العلامة محمد عبد الحق البندالوى، رئيس الجامعة الإمدادية المظهرية، بقرية بنديال، الباكستانية (وأجازته أيضاً فى الطريقة الجشتية العارف الكبير والمرشد الشهير السيد الشريف غلام محيى الدين الكولزوى وهو مجاز عن أبيه العارف بالله السيد الشريف مهر على شاه الكيلانى الكولزوى والذي صنف فى رد القادانية "شمس الهداية" فلما أبرز بعض القادانية الشبه حول هذا الكتاب صنف "سيف جشتيانى" (سيف الجشتية) فبهت الذى كفر. ولم يجترأ أحد على إثارة القبار فى جوابه. وهو مجاز عن العلامة المحدث أحمد على السهارنفورى والعلامة لطف الله على جرهى.

۱۱- فضيلة المفسر الشهير والمحدث الكبير: مصنف الكتب الكثيرة العلامة فيض أحمد الأويسى رئيس الجامعة الأويسية بمدينة بهاولپور الباكستانية (١٤٢٣هـ)

۱۲- فضيلة الشيخ العلامة محمد شريف رئيس الجامعة السراجية الرضوية بمدينة بهكر، الباكستانية

۱۳- شيخ الحديث العلامة البحاتة والمناظر الكامل محمد أشرف السالوى، رئيس الجامعة الغوتية

المهرية بمدينة سر جو دها، الباكستانية (وهو مجاز أيضاً عن شيخ التفسير، كشاف الحقائق، فضيلة



العلامة عبد الغفور الهزاروی وعن شيخ الاسلام والمرشد الكبير محمد قمر الدين السیالوی

١٤- فضيلة الشيخ العلامة محمد حسن علي القادری مؤسس "مجلس أنوار رضا" والخطيب بجامع فريدية، ميلسي (١٤٢٣هـ) وأجازته ايضا مفتي الهند الأعظم مولانا محمد مصطفى رضا خان كما أجازته البحر العلامة الإمام أحمد رضا الحنفي القادری وأجازته أيضا المفسر الجليل العلامة إبراهيم رضا "جیلانی میان" كما أجازته أبوه حجة الإسلام مولانا حامد رضا خان وهو مجاز عن أبيه الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادری - وأجازته أيضا ملك العلماء العلامة محمد ظفر الدين البهاری الرئيس الأسبق لجامعة شمس الهندي، بنّة، الهند وكان من خلّص تلامذة وخلفاء الإمام الأكبر أحمد رضا القادری، وله تصانيف كثيرة، أهمّها "صحيح البهاری" في ست مجلدات، طبع منها المجلد الثاني فقط في زمنه والذي يشتمل (٩٢٨٧) حديثا وكان ابنه فضيلة الدكتور مختار الدين أحمد رئيس القسم العربي بجامعة علي جره -

إنهم نالوا الإجازة من محدث باكستان الأجل العلامة أبي الفضل محمد سردار أحمد الجشتي القادری، والذي أخذ الإجازة من:

(١) مفتي الهند الأعظم العلامة محمد مصطفى رضا خان -

(ب) حجة الإسلام محمد حامد رضا خان -

(ج) صدر الشريعة العلامة محمد أمجد علي الأعظمي -

و ثلاثتهم مجازون من الإمام الأكبر أحمد رضا خان الحنفي القادری -

(د) فضيلة الشيخ محمد الحافظ التيجاني المدني والذي أجازته الشيخ بدر الدين الحسنی والشيخ السيد محمد عبد الحی الكتاني مؤلف "فهرس الفهارس"

(هـ) فضيلة الشيخ عمر حمدان المحرسي المدني والذي أجازته الشيخ السيد علي ظاهر المدني والشيخ محمد حبيب الله المكي.

### ثالثا: الإجازات في الطريقة

أجازني: —

١. فضيلة المربي العلامة محمد ریحان رضا خان رحمانی ابن العلامة محمد إبراهيم رضا خان، أجازني في الطريقة القادرية البركاتية الرضوية (١٤٠٢هـ) كما أجازته جده حجة الإسلام مولانا حامد رضا خان

ومفتي الهند الأعظم المولى محمد مصطفى رضا خان وأجازهما أبوهما الإمام الأكبر أحمد رضا خان الحنفي القادری -

٢. صاحب الفضيلة والإرشاد العلامة المعمر فضل الرحمن المدني في الطريقة القادرية وقد سبق سنده في مشايخ الحرمين الشريفين -

٣. المرشد الكبير البرفيسور السيد الشريف محمد أمين میان القادری البركاتي صاحب السجادة القادرية البركاتية بمآزره (يفتح الرء وسكون الهاء بعدها اسم لقرية الأولياء الكبار بالهند) واستاذ جامعة علي جره (١٤٢١هـ) أجازني في الطريقة القادرية البركاتية والطريقة الجشتية القديمة. كما أجازته أبوه فضيلة الشيخ أحسن العلماء السيد الشريف مصطفى حسن حيدر میان -

٤. فضيلة الشيخ المولى السيد الشريف أحمد علي رضوی صاحب السجادة القادرية بمدينة أجمير الهندية وأجازته مفتي الهند الأعظم مولانا محمد مصطفى رضا خان كما أجازته الإمام الأكبر أحمد رضا خان الحنفي القادری -

٥. المربي الكبير فضيلة الدكتور محمد مسعود أحمد الذي يُعد رائد الرضويات العالمي ابن مفتي دهلي الأعظم الشاه محمد مظهر الله النقشبندی المجددي والخطيب السلطاني (الأسبق) بجامع فتحجوري، دهلي، الهند، أجازني بالطريقة النقشبندية المجددية كما أجازته فضيلة المرشد العلامة المفتي محمود أحمد الألوري (والذي أسس دار العلوم ركن الإسلام بمدينة حيدرآباد الباكستانية) ابن الفاضل العلامة المفتي ركن الدين الألوري والذي صنف كتابه المشهور باسم "رکن دین" باللغة الأردية في مسائل الصلوة -

٦. فضيلة المرشد القاضي محمد فضل الرسول الرضوی أجازني في الطريقة القادرية الرضوية وأعمالها وأشغالها وسائر الطرق سواها (١٤٢٠هـ) كما أجازته محدث باكستان الأعظم محمد سردار أحمد الجشتي القادری والذي أجازته حجة الإسلام المولى محمد حامد رضا القادری ومفتي الهند الأعظم المولى محمد مصطفى رضا خان القادری كما أجازهما أبوهما الإمام الأكبر أحمد رضا خان الحنفي القادری -

٧. فقيه الهند الأعظم المفتي محمد شريف الحق الأمجدی أجازني بجميع الطرق المذكورة في "النور والبهاء في أسانيد القرآن والأحاديث وسلاسل الأولياء" كما أجازته:

(١) صدر الشريعة مولانا محمد أمجد علي الأعظمي وأجازته الإمام الأكبر الإمام أحمد رضا الحنفي القادری (ب) مفتي الهند الأعظم مولانا محمد مصطفى رضا خان القادری البركاتي وأجازته أبوه الإمام الأكبر



احمد رضا خان الحنفی القادری وأجازہ أيضا شيخه سراج السالكين السيد الشريف أبو الحسين أحمد النوري بجميع الطرق المذكورة في "النور والبهاء"

(ج) أحسن العلماء فضيلة الشيخ السيد الشريف مصطفى حسن صاحب السجادة البركاتية القاسمية بساهرة المظهرة الهند بالطريقة القادرية والجنتية والسهرورديو الفتشيدية أبي العلية والبركاتية شروية.

٨. فضيلة الشيخ المفتي محمد أمين النقشبندی العلامة المتحقق العارف بالله الفقيه رئيس الجامعة الامينية بمدينة فيصل آباد الباكستانية، أجازني في الطريقة النقشبندية كما أجازة زبدة الأولياء والغيث السدرار والهرشد المفضل خواجه محمد صادق المقيم في حي كلهار، بمدينة كوتلي، بمطقة كشمير شورة.

اسأل الله - تبارك وتعالى - أن يجزي هؤلاء المجيزين عني وعن العلم خير الجزاء ويعينني على خدمة القرآن الكريم والحديث النبوي الشريف وسائر العلوم الدينية مادمت حيا وأوصي المجازله ونفسي بتقوى الله - عز وجل - في السر والعلن، فإن رأس الحكمة مخافة الله - جل جلاله - كما أوصيه بالإحسان والإخلاص والقيام بالدعوة إلى الله - سبحانه وتعالى - بالحكمة والموعظة الحسنة والتخلي بأخلاق سيدنا وقائدنا ومعلمنا وهادينا رسول الله - صلى الله تعالى عليه وسلم - والاشتغال بتعليم كتاب الله - عز وجل - وحديث رسول الله - صلى الله تعالى عليه وسلم - ونشر دعوة الإسلام ابتغاء مرضاة الله - تبارك اسمه -

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم وتب علينا إنك أنت التواب الرحيم وصلى الله - تبارك وتعالى - على حبيب خير خلقه سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين وبارك وسلم -

كتبه خادمه العلم والعلماء

محمد عبد الحكيم شرف القادري

أستاذ الحديث النبوي الشريف

بالجامعة النظامية الرضوية، داخل بؤابة لوهارى

لاهور، باكستان

التوقيع محمد عبد الحكيم شرف القادري

## الملحق

سادة العلماء الأعلام!... نسألكم أكثر أساتيدنا من شبه القارة الباكستانية والهندية ترجع إلي عنهم من أعلام الإسلام بالهند أعني الإمام الأكبر المجدد أحمد رضا خان الحنفی القادری البریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ وجب علينا تعريفه بالإيجاز فنقول:

هو الإمام أحمد رضا القادری ابن العارف بالله محمد بنقى علي خان ابن الإمام الرباني محمد رضا علي خان. هاجر آبائه من ضواحي مدينة قندهار، أفغانستان واستوطنوا مدينة بريلي بإقليم تيرتيريش الهند وبعث تولد للإمام أحمد رضا في عام ١٢٧٢ هـ في أسرة اشتهرت في شتى نواحي العلم والسيرة وسكن في بيد دينية علمية شاع فيها الفضل وتلمذ على يديه وأنهى مرحلة الدرس النظامي ولم يبلغ أربعة عشر عاما من عمره، بايع علي يد قدوة العارفين السيد آل رسول المارهورى في الطريقة القادرية مع أبيه وهو من تلامذة سراج المفسرين الإمام عبدالعزيز المحدث الدهلوى فأجازهما في نفس الوقت بالحديث والتفسير وجميع العلوم والطريقة القادرية وسائر الطرق كما أجازة مشايخه.

سافر الإمام أحمد رضا إلى الحرمين الشريفين واتصل بأكابر علماء العرب وتلمذ على أيديهم واتصل بعدد من العلماء العرب في سفرته الثانية بهدف نيل شرف التلمذ على يده كما هو مسطور في نيتة المسمى ب"الإجازات المثينة لعلماء بكة والمدينة"

ولقد ذكر أسماء أساتذته والذين أجازوه في الحديث والتفسير وسائر العلوم في إجازته المستطرفة وهي كالتالي:

أولهم: شيخى ومرشدى وسيدى وسندى مولانا السيد الشاه آل الرسول الأحمدي المارهورى عن الشاه عبدالعزيز الدهلوى وعن الشيخ عبد القادر الداغستاني وعن المولوى الأجل، السيد

الأجل، غوث الزمان أبي الفضل شمس الملة والدين آل أحمد المارهورى ثانيهم: أبى وسيدى ومولانى وسندى ختاه المحققين وإمامه المصدقين، سيدنا ومولانا المولوى محمد

نقى علي خان القادري البركاتي البريلوى قدس سره القوى عن أبيه الكريم العارف المصنف سيدنا ومولانا المولوى محمد رضا علي خان رضى الله تعالى عنه في غرفات الحان



ثالثہم: عین الکرم، زین الحرم، بقیۃ السلف، حجة الخلف، شیخ العزماء الکرام، بالبلد الحرام۔  
مولانا السید احمد زینی دحلان المکی قدس سرہ الملکی  
رابعہم: سراج البلد الامین، تاج العلماء العاملين، مفتی الحنفیۃ، بمکۃ المحمّیۃ، مولانا عبد الرحمن السراج ابن المفتی الأجل مولانا عبد اللہ السراج قدس سرہما الوہاج عن أبیہ الکریم وعن المولی جمال بن عبد اللہ بن عمر المکی رحمہما اللہ تعالیٰ۔  
خامسہم: مولانا السید حسین بن صالح جمال اللیل إمام الشافعیۃ بمکۃ المرضیۃ علیہ الرحمة السرمدیۃ کما هو مثبت فی کتب إجازتہم لی والحمد للہ الحمید العلیٰ۔

کان بار عافی أكثر من خمسين علما وفنا، یقرب عدد مصنفاته ألفا، أكبرها "العطايا النبویة فی الفتاوی الرضویة" یکمل طبعها الجدید فی سبع وعشرين مجلدا، لقد قاوم البدع وأهلها طول عمره، من مصنفاته "الزیدة الزکیة فی حرمة سجود النحیة" أورد فیہ أزید من مائة نصوص علی حرمة السجود لغير اللہ تعالیٰ۔ وله تعنیقات علی "رد المحتار" للعلامة ابن عابدين الشامی فی خمس مجلدات باسم "جد الممتار" وطبع دیوانہ العربی باسم "بساتین الغفران" رتبہ وجمعه السید حازم محمد أحمد المحفوظ الأستاذ المساعد بکلیۃ اللغات والترجمة، جامعة الازهر الشریف ومما یجب ان یدکر ویشکر ان الأستاذ حازم محمد أحمد قام بترجمة القصیدة السلامیۃ للإمام احمد رضا الذي مطلعها:

مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

معناه باللغة العربیۃ (آلاف ألف تسلیمات علی روح الرحمة و سراج مجلس الهدایة)

إلی اللغة العربیۃ نشر وقد صاغ هذا النثر العربی شعر الأستاذ الدكتور حسین مجیب المصری، وقد طبعت هذه المنظومة مع مقدمة قیمۃ طويلة من القاهرة عام ١٤٢٠ھ / ١٩٩٩م، ثم طبعت ترجمة الديوان الأردی للإمام أحمد رضا أعنی "حداائق بخشش" بسمیہما عام ١٤٢٢ھ / ٢٠٠١م باسم "صفوة المديح"۔ جزاهما اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرة۔

وقد طبع من بغداد کتاب باسم "قصیدتان رائعتان" للشیخ أحمد رضا الذي یحتوی علی قصیدتین

عربیتین نظمہما الشیخ أحمد رضا فی مدح مولانا فضل الرسول البدایونی وقد قام بتحقیق نص القصیدتین وشرحہما والتعلیق علی أبیاتہما الأستاذ الدكتور رشید عبد الرحمن العیبدی الأستاذ بجامعة صدام للعلوم الإسلامیۃ ومدير مركز البحوث والدراسات الإسلامیۃ ببغداد، وقد قدم للکتاب الأستاذ الدكتور محمد مجید السعید رئیس جامعة صدام للعلوم الإسلامیۃ۔

قد ساهم الإمام أحمد رضا فی إثراء الفقه الحنفی بفتاویہ ومؤلفاته قیمۃ، بقول العلامة محمد إقبال: لم یولد فی الآونة الأخيرة فی شبه القارة الهندیۃ عبقری مثل الإمام أحمد رضا خان -رحمة اللہ علیہ-۔ کما هو ظاهر من فتاواه، فهي شاهدة علی ذکائه وجودة طبعه وکمال فقهه وتبحره فی العلوم الدینیۃ ومما اعتاده الإقدام علی التفكير العمیق قبل إظهار الرأی وهذا هو السبب فی تصلبه بآرائه وعدم احتیاجه إلی الرجوع فی فتاواه (١)۔ وبتوفیق اللہ تعالیٰ قام الشیخ مشتاق أحمد شاه الباحث الباکستانی بإعداد بحث علمی عنوانه "الإمام احمد رضا خان وأثره فی الفقه الحنفی" لنیل درجة التخصّص "الماجستير" من قسم الفقه العام بکلیۃ الشریعة والقانون (القاهرة) جامعة الازهر وتمت مناقشتہ فی ١٥ فبراير ١٩٩٨م وبالنسبة للباحث درجة التخصّص "الماجستير" وهذه هی الرسالة الجامعیۃ الأولى فی الأزهر الشریف عن الشیخ أحمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ثم قام الباحث ممتاز أحمد السیدی (الباکستانی) بدراسة الديوان العربی للإمام أحمد رضا المسمی باسم "بساتین الغفران" دراسة تحلیلیۃ نقدیۃ فی رسالة التخصّص "الماجستير" فی الأدب والنقد بعنوان "الشیخ أحمد رضا خان البریلوی الہندی شاعر عربیاً" ونوقشت هذه الرسالة فی عام ١٤١٨ھ / ١٩٩٩م ومنحت للباحث درجة التخصّص "الماجستير" وهذه هی الرسالة الجامعیۃ الثانیۃ فی الأزهر الشریف عن الإمام أحمد رضا والحمد للہ علی أن طبعت هذه الرسالة بشكل کتاب مع تقديم الأستاذة المحققین أجاز الإمام الأكبر أحمد رضا الحنفی القادری فی الحدیث والتفسیر والعلوم الإسلامیۃ وطرق

الصوفیۃ عدد اکبر من العلماء والمشایخ الأجلاء، منهم علماء العالم العربی وأسمائهم کالتالی:

١. الشیخ المعمر ضیاء الدین أحمد المدنی ٢. السید اسمعیل خلیل المکی آفندی

(١) الدكتور حازم محمد أحمد: الإمام أحمد رضا خان فی ذکره الثمانین (ط: دار الاتحاد القاهرة ١٤٢٠ھ) ص ٤٤



۳. الشیخ أسعد بن أحمد الدهان

۵. السيد أبو بكر بن سالم الحضرمي

۷. الشیخ حسن العجیسی المکی

۹. السيد حسين المدني من السعدية القادر السامي

۱۱. الشیخ عابد حسين المالکی

۱۳. العلامة السيد عبد الله دحلان

۱۵. الشیخ علی بن حسین المکی

۱۷. الشیخ عمر بن حمدان المحرسي

۱۹. السيد محمد إبراهيم المدني

۲۱. السيد محمد بن عثمان دحلان

۲۳. الشیخ محمد سعید بن محمد باسبیل مفتی الشافعية

۲۵. الشیخ محمد صالح کمال بن الشیخ صديق کمال

۲۷. السيد محمد عبد الحی بن السيد عبد الكبير الكتاني (صاحب فهرس الفهارس)

۲۸. الشیخ يوسف

رحل الإمام الأكبر أحمد رضا خان رحمه الله تعالى يوم الجمعة الخامس والعشرين من شهر صفر عام

۱۳۴۰ هـ الموافق الثامن والعشرين من شهر أكتوبر عام ۱۹۲۱ م ومقره في مدينة بريلي الهندية بزار

ويتبرك وخلف بعده ابنين عالمين عارفين أحدهما حجة الإسلام مولانا حامد رضا خان وثانيهما مفتي هند

الأعظم مولانا محمد مصطفى رضا خان ولهما جهود كبيرة في نشر العلم والعرفان ورفع راية الإسلام

وترك جماعة من التلامذة والخلفاء والذين قاموا ضد مؤامرات الهندوس وغيرهم من الكفار والمبتدعين

وأيدوا حركة استقلال باكستان حتى برزت "الجمهورية الإسلامية باكستان" على خريطة العالم

والحمد لله تعالى

۲۳ من شهر رجب ۱۴۲۳ هـ

الموافق أول سبتمبر ۲۰۰۲ م

محمد عبد الحكيم شرف القادري

۷ جون ۲۰۰۲ م ربيع الثانی ۱۴۲۳ هـ

hardships will remove very soon.

What is meant by difficulty? Difficulty means hindrance in relationship between Allah and man or hindrance in relationship between a man and other man.

There is a great lesson for us which is that we have to face ups and downs of our life, we should not afraid of them but we should face them bravely and manly. Oneday by the grace of Allah our difficulties will remove soon.

وَإِذَا قَرَعْتَ فَانْصَبْ ④  
وَالِإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ⑤

Translation: So, when you are free after prayer then, strive hard in invocation and attent to your lord only.

Explanation:

In these two verses, Allah said to His Beloved Prophet that when He would be free from the task of instructing the world or Jihad or Dawah or Preaching, He would turn his face towards His spiritual kindom because He is everything, other things are incidental, and really do not matter. God is the goal of the righteous man's whole attension and desire.

There is a great leason for us which is that we should worship Allah with true attention when we will be free from our tasks of life and we should trust in Allah completely and we should beg everything from Him.



Here, Allah has attributed the exalting of Holy Prophet's remembrance to Him so that we may come to know that our Holy Prophet has not got esteem due to any special day, place, family or wealth but Allah has blessed Him the esteem.

In this verse, the word "For" is a sign of regard and love.

If there is the word "For" for ownership, the meaning will be that Holy Prophet is the owner of exalting, He can make great whom He want. If there is "For" for pleasure, the meaning will be that Allah has raised high our Prophet's remembrance so that He may please and delight His Prophet.

An aspect of raising high the remembrance is that Allah has attached the name of His Beloved with His name as we see in Kalimah, Azan, Prayar and many other places in a Hadith-e-Qudsi

فَإِذَا ذُكِرْتُ بِمَا بِي

It means that when I shall be remembred, you will be remembred also with me.

Another aspect of exalting the remembrance is that Allah has made Holy Prophet's remembrance His own remembrance in. Holy Quran.

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

It means that whose obeys the messenger, was indeed obeyed Allah.

Another aspect of exalting the remembrance is that Allah has stated His Beloved Prophet as His remembrance. In a Hadith Qudsi:

جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِي

It means that I have made you my remembrance.

There is a great lesson for us which is that we can also get loftiness and greatness by following Holy Prophet.

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ⑤

إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ⑥

Translation: So, verily there is ease with every difficulty.

Verily, there is ease with every difficulty.

Explanation: Here, the repetition of this verse is for stress.

In these verses, Allah has consoled His Holy Prophet (Peace be Upon Him) and said that "You should not become worreid and tolerate the hardships which you are facing in the way of Islam by unbelievers because Allah will simplify your difficulties. At last you will gain the upper hand.

Here, the word "Verily" is guiding us that it is the law of nature that hardships is always followed by relief.

Here, we find the word "With" which is guiding us that ease is attached with hardship. It means that



Now we explain here Surah "Inshirah".

## Explanation of Surah

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ①

**Translation:** In this verse Allah has mentioned the expansion of Holy Prophet's breast.

**Explanation:**

In this verse Allah has mentioned the expansion of Holy Prophet's breast.

The meaning of expansion the breast is that it was opened symbolically so that he may lightened and truth may clear and enter his heart completely.

The meaning of expansion the breast may be that Holy Prophet's heart was opened really as it is proved two times by ahadith.

Firstly, when he was four years old.

Secondly, when he went to "Meraj".

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ②

**Translation:** And removed from you your burden.

**Explanation:** In this verse, Allah says that he had removed His Prophet's burden.

Burden means the sorrows and his hindrances which Holy Prophet was facing in the way of preaching of Islam.

Removing the burden means is that: he has created in His Prophet the patience to bear the difficulties.

There is a lesson for us that we should not afraid of sorrows and hindrances in the way of Islam.

اَلَّذِي اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ③

**Translation:** Which had put burden on your back.

**Explanation:**

This verse is concerned with the last verse. It means that Allah had removed His Prophet's burden which had put on his back.

Benting the back means that Holy Prophet was upset due to difficulties and hindrances which was facing in the way of preaching of Islam.

It is also possible that It means that Holy Prophet was upset due to "Ummah", Allah removed from Him His confusion about His "Ummah" by granting Him "Shfa'at".

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ④

**Translation:** And we have raised high for you your remembrance.

**Explanation:**

In this verse, Allah has mentioned the raising up of His Prophet's remembrance.

The sentence "We have raised high" is Present Perfect tense. Here this tense is only for understanding. Infact, when he had been given exalting, there was no past, present and future.





بروزی شمارہ  
مفتی محمد رفیع الرحمن

مفتی محمد رفیع الرحمن  
مفتی محمد رفیع الرحمن

- پیغام قرآن، ارشادات نبوی ﷺ، سیرت پاک ﷺ
- دل، روح اور اخلاق کے تزکیہ و تربیت کے لئے اثر انگیز تحریریں
- ایمان، عبادت، اخلاق، آداب، معیشت، سیاست، تصوف
- عقائد اور معاشرت کے موضوع پر ٹھوس مضامین
- زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے سرکردہ راہنماؤں کے انٹرویوز
- فقہ و اجتہاد کی علمی و تحقیقی بحثیں
- اہم دینی، تہذیبی، سماجی، اخلاقی معاملات اور مسائل کے حل پر مبنی فکر افروز مواد
- شانداد اسلامی تاریخ کے اہم واقعات اور حالات۔
- عظیم مسلم شخصیات کے تذکرے۔
- ایسی زندہ کتابوں پر جاندار تبصرے اور تعارف جو زندگیاں بدل دیتی ہیں
- عالم اسلام میں جاری آزادی و حریت کی تحریکوں کے حالات و واقعات
- اہم دینی، علمی اور روحانی شخصیات کے افکار، نظریات اور تاثرات
- اس کے خریدار بیٹے اور باقاعدہ مطالعہ کیجئے
- اس کے لئے لکھئے اور قلمی جہاد میں ساتھ دیجئے
- اس کے دوست بیٹے اور اسے دوست بنائیے
- اس میں اشتہارات دیجئے اور اپنا پیغام ایک وسیع اہل الرائے طبقے تک پہنچائیے
- اقرباء اور احباب کو تحفہ میں دیجئے

ANWAR-E-RAZA  
QUARTERLY

انٹرنیشنل غوثیہ فورم

قیمت فی شمارہ 150 روپے  
قیمت سالانہ 600 روپے

انوار رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد # (41200) پاکستان  
فون: 0092-454-721787 موبائل: 0300-9429027  
0092-42-7214940 0321-9429027